جنگ نامہ
آصف الدولہ و نواب رام پور

۱۷۹۴ء

خلیفہ محمد معظم عباسی

* * *

مرتبہ

محمد ایوب قادری

* * *

انجمن ترقی اردو پاکستان
بابائے اردو روڈ۔ کراچی نمبر ۱

جنگ نامہ آصف الدولہ و نواب رامپور

(سنہ ۱۷۹۴ء)

خلیفہ محمد معظم عباسی

مرتبہ

محمد ایوب قادری

انجمن ترقی اردو پاکستان

بابائے اردو روڈ، کراچی نمبرا

سلسلہ مطبوعات انجمن ترقی اردو پاکستان شمارہ ۱۳۸

اشاعت اول : ۱۹۸۰ء
تعداد : ۳۵۰
طابع : انجمن پریس، نشتر روڈ کراچی
قیمت : آٹھ روپے

جمیل الدین عالی
معتمد اعزازی

حرفِ چند

ہم نے اس سے پہلے بھی ذکر کیا ہے اور اب دوبارہ عرض ہے کہ بابائے اردو مولوی عبدالحق نے نایاب و کمیاب اُردو مخطوطات کے حصول اور ان کی اشاعت کا ایک بڑا منصوبہ شروع کیا تھا۔ وہ چاہتے تھے کہ ایسے تمام مخطوطات کو یکے بعد دیگرے طبع کر دیا جائے جن سے تاریخ اردو زبان کے مختلف ادوار ترتیب دینے میں مدد مل سکے۔ انھوں نے اس کام کی ابتداء ان مخطوطات سے کی تھی جو دکن میں لکھے گئے تھے۔ لیکن وہ ہندوستان کے دوسرے علاقوں کو بھی نظر انداز نہ کرنا چاہتے تھے۔ مرحوم نے جہاں دکنی مخطوطات کا کھوج لگایا وہاں شمالی ہند کی تصنیفات کی تلاش میں بھی مصروف رہے۔ اس وابستگی کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس دور کی شمالی ہندوستان کے اہل قلم کی تصنیفات میں سے میر اسمٰعیل امروہوی کی مثنوی "وفات نامہ حضرت فاطمہؓ" اور غضنفر حسین کی مثنوی "جنگ نامہ عالم علی خاں" بھی شائع ہو کر اہل تحقیق کی دلچسپی کا سبب بنیں۔

انجمن ترقی اردو پاکستان نے بابائے اُردو کے اس مشن کو فراموش نہیں کیا تھا لیکن مالی محدودات اور دوسری مصروفیات نے اسے اس طرف پوری طرح متوجہ نہیں ہونے دیا۔ بہرحال گزشتہ سال سے شمالی ہند کے مخطوطات کو منظر عام پر لانے کی کوشش شروع کی جا چکی ہے اور اب کئی انمول ادب پاروں کو نذر شائقین کرنے کا موقع ملا ہے جن کی ابتدا مثنوی نل دمن سے کی گئی تھی۔ یہ مثنوی جس کے مصنّف بابائے اردو مرحوم کے ایک ہم وطن احمد علی ہیں اور جن کو ہمارے قابل فخر بزرگ ڈاکٹر سیّد عبداللہ نے بڑی عرق ریزی سے مرتب کیا ہے انجمن سے شائع ہو چکی ہے۔ یہ مثنوی اگرچہ بہت قدیم نہیں ہے پھر بھی جنگ نامہ

عالم علی خاں اور مثنوی اسمٰعیل امروہوی سے بعد کی تاریخ زبان مرتب کرنے کے سلسلے میں ایک مفید کڑی ثابت ہو سکتی ہے۔ دوسری مثنوی جنگ نامہ آصف الدّولہ ہے جو ۱۳۰۹ھ/۱۷۹۴ء سے تعلق رکھتی ہے۔ اس کی تدوین پروفیسر محمد ایوب قادری نے سیر حاصل مقدمے کے ساتھ کی ہے۔ تیسری مثنوی نوسر ہار ہے جس کو انجمن کے محقق اور قدیم کارکن افسر صدیقی صاحب سہ ماہی اردو کے توسل سے منظرِ عام پر لا چکے ہیں۔ اس مثنوی کو املا کی بے شمار اغلاط کے باوجود پڑھنے کی پوری پوری کوشش کی گئی ہے اور انشاءاللہ عنقریب کتابی صورت میں پیش کی جائے گی۔ چوتھی مثنوی "عاقبت بخیر" ہے جو کتابت کی منزل سے گزر کر طباعت کے دور میں داخل ہو رہی ہے۔ مثنوی عاقبت بخیر اس آویزش کی تصویر ہے جو ملتان کے ایک فرماں روا نواب مظفر خاں سدّوزئی اور پنجاب کے راجہ رنجیت سنگھ کے درمیان ۱۸۳۲ء میں واقع ہوئی۔

ہماری منزل یہیں ختم نہیں ہوتی۔ اس کے بعد ایک اور قابلِ لحاظ تصنیف "ولایت علی نامہ" کی ترتیب و تدوین کا ارادہ ہے جو ہریانی زبان کے علاقے کے ایک مصنّف کا شاہکار ہے۔

"جدید کی ناگزیر اہمیت اپنی جگہ۔ اس پر لوگ کم کام کر رہے ہیں۔ کاش ہم جدید ادب کی طرف بھی آ سکیں لیکن جب تک یہ ممکن نہ ہو قدیم پر تحقیق اور اس کی اشاعت بھی ایک ضروری سائنسی عمل ہے۔ چونکہ اس سلسلے میں ہمیں کافی مواد کے ساتھ ساتھ فاضلین کا تعاون میسّر ہے اس لیے انشاءاللہ یہ عمل جاری رہے گا۔

اُمید ہے کہ اُردو کے محققین اور جامعات اور متعلقہ ادارے اس منصوبے کی سرپرستی میں دلچسپی لیں گے۔

پیش لفظ

"جنگ نامہ آصف الدولہ و نواب رام پور" خلیفہ محمد معظم عباسی کی رزمیہ مثنوی ہے جو انجمن ترقی اردو کراچی کے علمی مجلہ "اردو" کی دو اشاعتوں میں شائع ہو چکی ہے اب مقدمہ کے ساتھ اس کو کتابی شکل میں پیش کیا جا رہا ہے۔

یہ جنگ نامہ خطی صورت میں ہمیں اپنے بزرگ مخدوم مولانا حکیم الٰہی بخش قادری (ف ۱۹۰۳ء) کے ذخیرۂ علمیہ سے ملا تھا جو ۱۲۲۵ ہجری کا مکتوبہ تھا جیسا کہ ترقیمہ سے ظاہر ہوتا ہے۔

"تمام شد جنگ نامہ خلیفہ معظم عباسی بقلم سیّد
واحد علی بتاریخ ۲۵ ربیع الاول ۱۲۲۵ھ بمقام قصبہ
آنولہ محلہ گنج بر مکان لالہ بنواری لال صاحب دام عزتہ"

اسی نسخہ کو ہم نے بنیاد قرار دیا ہے۔ اس کے علاوہ مندرجہ ذیل چار نسخے ہمیں اور دستیاب ہوئے جن سے ہم نے مقابلہ کیا ہے۔

ا۔ نسخہ مملوکہ حکیم معظم علی خاں عرف منگہ میاں مرحوم (ف ۱۹۵۳ء) رئیس آنولہ۔ مکتوبہ ۱۸۷۸ء

ب۔ نسخہ رضا لائبریری رام پور جس کا ترقیمہ درج ذیل ہے:

"بدست بدخط ازلی قدرت علی رام پوری"

اس نسخہ پر عنوان اس طرح لکھا ہے:

" ایں تاریخ دراحوال ریاست رام پور مسمی بہ گنج اسرار معروف بہ تاریخ معظم من تصنیف خلیفہ معظم شاگرد مولوی قدرت شوقؔ"۔

ح ۔ نسخہ مولوی نظام الدین نظامی بدایونی مدیر ذوالقرنین بدایوں (ف ۱۹۴۷ء) جس کا ترقیمہ درج ذیل ہے:

"تمام شد جنگ نامہ دو جوڑہ از تصنیف خلیفہ معظم عباسی بتاریخ ۲۸ دسمبر ۱۹۰۴ء در بلدۂ رام پور بر مکان کاتب بوقت ۴ بجے دن کے ختم ہوا القلم ناقص رقم خاکپائے خوش نویساں عبدالحکیم خاں۔ تمام شد نسخہ جنگ نامہ دو جوڑہ از تصنیف جناب خلیفہ معظم عباسی بتاریخ ۲۰ نومبر ۱۹۲۴ء[1] در بلدہ رام پور اسٹیٹ یوپی۔ حسب الارشاد فیض بنیاد سراپا کرم جناب حافظ محمد احمد علی خاں صاحب کنٹرولر آف ہاؤس ہولڈ رام پور اسٹیٹ یوپی لقلم عبدالحکیم خاں ملازم کتب خانہ"[2]

اس عبارت کے نیچے مندرجہ ذیل نوٹ لکھا ہے:

"اس مثنوی کا اصل نسخہ قلمی مصنف کا لکھا ہوا[3] کتب خانہ

---

[1] ۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ عبدالحکیم خاں نے کتب خانہ کا نسخہ ۱۹۰۴ء میں نقل کیا تھا اسی سے یہ دوسری نقل ۱۹۲۴ء میں کی۔

[2] ۔ اب یہ نسخہ نیشنل میوزیم (کراچی) میں داخل ہو چکا ہے۔

[3] مصنف کے ہاتھ کا لکھا ہوا نسخہ، رضا لائبریری رام پور میں باوجود تلاش نہ ملا (محمد ایوب قادری)

رام پور میں موجود ہے بعض اوراق کرم خوردہ ہیں مکرمی
حافظ احمد علی خاں مہتمم کتب خانہ کی عنایت سے یہ نقل مجھے
دستیاب ہوئی اور اس کی نقل کی اُجرت پانچ روپے کاتب
کو ادا کیے گئے۔

لطافت عفی عنہ

26-11-1924

س۔ نسخہ مملوکہ حکیم فضل الرحمٰن عرف حکیم پالکی بدایونی (ف ۱۹۵۰ء)
اس میں ترقیمہ نہیں تھا۔

ہم نے ان نسخوں کا مقابلہ کیا ہے اختلاف نسخ اور بعض دوسری تصریحات حواشی میں نقل کردی ہیں۔

حل لغات اور تشریح الفاظ کے لیے آخر میں ایک فرہنگ بھی شامل کی ہے اور شروع میں ایک مقدمہ لکھا ہے۔ مقدمہ کے تین حصے قرار دیے جا سکتے ہیں۔

۱۔ اس واقعہ کا تاریخی پس منظر
۲۔ مصنّف کے حالات جو پورے طور سے نہ مل سکے۔
۳۔ زبان و بیان پر تبصرہ

آخر میں ایک اغلاط نامہ بھی شامل کیا ہے جو نہایت ضروری ہے۔

اضافات

۱۔ یہ مثنوی بحر متقارب مثمن مقصور / محذوف میں ہے یعنی اس کا وزن فعولن فعولن فعولن فعول / فعل ہے۔

۲۔ اس واقعہ کو شاہنامہ کی بحر میں مولوی غلام جیلانی رفعت رام پوری (ف ۱۲۳۴ھ) نے "دُرِّ منظوم" کے نام سے (۱۲۱۳ھ) فارسی نظم میں لکھا ہے جس کے دو خطی نسخے ہماری نظر سے گزرے۔

۳۔ اسی موضوع پر تسلیمؔ ساکن رستم نگر نے بھی اردو نظم میں پانچ سو اشعار پر مشتمل ایک جنگ نامہ لکھا تھا جس کا خطی نسخہ رضا لائبریری رام پور میں محفوظ ہے۔ اس نے اپنا تعارف مندرجہ ذیل دو اشعار میں اس طرح کرایا ہے۔

مصنف ہے تسلیمؔ اس کا مگر وطن اس کا ہے شہر رستم نگر
بسے کوس پر رام پور اک نگر ہے رستم نگر سے وہ دس کوس پر

ہم آخر میں انجمن ترقی اردو (کراچی) کے شکر گزار ہیں کہ یہ تاریخی و ادبی نوشتہ (جنگ نامہ) اس کی مطبوعات میں شامل ہو کر نذر شائقین اردو ہوا۔

۳۱ مئی ۱۹۷۹ء محمد ایوب قادری
بروز پنجشنبہ ۱۵ جنوری ۱۹۸۰ء

مقدمہ

۱۷۷۴ء میں نواب شجاع الدولہ والیٔ اودھ نے انگریزوں کی مدد سے حافظ الملک حافظ رحمت خاں کو میراں پورہ کٹڑہ (ضلع شاہجہانپور یو۔پی انڈیا) کے میدان میں شہید کر کے روہیل کھنڈ کی حکومت کو ختم کر دیا۔ اور ایک معاہدہ کے تحت نواب فیض اللہ خاں کو رام پور کی ریاست مل گئی۔ انہوں نے بیس سال تک حکمرانی کی اور ریاست کو اپنے حسن انتظام سے استحکام بخشا۔ ۱۸ ذی الحجہ ۱۲۰۷ھ (مطابق ۲۷ جولائی ۱۷۹۴ء) کو نواب فیض اللہ خاں نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا اور ان کے فرزند اکبر نواب محمد علی خاں سریر آرائے حکومت ہوئے۔ میاں حسن شاہ نے دستار بندی فرمائی۔ نواب محمد علی خاں کی طبیعت میں خود پسندی، خود ستائی اور تلون مزاجی بدرجۂ اتم تھی۔ اس لئے ارکانِ دولت اور فوجی افسر ان کو پسند نہیں کرتے تھے۔ بلکہ اخبار حسن کی روایت کے مطابق نواب محمد علی خاں "دربار آصفی" کے آداب دیکھے ہوئے تھے[۱] اور وہ چاہتے تھے کہ اُن کے یہاں بھی وہی مراسم تعظیم اور آداب تکریم جاری ہوں اور لکھنوی تکلفات برتے جائیں۔ روہیلہ سردار ان باتوں کے عادی نہ تھے بھلا وہ ان قواعد و ضوابط کو کب خاطر میں لا سکتے تھے۔ یہاں یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ نواب محمد علی خاں کچھ دنوں لکھنؤ میں نواب آصف الدولہ کے پاس رہے تھے اور انہی کی ترغیب سے انہوں نے امامیہ مذہب اختیار کر لیا تھا۔ یہ بات ارکانِ خاندان اور روہیلہ خوانین کو پسند نہ آئی۔ نواب محمد علی خاں کے مقابلے میں ان کے حقیقی چھوٹے بھائی غلام محمد خاں ہر طرح لائق و فائق تھے۔ روہیلہ سرداروں اور خوانین نے ان کو تخت نشینی کے لئے آمادہ کر لیا۔ ان سرداروں میں نجو خاں ابن مستقیم خاں، عمر خاں بڑ موچھے، محمد سعید خاں ولد مولوی غلام جیلانی خاں، اور

---

[۱] اخبار الصنادید جلد اوّل: از حکیم نجم الغنی خاں رام پوری (لکھنؤ ۱۹۱۸ء) صفحہ ۶۰۸-۶۰۹

سیف الدین خاں ابن بریسول خاں خاص طور سے قابلِ ذکر ہیں۔ نواب کے دوسرے بھائیوں نے بھی اس منصوبہ پر کسی قدر رضامندی کا اظہار کر دیا۔

۱۳ محرم ۱۲۰۹ھ/۱۷۹۴ء بیر کے دن صبح کے وقت، کل سپاہ اور سردار نواب محمد علی خاں کے پاس گئے۔ غلام محمد خاں ہمراہ تھے۔ جب قلعہ کے دروازے پر پہنچے تو دیکھا کہ نواب محمد علی خاں کا سمدھی دلیر خاں کمال زئی وہاں تعینات ہے۔ وہ غلام محمد خاں سے کہنے لگا کہ آپ افسروں کے ہمراہ اندر چلے جائیں۔ مجمع کو نہ لے جائیں۔ غلام محمد خاں نے اس کو جھڑک دیا۔ تا آنکہ دیوان خانہ کا چوک فوج سے بھر گیا۔ جب نواب محمد علی خاں نے یہ رنگ دیکھا تو غلام محمد خاں سے حال دریافت کیا۔ غلام محمد خاں نے سرداروں اور فوج کا مطالبہ "درتخت سے دست برداری" پیش کیا۔ یہ سن کر نواب محمد علی خاں کو طیش آگیا۔ انہوں نے نیام سے تلوار نکال کر ہوا میں لہرائی جسے دیکھ کر فوج کائی کی طرح پھٹ گئی۔ اور رافراتفری مچ گئی۔ اس ہنگامہ میں بلند خاں نے نواب علی محمد خاں کے مونڈھے پر ایسا ہاتھ مارا کہ نواب کا داہنا ہاتھ نیچے کو لٹک آیا اور تلوار پشت تک کاٹتی چلی گئی۔ سیف الدین خاں اور اکبر خاں نے نواب کا کام تمام کرنے سے روکا اور محمد علی خاں کو محل میں پہنچا دیا گیا۔ بیگمات نے ان کی نگرانی اور حفاظت شروع کی نواب نے اپنے نو سالہ بیٹے احمد علی خاں کو بلایا اور وصیت کی کہ تم نواب آصف الدولہ کی سرکار میں مستغیث ہونا،

اسی روز نواب غلام محمد خاں کی مسند نشینی عمل میں آئی اور سرداروں میں مجروح نواب کے خاتمے کے مشورے ہونے لگے۔ وہ لوگ سید حسن شاہ کے توسل سے محمد علی خاں کو علاج کی غرض سے قلعہ سے باہر لائے اور ڈنگر پور میں نظر بند کر دیا۔ اسی دوران میں صاحبزادہ مصطفےٰ خاں جو محمد علی خاں کے حقیقی بہنوئی تھے نواب آصف الدولہ کے دربار میں خفیہ طور سے دادخواہی کے لئے پہنچ گئے۔ آصف الدولہ نے زخمی محمد علی خاں کو علاج کی غرض سے لکھنؤ طلب کیا۔ جب یہ خبر رام پور پہنچی تو ارکانِ دولت میں مشورہ ہوا۔ اور طے پایا کہ محمد علی خاں کا قصہ تمام کر دینا چاہیئے ورنہ معلوم نہیں کیا انجام ہو۔ غرض رات کو چار قاتلوں نے محمد علی خاں کا کام تمام کر دیا۔ (۲۱ محرم ۱۲۰۹ھ/۱۷۹۴ء) اور وہ صاحبزادہ محمد یار خاں کے مقبرہ (پرانے مدرسہ) میں دفن ہوئے خبر شاہ نے مندرجہ ذیل قطعہ تاریخ کہا [1]

جوہر عرض شوکت و حشمت مہر سپہر داد و کرم
اختر برج وفا ز نور گشتہ رجود و سخا راشہ

---

[1] [illegible] جلد اول صفحہ ۶۲

آنکہ محمد اول نامش آخر اسمش ہست علی ۔۔۔ لشکر جاہش ملک جبار را کرد بزور عدل تبہ
بود جہاں از ذاتش روشن ہمچو عذار مہرویاں ۔۔۔ گشت کنوں از ظلمت مرگش مثل زلف مار سیہ
می جست از ہر گوشہ عالم تجربہ اش را معیارے ۔۔۔ نقدی صافش را آخر کرد قضا از تیغ گرہ
چوں بر جستم از ہاتف تاریخ سال شہادت او ۔۔۔ با دل پر اندوہ بگفت "ہائے ناحق کشتہ شدہ"
۱۲۰۹ھ

نواب غلام محمد خاں ۱۳ محرم ۱۲۰۹ھ/۱۷۹۴ء کو مسند نشین ہوئے اور ان کے مرشد حافظ جمال اللہ نے مسند نشینی کی رسم ادا کی اور اپنے ہاتھ سے ان کے سر پر دستار رکھی۔ سرداران فوج اور سپاہ کو انعام و اکرام سے نوازا گیا۔ دوسرے دن نواب غلام محمد خاں نے نواب آصف الدولہ کے شقہ کے جواب میں ایک محضر مرتب کرکے بھیجا۔ جس میں لکھا گیا کہ نواب محمد علی خاں نے غیرت میں تپنچہ مار کر خودکشی کرلی۔ اس محضر پر تمام ارکان دربار، افسران فوج، علماء، مشائخ اور قاضی شہر کے مہر و دستخط ثبت ہوئے۔ مگر محمد اکبر خاں پسر حافظ رحمت خاں، اخون اکبر شاہ، میاں عبدالعزیز، میاں حسن شاہ، نواب نصر اللہ خاں اور دو تین اور حضرات نے مہریں نہیں کیں۔ یہ محضر فتح علی خاں (برادر غلام محمد خاں) لے کر لکھنؤ پہنچے۔ فتح علی خاں نے نواب آصف الدولہ کے دربار میں سفارت کے فرائض انجام دیئے۔ بیش بہا تحائف اور ۲۴ لاکھ روپیہ پیش کش کے عوض میں مسند نشینی کی توثیق چاہی نواب آصف الدولہ کچھ نیم راضی بھی ہوا۔ مگر یہ معاملہ انگریزی حکومت کی مرضی کے بغیر طے نہیں ہو سکتا تھا۔ اور وہ اس کے لئے تیار نہیں تھی بلکہ نواب فیض اللہ خاں کا سارا ملک نکال کر نواب اودھ کے سپرد کرنا چاہتی تھی شاید اس کا یہ منصوبہ ہو کہ ریاست رام پور کے خاتمہ کے بعد اودھ سے نبٹ لیا جائے گا۔ نواب اودھ کے طریق جہانبانی سے انگریز اچھی طرح باخبر تھے۔

بہر حال گورنر جنرل کے حکم سے سر رابرٹ ابرکرمبی فرخ آباد سے انگریزی فوج لے کر روانہ ہوا اور کانپور کا کمپو بھی اس کے ساتھ ہو گیا۔ انگریزی فوج میں گوروں کی دو پلٹنیں، تلنگوں کی بارہ اور ترک سواروں کی دو رجمنٹیں تھیں۔ نواب آصف الدولہ لکھنؤ سے نہایت تزک و احتشام اور فوج و سپاہ کے ساتھ روانہ ہوا۔ اس کے ساتھ بڑا توپ خانہ اور منتخب و چیدہ افسران و امراء تھے۔ راستے میں نواب مظفر خاں بنگش، رئیس فرخ آباد اور انگریز ریذیڈنٹ چیری بھی ہمراہ ہو گئے۔ لکھنؤ کی فوج تلہر پہنچی۔ اور انگریزی فوج بریلی آگئی۔ جب اس یورش کی خبر رام پور پہنچی تو نواب غلام محمد

خاں نے اہل وعیال و مستورات کو پہاڑ پر بھیجنا چاہا۔ اور دلیر خاں کمال زئی کی گرفتاری کی تجویز کی مگر اور افسران نے ان دونوں باتوں سے اتفاق نہیں کیا، بالآخر لڑائی کی تیاریاں ہونے لگیں۔ فوج کا جائزہ لیا گیا اور تیاری کے بعد بریلی کی طرف کوچ ہوا۔ صید خاں کو ایک ہزار آدمیوں کے رسالے کے ساتھ رام پور کے انتظام و حفاظت کے لئے چھوڑا۔ رام پور کی فوج بڑی تیاریوں اور جوش وجذبہ کے ساتھ چلی اس کی پہلی منزل ملک میں ہوئی، نواب رام پور نے فوج کو پیشگی تنخواہ دی اور اس مقام سے جنرل ابرکرمبی کو لکھا کہ آپ درمیان میں پڑ کر نواب وزیر اودھ سے ہماری صلح کرا دیجئے۔ جنرل نے جواب دیا کہ نواب آصف الدولہ کے آنے کے بعد صلح ہو سکتی ہے لیکن فیض اللہ خاں کا خزانہ یہاں بھجوائیے۔ اور اپنی سرحد سے قدم آگے نہ بڑھائیے۔ اس پر روہیلہ سرداروں نے کہا کہ انگریزوں کی بات کا اعتبار کیا؟ اُن کا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ نواب آصف الدولہ کی فوج بھی آکر ان سے مل جائے۔

اُدھر یہ تماشا ہوا کہ نواب غلام محمد خاں کے چھوٹے بھائی صاحبزادہ نظام علی خاں نے شکار کے بہانہ سے بریلی کی راہ لی اور انگریزوں کے لشکر میں پہنچ گئے۔ یہی رویہ صاحبزادہ حسن علی خاں نے اختیار کیا۔ بعض روہیلہ سرداروں نے جنرل ابرکرمبی سے خفیہ خط وکتابت شروع کر دی جس سے نواب غلام محمد خاں کو رنج ہوا۔ بہرحال تین دن میں روہیلوں کی فوج میر گنج پہنچی اور دوسرے دن اس نے دوجوڑہ کو عبور کیا۔ جب جنرل ابرکرمبی کو یہ اطلاع ملی تو اس نے نواب غلام محمد خاں کے سفیر سے کہا کہ نواب صاحب نے یہ اچھا نہیں کیا کہ آگے بڑھ آئے اب ان کا عہد و پیمان شکست ہو گیا اور ان کو لڑائی کا بندوبست کرنا چاہئے۔ نواب کے سفیر کو لشکر سے رخصت کر دیا گیا۔

صبح کو نواب غلام محمد خاں نے بھِتَورہ کے کیڑے پر اپنا خیمہ نصب کیا کچھ سپاہ کیڑے کے آگے بھی تھی۔ نامور سردار اپنے اپنے رسالوں اور فوج کے انتظام میں معروف ہو گئے۔ ۲۴ر اکتوبر ۱۷۹۴ء (۲۸ ربیع الاول ۱۲۰۹ھ) کو چار گھڑی دن چڑھے مقابلہ ہوا۔ انگریزوں نے بہت پھرتی دکھائی۔ مگر روہیلوں نے کپتان ریمزے کو پوری طرح شکست دی اور انگریزی فوج کا دایاں بازو توڑ دیا۔ پھر انہوں نے بائیں بازو پر پورا زور لگا کر استقامت دکھائی روہیلوں نے اِدھر سے بھی دادِ شجاعت دی۔ مؤلف عماد السعادت لکھتا ہے کہ ڈھائی سو کے قریب گورے اور بچاس افسر کام آئے۔ تقریباً سترہ سو تلنگے مارے گئے۔ انگریز افسروں میں نامی گرامی کرنل اور

میجر وغیرہ کھیت رہے۔

کپتان ریمزے کی رجمنٹ کی شکست دیکھ کر قبل از وقت فتح کے نقارے بجوا دیئے گئے۔ اور روہیلے سپاہی لوٹ میں مصروف ہو گئے۔ انگریزوں کو موقع مل گیا انہوں نے توپ خانہ سے روہیلوں پر حملہ کر دیا۔ اور اپنی شکست کا بدلہ لے لیا۔ روہیلوں کے نامی گرامی سردار مثل نجو خاں اور بلند خاں وغیرہ مارے گئے۔ اور آن کی آن میں روہیلوں کی فتح شکست میں بدل گئی۔ سپاہیوں نے بھاگنا شروع کر دیا۔ دلیر خاں کمال زئی اپنے جتھے کو لئے الگ کھڑا رہا۔ اس کا دل نواب غلام محمد خاں کی طرف سے صاف نہ تھا۔ جب وہ اپنی جماعت کو لے کر چلا تو دوسرے سردار بھی بھاگنے لگے۔ نواب غلام محمد خاں، صاحبزادہ احمد یار خاں اور نصر اللہ خاں وغیرہ کے ساتھ میدان میں ڈٹے رہے۔ اور ہٹنے کا نام نہیں لیتے تھے۔ بزدستی نواب غلام محمد خاں کو رام پور لائے۔ ۲۶ راکتوبر ۱۷۹۴ء (دیم ربیع الثانی ۱۲۰۹ھ) کو وہ رام پور میں داخل ہوئے۔ پھر خزانے کے چھکڑوں اور بیگمات کے ساتھ رعایا کو لے کر دامن کوہ میں چلے گئے۔ رام پور میں نواب احمد علی خاں کی والدہ اور ان کے طرفدار رہ گئے۔

رابرٹ ابرکربی نے دوجوڑہ تک روہیلوں کا تعاقب کیا اور ایک روز وہاں قیام کر کے مقتولوں کی لاشوں کو ٹھکانے لگایا اور اس فتح کی یاد میں اس مقام کا نام فتح گنج (غربی) رکھا۔ نواب آصف الدولہ راستے میں تھا۔ اس کو فتح کی خبر کرہ کمال زئی میں ملی۔ نواب وہاں سے بریلی کی طرف روانہ ہوا۔ جب لال کھیڑے کے پاس پہنچا تو روہیلہ سردار نجو خاں اور بلند خاں کے سر نواب آصف الدولہ کے حضور میں پیش کئے گئے۔ بعد ازاں وہ سر فتح گنج (غربی) کے کھیڑے پر دفن کر دیئے گئے۔ عنبر شاہ خاں نے تاریخ اس طرح نکالی ہے [۱]

مصطفےٰ خاں آنکہ نجو خاں بود نامش بعرف — شد شہادت یاب چوں بر فوج اعدا در زدہ

بہر تاریخ شہادت وقت قتل دشمناں — رستم روز نبردم از زبانش سر زدہ
۱۲۰۹ھ

نواب آصف الدولہ نے بریلی کے باہر قیام کیا۔ اور جنرل ابرکربی کو پیغام بھیجا کہ ہمارے پہنچنے تک آگے نہ بڑھیں۔ آصف الدولہ بریلی سے کوچ کر کے میر گنج میں انگریزی فوج سے آملا۔

---

[۱] اخبار الصنادید جلد اول صفحہ ۲۵۴

دونوں فوجیں رام پور کی طرف چلیں۔ وہاں دو دن قیام کرکے نواب غلام محمد خاں کے تعاقب میں آگے بڑھیں اور ربہڑ پہنچ کر پڑے میں ٹھہریں۔ مولوی غلام جیلانی رفعت "درِ منظوم" میں لکھتے ہیں۔

وز انجا دو اسپہ بہ ربہڑ رسید   بمیدان بشہ بکیں آرمید

روہیلے ایسی حالت میں تھے کہ انگریزی فوجوں کی سخت گولہ باری کے باوجود ان کو مطلق نقصان نہیں پہنچا۔ انگریزوں کو تشویش ہوئی۔ انہوں نے نواب غلام محمد خاں سے صلح کی تحریک کی۔ نواب نے حالات کا جائزہ لیا۔ اور اثبات میں جواب دیا۔ انگریزوں نے نواب کو لکھا کہ "آپ انگریزی کیمپ میں بے کھٹکے چلے آئیں۔ یہاں آنے کے بعد تمام امور متنازعہ طے ہو جائیں گے"۔ نواب غلام محمد خاں نے نصر اللہ خاں کو انگریزی کیمپ میں بھیجا۔ گفتگو ہوئی۔ جان و مال کی سلامتی کے ساتھ ریاست و ملک کا سوال طے نہیں ہوا۔ لہٰذا نواب غلام محمد خاں نے مقابلہ کی تیاری شروع کردی۔ سپاہیوں میں پیشگی تنخواہ تقسیم ہوئی۔ اور رسد کا انتظام کیا گیا۔ آصف الدولہ نے روہیلوں کو خوفزدہ کرنے کی غرض سے اپنی فوج اور انگریزی لشکر کو آگے بڑھایا۔ مگر کوئی خوفزدہ نہ ہوا۔ بلکہ وہ خود اندیشہ و تشویش میں پڑ گئے۔ روہیلوں کی حیثیت مضبوط تھی۔ انگریزوں نے سازش کا جال بچھا کر روہیلہ سرداروں کو توڑنے کی کوشش اور ان کو خطوط لکھے۔ نواب غلام محمد خاں کو صورت حال معلوم ہوئی تو صلح کو ترجیح دی۔ اور تن بہ تقدیر دشمن کے کیمپ میں جانا طے کرلیا۔ چنانچہ صید خاں کو پہلے بھیجا گیا۔ نواب غلام محمد خاں نے عمر خاں بڑمو بچھے اور کریم اللہ خاں کو ساتھ لیا اور بغیر کسی قرار و مدار کے وہ اسکاٹ وچیری کے ہمراہ چلے آئے جب لشکر میں پہنچے تو ان کو ایک خیمے میں ٹھہرایا گیا پھر ڈیرے کے گرد پہرے کھڑے کر دیئے گئے۔ اور ان کو نظر بند کر دیا گیا۔ اب نواب بے بس تھے۔ انہوں نے فوج میں کہلا بھیجا کہ میرے اہل و عیال اور خزانہ میرے پاس بھیج دو اور تم مختار ہو چاہے صلح کرو یا جنگ، سپاہ کو جب خبر پہنچی تو اس نے صاحبزادہ عبدالعلی خاں خلف نواب غلام محمد خاں کو سردار مقرر کرکے مقابلے پر کمر باندھی۔ نواب نے انگریزوں سے کہا کہ مجھے یا عمر خاں کو چھوڑ دو تاکہ خزانہ لے آؤں ورنہ روہیلے تلف کر دیں گے۔ انگریزوں نے عمر خاں کو چھوڑ دیا۔ مگر روہیلے خزانہ تو کیا دیتے انہوں نے عمر خاں کو بھی روک لیا۔ انگریز فکر مند ہوئے اور انہوں نے پیغام بھیجا کہ ہمیں تمہارے معاملات کی درستی منظور ہے اور تم ہم سے جنگ کرتے ہو۔ نواب کا خزانہ لے کر یہاں چلے آؤ نصف ملک تم کو دے دیا جائے گا مگر روہیلہ فوج نے

نواب غلام خاں کی رہائی کا مطالبہ کیا۔ انگریزوں نے جواب دیا کہ وہ رہا نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ احمد علی خاں مستحق ریاست ہیں۔ البتہ نائب تمہاری مرضی سے مقرر ہو گا۔ غلام محمد خاں کے ہمراہ اس پر راضی نہ ہوئے اور انگریزی فوج کو تنگ کرنے لگے۔ انگریزوں نے جب یہ صورت حال دیکھی تو نواب غلام محمد خاں کو بنارس بھیج دیا۔

نواب غلام محمد خاں کی بنارس روانگی کے بعد آصفی و انگریزی لشکر روہیلوں کو دبانے کے لئے آگے بڑھے مگر روہیلے ایسے محفوظ مقام پر تھے کہ ان کو کوئی گزند نہ پہنچ سکی۔ البتہ انگریزی فوج کے سپاہی مجروح و مقتول ضرور ہوئے۔ انگریزوں نے روہیلوں کے پاس پیغام بھیجا ؎

"یہ صورت اچھی نہیں ہے۔ بہت اعزہ و اقارب تمہارے رام پور میں موجود ہیں۔ مخالفت کی صورت میں ان کے واسطے بہت برا ہے۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ لڑائی کو موقوف کر کے نواب کا خزانہ یہاں بھیج دو، نواب احمد علی خاں کو مسندِ نشین ریاست کیا جائے اور جس کو تم نائب تجویز کرو گے۔ اسے نائب و مختار ریاست کیا جائے گا۔"

روہیلہ سرداروں میں مجلس مشورت منعقد ہوئی۔ نشیب و فراز پر غور کیا گیا۔ بالآخر یہ تجاویز قبول کر لی گئیں۔ نواب نصر اللہ خاں کی نیابت پر سب رضا مند ہو گئے۔ عہد نامہ کی تکمیل کے لئے نواب نصر اللہ خاں، گئے۔ آصف الدولہ نے احمد علی خاں اور ان کی والدہ کو رام پور سے طلب کیا۔ یہ لوگ بھی نواب نصر اللہ خاں کی نیابت پر رضا مند تھے۔ اور ۵ رجمادی الاولیٰ ۱۲۰۹ھ (۲۹ نومبر ۱۷۹۴ء) کو معاہدہ کی تکمیل ہوئی۔

نواب غلام محمد خاں کچھ دنوں بنارس میں رہے۔ انہوں نے اپنے فرزند محمد سعید خاں کو رئیس خاندان قرار دے کر اہل و عیال و اعزہ و اقرباء کو وہیں چھوڑا۔ اور حج بیت اللہ کے لئے براہ کلکتہ روانہ ہو گئے۔ حج و زیارت سے مشرف ہو کر نواب غلام خاں کابل پہنچے۔ اور وفادار خاں کے توسط سے زماں شاہ نبیرہ احمد شاہ درانی کی ملاقات سے مشرف ہوئے۔ خلعت فاخرہ و منصب سے سرفراز ہوئے۔ "ناصر الملک مخلص الدولہ مستعد جنگ بہادر" کا خطاب ملا۔

؎ اخبار الصنادید جلد اول صفحہ ۶۶۵

غلام محمد خاں اس بات کے خواستگار ہوئے کہ ان کو کمک مل جائے۔ تو وہ نواب وزیر اودھ سے انتقام لیں۔ لیکن ان کا یہ خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکا۔ وہ ہندوستان چلے آئے۔ اور ریاست نادون کے راجہ سنسار چند کی قدردانی کی بدولت نادون میں رہنے لگے۔ تراسیٹھ سال کی عمر میں ۶ رجمادی الاولیٰ ۱۲۳۸ھ کو نادون میں نواب غلام محمد خاں کا انتقال ہوا۔ مرزا مکھو عرف مکرم خاں نے مندرجہ ذیل تاریخ انتقال کہی۔

زدنیا سوئے خلد رحلت نمود　　چو نواب حاجی بیت الحرام

ریاض جناں گشت آرام گاہ　　لبالش خرد گفت "رضواں مقام"

۱۲۳۸ھ

اس علاقہ کے لوگ اس جنگ سے خاصے متاثر ہوئے اور بہت سے شعراء نے اس واقعہ رزم کو نظم کیا ہے۔ مندرجہ ذیل شعراء کی تخلیقات خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔

۱۔ میر تقی میرؔ

۲۔ تسنیمؔ ساکن رستم نگر (مضاف رام پور)

۳۔ ضامنؔ

۴۔ عبدوؔ

۵۔ امیر اللہ تسلیمؔ مؤلف تاریخ بدیع

۶۔ خلیفہ محمد معظم عباسی

خلیفہ محمد معظم عباسی کی مثنوی سب سے زیادہ مفصل ہے۔ جو ہمارا موضوعِ تحقیق ہے۔ ان منظومات میں واقعات اکثر صحیح لکھے گئے ہیں۔ حکیم نجم الغنی خاں رامپوری لکھتے ہیں [۱]

"ان (نواب محمد علی خاں) کا واقعہ (قتل) مختلف صورتوں سے مشہور ہے مگر اس کا صحیح پتہ چلتا ہے تو اس وقت کے شاعروں کی نظموں سے چلتا ہے۔ معظمؔ اور عبدوؔ اور ضامنؔ اور تسنیمؔ نے جو شاعری میں پوری دستگاہ نہیں رکھتے تھے

---

[۱] اخبار الصنادید جلد اوّل ص ۶۲۱

اپنی اپنی نظموں میں اس واقعہ کو باندھا ہے۔ چونکہ اُن کے بیانات باہم ملتے ہوئے ہیں اور اُن میں مضامین کا اغلاق اور قافیوں کے مسلسل کھٹکے اور مبالغہ کی دھوم دھام نہیں ہے۔ اس لئے قیاس یہ چاہتا ہے کہ اُن کا بیان واقعات کا سچا فوٹو ہے۔ ہم نے جو کچھ لکھا ہے وہ معظمؔ اور تسلیمؔ کے جنگ ناموں سے زیادہ اقتباس کیا ہے۔"

خلیفہ محمد معظم، عباسی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ عباسیوں کے مختلف خاندان، سنبھل، بریلی، بدایوں اور امروہہ میں سکونت پذیر ہیں۔ اوّل الذکر ہر سہ مقامات کے عباسی ایک ہی شاخ کے برگ و بار ہیں۔ امروہہ کی شاخ علیحدہ ہے، محمد معظم عباسی، بریلی کے باشندے تھے۔ وہ کچھ دنوں مرادآباد رہے اور آخر میں رام پور میں مقیم ہو گئے تھے۔

مولوی قدرت اللہ شوقؔ وہ تذکرہ نویس اور مؤرخ ہیں کہ جنہوں نے معظمؔ کے خاندان کے اکثر ارکان کا ذکر بزمرۂ شعراء کیا ہے۔ عباسیانِ بریلی و بدایوں میں سے کئی حضرات شوقؔ کے شاگرد تھے۔ ان میں شیخ محمد واصل عباسی بدایونی (ف ۱۲۰۸ھ) محمد صدر عباسی بدایونی (ف ۱۲۴۳ھ) حافظ محمد معتصم عباسی بریلوی، حافظ عزت اللہ عباسی بریلوی خاص طور سے قابلِ ذکر ہیں۔ واصلؔ بدایونی کی شوقؔ سے "قرابت قریبہ" تھی۔

واصلؔ، صاحبِ دیوان شاعر تھے۔ ان کا فارسی دیوان خطی صورت میں نیشنل میوزیم آف پاکستان، (کراچی) میں محفوظ ہے۔ شیخ محمد واصل کے والد شیخ شفاعت اللہ اور محمد معظم عباسی کے دادا شیخ لطف اللہ حقیقی چچا زاد بھائی ہیں۔ عباسیانِ بدایوں میں قاضی عطاء الحق، ان کے چھوٹے بھائی قاضی بہاء الحق، بیٹے قاضی عبد السلام (ف ۱۲۸۹ھ/۷۳-۱۸۷۲ء) اور مولوی حفیظ اللہ عباسی بدایونی ریاست رام پور کے متوسل اور عہدۂ قضا وغیرہ پر فائز تھے۔ یہ سب لوگ بنی اعمام اور آپس میں رشتہ دار ہیں۔ اس طرح معظم عباسی ان سب سے رشتہ و تعلق رکھتے ہیں۔

شیخ نورالدین عباسی بدایونی اپنے خاندانی شجرہ بعنوان "شجرِ طوبیٰ" میں معظمؔ کا شجرہ اس طرح لکھتے ہیں:-

"محمد معظم بن محمد مکرم بن لطف اللہ بن ہدایت اللہ بن شیخ عزیز اللہ بن شیخ عبدالخالق بن شیخ عبدالسلام بن شیخ نظام الدین عرف ادھی امام،

افسوس کہ معظمؔ کے تفصیلی حالات نہیں مل سکے اندازہ ایسا ہوتا ہے کہ معظم تقریباً ۱۷۳۲ء میں بریلی میں پیدا ہوئے، انہوں نے مثنوی کے ایک شعر میں اپنی عمر کا ذکر اس طرح کیا ہے۔

میرا سن تو ہے ساٹھ سے کم سوا　　　سٹھے یہ نہ مجھ سے کہیں سٹھ گیا

یہ مثنوی ۱۷۹۴ء میں نظم ہوئی ہے۔

معظم ایک معروف علمی خاندان کے رکن تھے۔اس خاندان کے اکثر ارکان عہدۂ قضا پر فائز اور حلقۂ شعر و ادب میں ممتاز تھے۔ لہٰذا خیال یہ ہوتا ہے کہ معظم نے مروجہ عربی و فارسی کی باقاعدہ تحصیل کی ہوگی۔ ان کی تمام زندگی درس و تدریس اور تعلیم و تعلم سے عبارت رہی۔ وہ شعر و ادب کے حلقوں میں بھی روشناس تھے تاریخ گوئی، چیستاں اور سجع کہنے میں ان کو بدرجۂ کمال مہارت تھی۔

اس سے ہمارے خیال کو مزید تقویت حاصل ہوتی ہے۔ چنانچہ قدرت اللہ شوقؔ لکھتے ہیں [1]

"محمد معظم عباسی متوطن بریلی، جوانِ قابل، بردبار، کم سخن، بیگانہ شعار در گفتنِ تاریخ و چیستاں و سجع وغیرہ صناعات مہارتے دارد۔۔ وہم چنیں صنائع دیگر دارد، ذہنش بسیار مناسب و سلیم است فاما در استغراق امور دنیاوی متوجہ بایں فن نمی شود"۔

خوب چند ذکاؔ نے اپنے تذکرہ میں معظم کا ذکر با الفاظ ذیل کیا ہے۔

"مولوی محمد معظم، معظمؔ تخلص ساکن مراد آباد، بسیار مستعد و مربوط بود، شاعر خوب فارسی و ریختہ"

ذکاؔ کے بیان کی اساس پر اسپرنگر اور گارساں دتاسی نے بھی معظمؔ کا ذکر کیا ہے اسپرنگر لکھتا ہے۔

"مولوی محمد معظم مراد آبادی، فارسی اور ریختہ میں شعر اچھا کہتے ہیں، یہی بات گارساں دتاسی نے دہرا دی ہے۔

"مولوی محمد معظم مراد آبادی، وہ ایک ہندوستانی شاعر ہیں جنہوں نے

---

[1] تذکرہ طبقات الشعراء از قدرت اللہ شوق (لاہور ۱۹۶۸ء) صفحہ ۵۶۳

ریختہ وفارسی میں شاعری کی ہے"۔

مولوی عبدالقادر بدایونی (وف ۱۳۱۹ھ / ۱۹۰۱ء) ابن مولانا شیخ فضل رسول بدایونی رحہ اپنی بیاض میں عباسیانِ بدایوں کے بعض حضرات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

درخلیفہ معظم عباسی . . . . درفن شعر گوئی طبع مناسب وموزوں داشت کلام او درکتب خانہ فقیر موجود ومحفوظ است وشاگرد مولوی قدرت اللہ شوقؔ رام پوری بود"

معلوم ایسا ہوتا ہے کہ معظم پہلے فتح خاں خانساماں کی سرکار سے وابستہ رہے۔ اور خاں مرحوم کے انتقال کے بعد ان کے بیٹے حافظ محمد عظیم کی ملازمت اختیار کرلی، فتح خاں، دورِ روہیلہ کے ایک نامور سردار تھے۔ وہ برہمن خاندان کے رکن تھے۔ داؤد خاں روہیلہ کے چیلے اور پرورش یافتہ تھے۔ نواب علی محمد خاں کی سرکار میں خانساماں اور ان کے بیٹوں کے اتالیق رہے وہ نہایت عالی ہمت، خوش سیرت اور خدا ترس تھے اور روہیل کھنڈ میں انہوں نے بہت سی مسجدیں، کنوئیں، مہمان سرائیں اور پل تعمیر کرائے۔ فتح خاں خانساماں کی تعمیر کردہ مسجد واقع آنولہ کی تاریخ تعمیر معظم نے اس طرح نکالی ہے

فطوبیٰ لباب کبیت العتیق ۱۱۸۵ھ

فتح خاں خانساماں نے آنولہ کے باہر ایک تالاب بنوایا۔ اس کی تاریخ "در آئینہ رونمائی چرخ" سے نکالی ہے۔ (۱۱۷۶ھ)۔ معظم نے فتح خاں خانساماں کے انتقال کی تاریخ سعدیؔ کے شعر سے بادنیٰ تغیر اس طرح نکالی ہے۔

نمرد آنکہ ماند پس ازوے بجائے	پل و مسجد و چاہ و مہماں سرائے

نواب علی محمد خاں کے بیٹے نواب سعداللہ خاں کے انتقال پر ان کی تاریخ اس طرح نکالی ہے۔ (۱۱۸۸ھ)

ایں ہمہ بے سروبے پا ز وفاتش گشتند	کرم و بخشش وجود و علم و تیغ و قلم

معظم، حافظ محمد عظیم کے بچوں کے اتالیق واستاد رہے۔ اور درس و تدریس (۱۱۹۱ھ) کی خدمات انجام دیتے تھے۔ اُن کے بیٹے محمد نعیم اپنے استاد سے نہایت تعلق خاطر رکھتے تھے۔ اور اسی کا یہ نتیجہ ہوا کہ محمد نعیم کی درخواست پر معظم نے اس جنگ دوجورہ ۱۱۹۴ھ کے حالات مثنوی کی شکل میں منظوم کئے ہیں۔ معظم لکھتے ہیں۔

جو تھا فتح خاں خانساماں کلاں سخاوت کا جی اور شجاعت کی جاں

کیا اُس نے دنیا میں یہ انتخاب پل و مسجد و چاہ و تالاب آب

خلف، بعد اوس کے رہے تھے کئی تو اس وقت موجود ہیں تین جی

ہیں بیٹے و پوتے پروتے کلاں بہت خوش خصال اور شیریں زباں

میں سب اون کے کنبے کا استاد تھا بہت خوش تھا بے غم تھا آزاد تھا

خلف بہرہ ور اون کا حافظ عظیم پسر اون کا دانا محمد نعیم

جو وہ باپ کے گھر ہویدا ہوا تو دُر کی طرح دُرِ یکتا ہوا

ہنرور، خرد ور سخن ور جواں مروّت، محبت، شجاعت نشاں

بدانش بزرگ و بہمت بلند بہ بازو دلیر و بدل ہوش مند

وہ گل کی طرح گلشن نو بہار ہوا آ کے میرے گلے کا وہ ہار

کہا مجھ سے تم جنگ نامہ لکھو بہندی زباں اوس کو موزوں کہو

کہ ہندی سمجھنے میں آسان ہے یہ اوستاد کا مجھ پہ احسان ہے

تواریخ کے طور پاوے قرار ہمارا تمہارا رہے یادگار

معظم نے ٹالنا چاہا مگر محمد نعیم کا اصرار جاری رہا تا آنکہ اُن کو جنگ نامہ لکھنا پڑا۔

کہا میں نے اوس کو کہ سن اے عزیز نہیں شعر گوئی کی مجھ میں تمیز

نہ شعراء کی معلوم مجھ کو زبان مری گفتگو اس طرح کی کہاں

سخن گفتن و شعر جاں سفتن است نہ ہر کس سزائے سخن گفتن است

کہا اوس نے یہ بات ہرگز نہ ہو کہ تم جانتے ہو گے موتی پرو

تمہارا سخن لولوئے شاہوار سخنداں کے ہے گوش میں گوشوار

کہا اوس سے میں نے کہ اے مہ جبیں سخنداں کے خرمن کا میں خوشہ چیں

مرا سن تو ہے ساٹھ سے کم سوا سٹھے یہ نہ مجھ سے کہ میں سٹھ گیا

یہ سن کر سرے گرد داماں ہوا گلوگیر مثل گریباں ہوا

مثنوی، رزم و بزم ہر دو نوع کی داستانوں کے اظہار کے لیے موزوں ترین صنفِ شاعری ہے۔ اس کے ذریعہ شاعر باحسن وجوہ اظہارِ خیال کر سکتا ہے۔ ردیف و قافیہ کا میدان تنگ نہیں ہوتا ہے۔ اکثر رزمیہ نظمیں یعنی جنگ نامے مثنوی کی صورت میں لکھے گئے ہیں۔

خلیفہ محمد معظم عباسی نے بھی اس جنگ کے واقعات کو مثنوی میں نظم کیا ہے۔ اور کئی جگہ اس کا ذکر "مثنوی معظم" کے نام سے ملتا ہے۔ یہ مثنوی، روہیل کھنڈ کی اردو کی قدیم مثنویوں میں سے ہے۔ محبت خاں محبت (ف ۱۲۲۲ھ) ضیاء الدین عبرت (ف تقریباً ۱۲۰۲ھ) اور غلام علی عشرت (ف ۱۲۳۲ھ) وغیرہ کی مثنویاں بھی اس دور کی معروف تخلیقات ہیں۔

خلیفہ معظم اپنے دور کے حلقۂ شعراء میں روشناس ہے۔ آصف الدولہ اور نواب رام پور کی جنگ اس کے سامنے اور اس کے علاقہ میں ہوئی ہے وہ ہم عصر وقائع نگار ہے۔ اس نے سیدھے سادے انداز میں، اس واقعہ کو نظم کر دیا ہے۔ اس کی اس نظم میں سلاست و روانی بدرجۂ اتم ہے۔ چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔ نواب محمد علی خاں کے زخمی ہونے کا حال اس طرح لکھا ہے:۔

نہ فرصت دی اور دوسری دی لگائے　　تبھی اوس کی آنکھیں گئیں تململائے
بجھی دوسری دوش پر دبی لیک　　چلی آئی وہ کاٹتی کو کھو تک
گیا بیٹھ، وہ پر شجاعت مآب　　ہوا خون جاری بمثلِ سحاب
کھلے زخم اور کھل رہے جیسے گل　　وہ بیٹھا ہے کوئی پیئے جیسے مل
سفید ان کا جامہ ہوا جعفری　　کہ نوشہ ہو جس طرح باکیسری

نواب محمد علی خاں کے زخمی ہونے پر زنانہ محل میں اس طرح احتجاج ہوتا ہے

کہیں بیواں، پکارے ہوئے سب کنیز　　کہ اس مرد کو ہم بنا دیں گے حیستر
اگر آوے اس طرف کوئی موا　　موئے کو کریں ہم 'بوا'، ادھ موا
جو آوے ادھر کوئی، سب بانٹ لیں　　موڈی کاٹنے کی ہم موڈی کاٹ لیں
اگر آکے ہم پہ کرے کوئی چوٹ　　ہم ہاتھوں سے لیں اوس کی داڑھی کھسوٹ
اگر ہاتھ میں پڑ گئی اوس کی مونچھ　　تو سگ کی طرح بھاگ جاوے اب پونچھ

خدا رکھے بیگم کا قائم سہاگ　　موڈں کے موہنوں پرا و لیچیں گے آگ

لڑائی کے لیئے افغانوں کا جوش ملاحظہ ہو۔

دے نوخیز افغاں بچے کھٹ کھٹے　　نوکیلے بجیلے رنگیلے بنے

جو کرتے تھے کرکیٹ کر کیتیاں　　تو کرتے تھے بانیٹ بانیٹیاں

پھبتی کریں فوج کے سب ہیت　　بکیتی کریں فوج ہیں سب بکیت

اگر فوج کی جا کے دیکھو بہار　　نہ سرعت نظر کو نہ اوان کو قرار

کہیں کہیں تشبیہ کی بھی اچھی مثالیں ملتی ہیں چند شعر ملاحظہ ہوں۔

خراشیدہ رو اوس پہ قطرات خوں　　یہ زیور دیا حق نے یاقوت گوں

کھلے بال، سر جھک رہے غم سے آہ　　گہن ہیں گئے جیسے خورشید و ماہ

دے خمدار تیغیں دھری اون پہ باڑھ　　نہ قاتل کی ابرو سے کم گھاٹ باڑھ

منظم نے جنگ کے واقعات کو تفصیل سے لکھنے کی کوشش کی ہے۔ افغان سرداروں اور اودھ کی فوج کے امرا اور توپوں کے نام بڑی وضاحت سے لکھے ہیں۔ اس نے اپنی رائے کو محفوظ کر رکھا ہے اس طرح یہ نظم اس تاریخی واقعہ کا ایک معتبر بیان ہے۔

معظم عباسی نے رام پور کے ایک رئیس کی فرمائش پر یہ نظم لکھی ہے۔ اس وقت شمالی ہند (روہیل کھنڈ) میں اردو شاعری کا ابتدائی دور ہے۔ معظم عباسی بہت سی حد بندیوں سے صرف نظر کرتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ اس نے اکثر جگہ اعراب کی پابندیوں سے خود کو بالاتر سمجھا ہے۔ اور بہت سی جگہ ساکن کو متحرک اور متحرک کو ساکن باندھا ہے۔ اس طرح اکثر حروف تقطیع سے خارج ہیں۔ کہیں کہیں مصرعہ ناموزونیت کے حدود میں داخل ہوگیا ہے۔ بعض جگہ ضرورت شعری کی وجہ سے حرف کو مخفف کر دیا ہے یا اس کے تلفظ میں تبدیلی کر دی ہے۔ اسی طرح معظم نے ایطاء کو عیب شعری نہیں سمجھا ہے۔ اور ایطائے جلی کی بہت سی مثالیں اس نظم میں ملتی ہیں۔ تعقید اور شتر گربگی بھی کہیں کہیں پائی جاتی ہے۔

ان تمام امور کی وضاحت ہم نے حواشی میں حسب موقع کر دی ہے۔

اب ہم اس نظم کی لسانی خصوصیات کی طرف توجہ کرتے ہیں۔

معظم عباسی زبان کے مزاج سے واقف تھا کہ ذخیرہ الفاظ کو کس طرح سمیٹا اور سمویا جائے اس نے ہندی کے بہت سے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ کچھ الفاظ ذیل میں درج ہیں۔

جیو۔ (روح)۔ ع غلامی نے چھڑا دیا ایک اور چھٹا

جی۔ (جیو) ع حقیقت کی جیو معرفت کی رواں (صد ۴) ع نکالے تھے وہ جی گلا گھونٹ کر صد ۲۴

ہیت میت ع قلم نے کیا پر اشرفی سے ہیت میت۔ ع ہماری نہیں کم اشرفی سے میت صد ۱۰

ٹھور (مقام) ع بھرا بھیڑ رہنے لگی ایک ٹھور۔ صد ۱۱ الوپ (غائب) ع خدا جانے کیدھر رہی تھی الوپ صد ۳۹

اوڑ (طرف) ع سوار ہر کے آیا جو وہ اُن کے اور، صد ۲۷ سنمکھ (مقابل) ع جو سنمکھ ہو اوس سے کرے چار ہاتھ صد ۶۲ بعض الفاظ شاید ضرورت کی وجہ سے غلط بھی استعمال کئے ہیں۔ عجائب (بجائے عجیب) ع عجائب طرح ہوا اون کا حال۔ صد ۷، داوات (بجائے دوات) ع اسی غم سے داوات میں سر دیا صد ۷، حضوری (حضور) ع حضوری میں چن کر کے لا تو گلاب صد ۸، صد ۱۲، صد ۱۳، ہذا القیاس (علیٰ ہذا القیاس) ع خزانہ سفید اون کا ہذا القیاس۔ صد ۹ صد ۶۹، آپنے (اپنے) ع نظر سامنے گر کرے آپنے۔ مہربانگی (مہربانی) ع مہربانگی کے سزاوار ہے صد ۱۲، ستحکمین (مستحکمی) یعنی استحکام ع کہ ستحکمیں پاؤ اب راج نے صد ۲۳، ہر دم بدم (دم بدم) ع ہیں چالیس نو اوس کی ہر دم بدم صد ۳، فراری (فرار) ع فراری ہوئے جو رہے خاص و عام صد ۶۷ صد ۲۷، چارڑں (چارڑں) ع تو پھر چارڑں در پہ پہرہ کیا صد ۲

بعض مرکب مصادر — جو معظمؔ نے استعمال کئے ہیں

۱۔ عدم ہونا ع کوئی راج پر ہو کوئی ہو عدم صد ۳، ۲۔ نزع ہونا ع ہوئی نزع اون کو سخن مختصر صد ۵، نقب کرنا ع نقب کی کہ جلدی سے آئے نکل۔ ملال ہونا ع کہا غم نہ کرنا، نہ ہونا ملال صد ۲۶،

جگی ہونا ع توجہ کی ہوئی حضرت لڑکی صد ۳۰، خوف ہونا ع ہوا خوف، دہشت سے کھایا ہراس، صد ۳۳، تھکت ہونا ع تھکت ہو گئے سارے نواب خیل صد ۳۵،

۵ بعض مصادر یا افعال غلط تلفظ یا غلط بھی استعمال کیے ہیں

پہرنا (بجائے پہننا) ع پہر لے، تو خلعت اب احمد علی۔ ص ۸۲، بجھانا (بھجوانا) ع کری اوس نے سازش رسد کی بجھا۔ ص ۲۷، ص ۳۷۔ راکھنا (رکھنا) ع دیکھیں میں راکھوں گا چوکی مدام۔ چابنا (چبانا) ع یہ جھجلا کے چابیں اُسے دانت سے ص ۶۵، ص ۱۵، بیٹھالنا (بٹھانا) ع سواروں کی بیٹھال دی اک ڈانک ص ۷۹، ص ۵۵، ص ۲۱، لاگنا (لگنا) ع وہ روتا تھا جس دم گلے لاگ لاگ ص ۳۶، چاکھنا (چکھنا) ع لڑائی کا وہ چاکھنے کو مزہ۔ ص ۴۲، باجنا (بجنا) ع جو فیلے وشتر سے لگے باجنے (ص ۴۹، ص ۵۵، ص ۲۳، ساجنا۔ (سجنا) ع سواری کی نوبت لگے ساجنے ص ۶۱)

افعال:۔ بعض افعال، موجودہ روش سے ہٹ کر استعمال کیے ہیں۔ یا جو بولنے کا محاورہ تھا وہی تحریر میں بھی لائے ہیں

کردے ہے (کردیتا ہے) ع کہ یک پل میں کردے ہے کچھ طور اور ص ۳، ص ۶۲، ص ۷۷۔ کرے تھا (کرتا تھا) ع کرے تھا بعد نظم کار جہاں ص ۲، ص ۶، ص ۷، ص ۱۰، ص ۲۲، ص ۶۳ رووے ہیں (روتی ہیں) ع کھڑی رووے ہیں سر میں سب خاک ڈال ص ۷ کرے (کرتے ہوئے) ع رو پیٹے چلے آئے پچھاڑے ص ۶۲، لیتیں دلیں) ع سروپا و دستار لیتیں ہزار ص ۱۳ جیں (جی) ع تو نواب کی آ سواری جیں ص ۴۹، بھاگ جا (بھاگ جائے) ع تو سگ کی طرح بھاگ جا داب پونچھ، ص ۲۳، رہو (ماضی مطلق (رہا) ع اگر یہ نہیں تو بھلا وہ رہو ص ۲۶ بھوٹن لگے (چھوٹنے لگے ع جوانوں کے بھوٹن لگے ہاڑ ہاڑ۔ ص ۶۲، بھاگے پڑے (بھاگ پڑے) ع روہیلوں کی دہشت سے بھاگے پڑے (ص ۵۷، دیو (دو) ع محمد علی خاں کو اب ہم کو دیو ص ۲۷، کھاٹے ہیں (کھائیں) ع جو پینے کو اٹھے اُوسے کھاٹے ہیں ص ۲۷ آوُتا (آتا) اگرچہ مجھے آوُتا ہے گا جوش ص ۳۲، ص ۱۳، ص ۳۴، ص ۷، ص ۵۷ لاوُتا (لاتا) ع مگر تو نہیں لاوُتا ہے گلاب) ص ۸، ص ۱۳، روُوتا (روتا) ع تمام عمر تک روُوتا ہی رہے۔ ص ۳۷، فرماوُنا (فرمانا) ع غلامی کے فرماوُنے سے چلے ص ۲۸ روُونا (رونا) ع پکارے کوئی روئے کر باپ کو ص ۱۷

مرنا کا ماضی مطلق "رموا"، اکثر استعمال کیا ہے۔ ع کہ ہے بے زمانے کا حاتم موا ص۱ ع موا

علم اور حلم سب یار غار ص۷ ع کہ باہر لڑائی میں کوئی موا ص۲۵

کرنا کا ماضی مطلق "کرا" اور "کیتا" ع تو دن پنجشنبہ کو رحلت کری ص۵ ع اوس احوال کی

اس نے عرضی کری ص۱۱ ع گلابوں کے تختہ پہ کیتی نظر

مرکب فعل میں مؤنث جمع فاعل کے مطابق دونوں فعل جمع لائے ہیں۔ ع گویا چوٹیں بھاگ

کھیلیں کھڑیں ص۶۶

فعل معطوفہ 'کر کے'

ع کوئی یاد کر کے اوس پیار کو ص۶ ع غلامی نے سن کر کے کھایا ہراس ص۵ ، ع گیا خوف کھا کر

کے عبدالغفور، ص۲۲ ،

فعل ناقص میں بالعموم "گا" اضافہ کیا ہے جو زائد ہے مثلاً ع ہمارا سبھوں کا تو ہن بے گا شاہ

ص۱۲ ع تم اب ہو گے اس ملک کے آفتاب ص۱۶ ، ع تم اس شہر کے ہو گے، بدر منیر ص۱۶ ، مجھے کچھ

نظر آتی ہے گی دغا ص۲ ع کہ ہیں گے وہ اولادِ آلِ رسول ص۲ ص۲۸ ، ص۲۹ ، ص۳۲ ، ص۴۷ ،

ص۵۴ ، ص۸ ع ۔کوئی بولا، ہے گی مری بات یاد ص۳۳ ع مجھے ہے گا معلوم تقویم سے۔

ص۴۷ ، ص۸۴ ، ص۷۱ ،

کہیں کہیں فعل فاعل کے مطابق نہیں ہے مثلاً

ع تو ہرگز کسی بات میں سست پڑے ص۱ ، ع کہا، تو، خدا سے جزا کیجے ص۶ ع پسر بے پدر پرورش

کیجئے۔ ع الٰہی، اونہیں بخشیو، سب کو تو، ص۶۳

بعض جگہ "نے" علامت حذف ہے۔

ع یہ قرآں شاہد، کیا میں قبول ص۲۸ ، ع مہینہ تھا کا تک کیا میں شمار ص۸۴ ع قرابیں اوس

پہ کری جا کے چوٹ ص۳۴ ع لڑائی میں دیکھا فرنگی کو ہم ص۵۷ ع نمک اون کا کھایا ہے میں

بیشتر ص۸۵ ع اسی طرح میں سب لکھی داستان ص۸۷

بعض ضمیر، قدیم انداز پر استعمال کئے ہیں ۔

توئی بجائے توہی ۔ ع تری پردہ پوشی کرا سے پردہ پوش صلا۲۴ توہن بجائے توہی ع توہن اون کا مالک توہن اون کا شاہ صلا۱۲، تین (تونے)، ع تین مدفون کیا، وہ بشر ہائے رہے صلا۲۵، تن کا (ان کا) ع محمد خاں مرحوم، تن کا خلف صلا۶۵ میں قلم (میرا قلم) ع اگر نام اون کا لکھا میں قلم صلا۲۴، ع بزرگی کا شمہ لکھا میں قلم صلا۳، تو (بجائے تجھ) ع تو بد عہد کو ہے نتیجہ یہاں صلا۲۸،

بعض الفاظ کا قدیم استعمال

سیتی بجائے سے ع کہا شخص ایسا جہاں سیتی جائے صلا۱۲ یوں کر بجائے اس طرح ع سبھوں نے دیا اون کو یوں کر جواب صلا۳۵، ع کہا اون سے یوں کر کے بے باک تھے صلا۳۶،

بعض جگہ بطور بھرتی زائد الفاظ بھی استعمال کئے ہیں ۔

کو، ع متعلم کی بس بات کو یاد رکھو ۔ صلا۱، ع خدا کی طرف کو رجوع دل میں کی صلا۱۸ ع رہے گا ہمیشہ کو اس میں رقم صلا۲۲، ع شبھو نا تھو تھا   داہنے ہاتھ کو صلا۶، ع بیلے اون کے اوپر کو سارے جواں صلا۶۲،

بعض جگہ قافیہ کی وجہ سے بھرتی کے لفظ لائے ہیں مثلاً

نذر، بھینٹ، انعام و اکرام وجود،   نہ آتا تھا کچھ در شمار وجود۔

مصرعہ ثانی میں وجود زیادہ ہے۔

اسی طرح مصرعہ ذیل میں "با" حروف جار زیادہ ہے ع عمر خاں نے با خشت باری کرا ۔ صلا۱۵،

کہیں کہیں غلط محاورہ بھی باندھا ہے۔

محاورہ ہے کس کھیت کی مولی مگر باندھا ہے کس باغ کی مولی ۔ ع نہ پوچھا کہ مولی ہے کس باغ کی صلا۳۹

ہاتھ ملنا کی بجائے دست ملنا ۔ ع ملے مارے غصہ کے آپس میں دست ۔

مثلاً گل گل ہونا ع وہ پھولوں کے تئیں دیکھ گل گل ہوا تھا

کہیں کہیں شتر گربگی بھی ہے

ہمارا سبھوں کا توہن ہے گا شاہ   توہن سب کی نورت توہن ہے سپاہ

کرو سب پہ شفقت کی ایسی نظر   ہمارے تم اب ہو بجائے پدر

وہ بھائی جو ہیں خورد سب آپ کے ‌ ‌ ‌ سمجھتے ہیں تم کو بجا باپ کے

سمجھتے ہیں ہم سب تری ذات کو ‌ ‌ ‌ کہیں سب اگر وہ کہے رات کو ص۲/۱

ہمارے ترے درمیاں ہے خدا ‌ ‌ ‌ نہ مانو گے تو سر کریں گے جدا ص۱۷

عربی فارسی الفاظ کے ساتھ ہندی الفاظ ملا کر مرکب عطفی، اضافی اور توصیفی وغیرہ بنائے ہیں۔ شلاً:-

مسندِ باپ ص۵۔ بدستِ ڈکیت ص۱/۱۲ اسپِ کمیت ص۲/۱۴ قلب گھاٹی ص۵/۱۴ زخمِ گولہ ص۶۳

ہندی الفاظ کے ساتھ فارسی حروف جار کا استعمال شلاً

باکبیری ص۲۱ گھر بہ گھر ص۲۳ بر اسپ کمیت ص۲/۱۴ بر بہاڑ ص۷/۱۴

دو ہندی الفاظ یا فقروں کو "و" عاطفہ سے ملا کر مرکب عطفی بنایا ہے۔

ع تجھ سے و مجھ سے تھا احمد علی ص۲۶، ع جو آنکھوں سے دیکھا و کانوں سنا ص۸۷

ستری و تیلی ص۳/۱۴ قصائی و کوبجڑے و موچی ص۳/۱۴ گھسیرے و سائیں ص۲/۱۴، کھورپا و کھوریہ ص۲/۱۴

گھاٹی و دھانگ ص۵/۱۴ پوتے و لپور ص۸۲ بیٹے و لپوتے ص۸۶

قوافی کے استعمال میں انہوں نے بڑی حد تک قواعد کو نظر انداز کیا ہے مندرجہ ذیل قوافی اس کی مثال ہیں۔ کسی کے تئیں کر کے دم میں فنا ‌ ‌ ‌ یہ دے تخت پر دوسرے کو بٹھا ص۳

میں ماتم کا احوال کیا کیا لکھوں ‌ ‌ ‌ میں کیا کیا لکھوں اور کیا کیا پڑھوں

بھڑا بھیڑ رہنے لگی ایک ٹھور ‌ ‌ ‌ جو ظالم تھے غزبا کریں ان کی غور

قلم اوس زمانے کا نیرنگ لکھ ‌ ‌ ‌ اور اوس ساری خلقت کا سب ڈھنگ لکھ

واحد جمع

وہ کی جمع "وے" استعمال کی ہے۔

ع ‌ وے کہتے تھے ہر ایک سے سن اے حبیب ‌ ‌ ‌ ع اسی طور مذکور کرتے تھے وے ص۲۰

جو کی جمع جو کیں۔

ع ‌ زنانہ بہ جو کیں کریں معتبر ‌ ‌ ‌ ع جو جو کیں کر دیکھا ہو ہیں چشم وا ص۲۷

ع دل چلی کی جمع دل چلیں۔

حزورت پہ ہوتی ہیں وہ دل چلیں ص۲۵

جمع بطور واحد

ع اوس احوال کی اوس نے عرضی کری ع ہوا اوس کی ارواح کا اُڑ چلا

واحد بطور جمع ع کئی شخص نے مہر اپنی نہ کی ص۱۴

جمع الجمع

ع کری بیگماتوں سے یوں کر دلیل ص۲۷، ص۲۹، ص۸۱ ع جو ہے سب علوموں پہ قدرت تمام ع

ع دعا کر کہ آسان ہو مشکلات ص۲۷

کہیں کہیں کھلم کھلا ذم ہے شلاً

ع اسی وقت دو ان ہاتھ میں نقد کھول ص۲۵ ع ہوا خون جاری بشکلِ سحاب ص۲۱

املا

بعض الفاظ کا املا قدیم طرز پر لکھا ہے :-

شلاً بولایا (بلایا) بوجھو (بوجھو) ڈانک (ڈاک) پہونچی (پہنچی) ٹُرکا (ٹُکا) جوتا (جُتا) کوداتے (کدّاتے) کھوریا (کھُریا)

جنگ نامہ آصف الدولہ

و

نواب رامپور

(۱۷۹۴ء)

خلیفہ محمد معظّم عباسی

مرتبہ

محمد ایوب قادری

$\frac{\text{۱۲۰۹ھ}}{\text{۱۷۹۴ء}}$ میں نواب آصف الدولہ والی اودھ نے رؤسائے رام پور کے ایک خاندانی تنازعہ کی بنا پر ریاست رام پور پر انگریزی لشکر کی مدد سے فوج کشی کر دی۔ اہل رام پور نے سخت مقابلہ و مقاومت کا اظہار کیا۔ جس کے نتیجے میں بعد ضبطی و جرمانہ ریاست بحال رہی اور مقتول نواب محمد علی خاں کا نابالغ بیٹا احمد علی خاں رئیس رام پور قرار پایا۔

آصف الدولہ کی فوج کشی کے اس واقعہ کو ایک مقامی شاعر خلیفہ محمد معظم عباسی نے نہایت شرح و بسط سے ایک طویل مثنوی میں نظم کیا ہے، معظم عباسی قدرت اللہ شوقؔ کے شاگرد ہیں۔ اس واقعہ سے اکثر ہم عصر شعرا نے اعتناء کیا ہے۔ میر تقی میرؔ نے بھی، جو اس وقت نواب آصف الدولہ کی سرکار سے وابستہ تھے، اس سلسلے میں ایک مختصر سی مثنوی لکھی ہے۔ دوسرے مقامی شعرا عبدؔو، رستمؔ وغیرہ نے بھی نظمیں لکھی ہیں۔

ہم نے مختلف نسخوں کی روشنی میں اس "مثنوی معظم" کو "جنگ نامہ آصف الدولہ و نواب رام پور" کے عنوان سے مرتب کیا ہے۔ میر تقی میرؔ، عبدؔو اور امیر اللہ تسلیمؔ کی منظومات کو بھی بطور ضمیمہ شامل کر دیا ہے۔

(مرتب)

جنگ نامہ آصف الدّولہ و نواب رام پور

(سنہ ۱۷۹۴ء)

خلیفہ محمد معظم عباسی

مرتبہ : محمد ایوب قادری

پس از حمد آن قادر ذوالجلال — پس از نعت پیغمبرؐ[1] باکمال
پس از مدح اصحاب والا تبار — خصوصاً نبیؐ کے جو تھے چار یارؓ
کروں جنگ کی یک حکایت بیاں — فلک کی ہیں[2] گردش کی نیرنگیاں
عجب ہے کچھ اس سفلۂ دوں کا طور — کہ یک پل میں کر دے ہے کچھ اور طور
بدلتا ہے ہر دم، زمانہ، یہ رنگ — گہے صلح کام اس کا ہے، گاہ جنگ
ہیں چالیں نئی اس کی، ہر دم بدم — کوئی راج پر ہو، کوئی ہو، عدم
کسی کے تئیں کر کے دم میں فنا — پر دے تخت پر دوسرے کو بٹھا
عزیزو! سنو دل سے یہ سرگزشت — سن ہجری[3] کے گزرے بارہ سو ہشت
کہ افغاں کا سرتاج اور تاجدار — رعیّت کا غم خوار اور غم گسار
سپہ کا قدردان[4] وہ عالی قدرؔ[5] — غریب اور یتیموں کا مادر پدر

---

[1] درنسخہ ا و ب، پیمبر

[2] درنسخہ ب "ہیں"

[3] درنسخہ ب اُٹھ، اس صورت میں ٹھ اور ت کو حروف روی قرار دیا ہے۔

[4] قدر کا "د" ساکن کی بجائے مفتوح باندھا ہے۔

[5] ——— ایضاً ———

شریعت کی روح اور طریقت کی جاں | حقیقت کا جیو، معرفت کی رواں
ارسطوئے دوراں فلاطوں زماں | زہے! ذات نواب فیض اللہ خاں
ہوئی عمر کچھ ساٹھ سے کم سوا | گئی راج میں عمر سب سے سوا[2]
تریسٹھ برس پانچ دن ہفت مہ[3] | ہوئی عمر از روئے سال گرہ[4]
کٹیہر میں رکھتا تھا وہ عزوشاں[5] | کرے تھا بصد نظم کار جہاں
نہایت وہ رکھتا تھا، مال و منال | بہت اوس کے بستے تھے، آل و عیال
خلف تھا ہراک[6] اوس کا صاحب جمال | وہ رکھتے تھے، سب، عقل و دانش کمال
تھے نواب عالی کے فرزند آٹھ[7] | ہراک[8] پاس تھے، شان و شوکت کے ٹھاٹھ
ہراک اپنے جامے میں تھا شیر نر | نیستاں میں، باسی کے، کرتے، گزر
خلف یک تھا ان کا، محمد علی | تھی اس پر نہایت ہی شفقت دلی
نہایت اوسے، پاکے، عالی مزاج | کیا تھا مقرر، اوسے دینا، راج
چنانچہ اوسے اپنے ہی، جیتے جی | ولی عہد کر، اپنی دستار دی
وے کہتے تھے، ہریک سے سن اے حبیب! | محمد علی خاں ہے، عالی نصیب
تولد ہوا، گھر میں جس دن، یہ پور | اوسی دن سے، دولت نے پکڑا، ظہور

---

۱ در نسخہ ا و ب "کا"

۲ اس شعر میں ایطا ہے۔

۳ در نسخہ ا و ب "ماہ"

۴ در نسخہ ا و ب "رواں" اس طرح قافیہ غلط ہے۔

۵ در نسخہ ب "با عزوشان"

۶ در نسخہ ا و ب "ایک"

۷ "(۱) فتح علی خاں (۲) نظام علی خاں (۳) یعقوب علی خاں (۴) قاسم علی خاں (۵) محمد علی خاں (۶) غلام محمد خاں (۷) احسن علی خاں (۸) کریم اللہ خاں (محمد علی خاں اور غلام محمد خاں حقیقی بھائی تھے)

۸ در نسخہ ا و ب "ایک"۔

کیا اس لیئے میں نے مختارہ اوسے
کروں ہوں میں دل سے بہت پیار اوسے

تم اس کو، رئیس اپنا جانا کرو
سدا حکم، تم اوس کا مانا کرو

دیا اوس کو، سب کام میں اختیار
ہوئے تابع اوس کے، صغار و کبار

ہوئی فلک اور فوج پر، دسترس
دلے، مسندِ باپ[1] کی تھی، ہوس

خیال اوس کے دل میں، یہ بیٹھا تھا: آہ
کہ مسند سے دوں، باپ کو میں، اوٹھا

وہ نواب، ذی عقل، صاحب کمال
کیا اوس نے دریافت، اوس[2] کا خیال

ہوئی بہت، خاطر پہ آزردگی
کہ جس طرح گل پاوے، پژمردگی

کیا حکم، آوے، نہ، دربار میں
رہے، چوکی اور پہرہ، سرکار میں

کی ہشیاری، ازبس کہ، تدبیر سے
چلا، بس نہ کچھ، لیک تقدیر سے

نکل آیا، دندارو، یک پشت پر
نہ مرہم دوا کو، ہو، جس پہ اثر

کلیجہ دیا، اس کا پھوڑے نے پھوڑ
کیا مرگ نے، زندگانی پہ، زور

مفصل، کہاں تک لکھوں، یہ خبر
ہوئی نزع اون کو، سخن مختصر

ہوئی ہفدہم شہر ذی الحجہ کی
تو، دن پنجشنبہ کو، رحلت کری[4]

جو نواب کی آئی، رحلت پہ، جاں
محمد علی خاں تھے، حاضر، وہاں

یہ فرمایا، آنکھوں سے آنسو بہا
جو چاہتے تھے، تم سو وہی کچھ ہوا

اٹھو، چھوڑ دو، اب یہاں کی نشست
اودھر جاکر، اپنا کرو، بندوبست

یہ سن بات رونے لگے زار زار
نہایت کیا غم نے، بے اختیار

جو تقدیر پر، کچھ نہ دیکھا علاج
یہ سمجھے، کہ آخر کو کرنا ہے راج

۱۔ عربی اور ہندی لفظ کے ساتھ فارسی ترکیب کے ذریعے مرکب اضافی بنایا ہے۔

۲۔ در نسخہ ا و ب "ان"

۳۔ در نسخہ ب "ہفتدہم"

۴۔ در نسخہ ا و ب "ہوئی"

نکل آیا قلعے سے جلد اور شتاب ۔۔۔ کیا اپنے سب بھائیوں سے خطاب[1]
خبردار، ہشیار، ہوجاؤ، اب ۔۔۔ رہو، حاضری میں، مری با ادب
گئی تن سے نواب کی جان، نکل ۔۔۔ نہ تھا کوئی دنیا میں اس کا بدل
زباں سے جو، مرنے کا نوحا، سنا ۔۔۔ زن و مرد میں، شور، برپا ہوا
سبھی، سن کے رونے لگے، زار زار ۔۔۔ ہوا روز محشر وہاں آشکار
قیامت ہر ایواں میں تھی، آشکار ۔۔۔ گریبان و مقنع کیے، تار تار
رُخ افگار دل چاک[2] سینہ فگار ۔۔۔ حنائی تھے دست اون کے خوں سے نگار[3]
بہو، بیٹیاں، پوتیاں اور محل ۔۔۔ جنازے کے اوپر سب، آئیں، نکل
کوئی پیٹتی تھی، کوئی تھی ملال[5] ۔۔۔ کھسوٹے تھی کوئی، کھڑی، سر کے بال
کوئی غش میں، کوئی زمیں پہ پڑی ۔۔۔ کوئی، اپنی حالت میں، بے خود کھڑی
کوئی، زیور اپنے کو، توڑے بزور ۔۔۔ کوئی، چوڑی اپنی کو ڈالے تھی توڑ
کوئی یاد کر کرے، اس پیار کو ۔۔۔ ٹھی، نوچتی، اپنے رخسار کو
خراشیدہ رو، اس پہ، قطرات خوں ۔۔۔ یہ زیور دیا، حق نے، یاقوت گوں
وے کانوں کے موتی، بڑے دھوم کے ۔۔۔ اب آویزہ خوں، گویا جھومکے[7]
مسلسل تھے یوں، اشک چشم اوس گھڑی ۔۔۔ گلے میں، گویا، موتیوں کی لڑی

۱ے درنسخہ ب "شتاب" اور اس طرح ایطا ہوگا۔
۲ے درنسخہ ا "پاک"
۳ے درنسخہ ا و ب "فگار" اور اس طرح ایطا ہوگا۔
۴ے درنسخہ ا و ب "پیٹے"
۵ے ملال بمعنی "ملول"
۶ے ٹھی بمعنی بیٹھی، درنسخہ ب "بیٹھی"
۷ے درنسخہ ا و ب "گوئے یا"

کھلے بال، سر جھک رہے، غم سے آہ — گہن میں گئے، جیسے، خورشید و ماہ
جو پوچھے، تو چشم اشک سے ڈب ڈبے — گویا گل ہیں، نرگس کے، شبنم، پڑے
کنیزوں کا ان کی، کروں کیا، بیاں — پھریں، غم میں مدہوش، دیوانیاں
عجائب طرح کا ہوا اون کا حال — کھڑی روو رہے ہیں[1]، سر میں سب خاک ڈال
کٹہر کا والی، چلا جائے، رے — ارے، ہائے رے، ہائے رے، ہائے رے
میں ماتم کا احوال، کیا کیا لکھوں — میں، کیا کیا لکھوں اور کیا کیا پڑھوں
سبھی خلق، پر سخت ماتم ہوا — کہ ہے ہے، زمانے کا حاتم، موا
شجاعت[2]، کرم، داد، جود اور وقار — موا علم اور حلم، سب یار غار
مصیبت، خرابی، پریشانیاں — شقاوت، فلاکت ہوئی سب عیاں[3]
دریغ[4]! حسرتا! دلتے ہیہات ہائے — مصیبت اور افسوس! اے وائے وائے
زمانے کا غوث اور قطب عہد کا — وہ ابدال، ابرار، اوتاد تھا
ولایت کا والی، ولی عہد کا — کہ دنیا سے وہ ہائے رخصت ہوا
قلم تو نے تو سخت ماتم کیا — اسی غم سے داوات میں سر دیا
اگرچہ بزرگی ہے اوس کی عیاں — بھلا تو بھی لکھ دے، کچھ اوس کا بیاں
خلیفہ معظم ترا منتظر — اوٹھایا ہے اوس نے بھی ماتم سے سر

شمہ احوال بزرگی نواب فیض اللہ خاں بہادر

ولایت کا اس کی کروں میں بیاں — اگرچہ یہ سب شہر پر ہے عیاں

---

[1] در نسخہ ادب "روتے"

[2] در نسخہ ادب "شجاع اور"

[3] در نسخہ ادب "نہاں"۔

[4] ح خارج از تقطیع۔

کہ پھولوں کی چادر بنا باغباں — لے آتا تھا تربت پہ ہر روز عیاں[۱]
داروغہ کا باغوں کے منگل تھا نام — کہ لاتا تھا مالی کو ہر صبح و شام
بشارت یہ نواب نے اوس کو دی — یہ فرمایا اوس کو کہا سے منگلی
سبھی پھول لاتا ہے کر انتخاب — مگر تو نہیں لاؤتا ہے گلاب،
جو اون کی زبان سے سنی اوس نے بات — ہوا خوش کہ نواب ہینگے حیات
یہ کی عرض نواب عالی جناب — یہ ہے ماہ ساون، کہاں اب گلاب
کہا، باغ پائیں میں جا تو شتاب — حضوری میں چن کر کے لا تو گلاب
کھلی آنکھ، پھر کچھ نہ دیکھا تمام — نہ نواب تھے اور نہ دربار عام
چلا دیکھنے باغ پائیں کا حال — کہ ہے کس طرح شب کا خواب و خیال
گیا باغ کے بیچ میں جب گزر — گلابوں کے تختہ پہ کیتی نظر
ہوئے گل وہاں پر نمودار دو — کہ ہوں جیسے گل رخ کے رخسار دو
وہ پھولوں کے تئیں دیکھ گل گل ہوا — تعجب سے اوس گل کا بلبل ہوا
چنے پھول جا کر کے تعظیم سے — وہ دربار میں لایا تکریم سے
تھے موجود سردار چھوٹے بڑے — ہزاروں تھے انسان آگے کھڑے
بزرگی کے سب لوگ قائل ہوئے — مرادوں کے اپنی، وہ، سائل ہوئے
وہ گل بھیجے، روضہ کو تعظیم کر — وہ گزرانے، تربت پہ تسلیم کر
جسے عرش سے اوترے پھول اور کلی — ولی تھا ولی تھا ولی
پڑھا چاہیئے فاتحہ اور درود — کہ رحمت کا در ہووے اوس پر کشود
بزرگی کا شمہ لکھا میں۔ قلم — اوٹھا اور احوال کا کچھ علم
معظم کرے ہے ترا انتظار — لکھ اب کچھ کہ آگے کو ہو یادگار

---

۱ ؏ خارج از تقطیع۔

در احوال عروج نواب محمد علی خان صاحب بہادر و برآوردن خزانہ نواب فیض اللہ خاں صاحب بہادر

چھپے خود تو مہتاب پکڑے ظہور — ولیکن ہے خورشید سے ماہ نور
ہوا یہ محمد علی کو خیال — کہ اول خزانے کو لیجیے نکال
مبادا کہ بھائی ہمارے ہیں سات — کریں مل کے آپس میں کچھ اور بات
بلایا شتابی سے اپنے حضور — شجاعت خاں ملو خاں نصرت کا پور
کہا اس سے جلدی خزانہ نکال — نہ کر کچھ تغافل کا اس میں مقال
حویلی کے[1] دیوار در، اصطبل — نقب کی، کہ جلدی سے آئے نکل
خزانہ نکالا، بہ جرأت تمام — شتابی سے، جلدی، بسرعت تمام
نکل آئیں جس وقت کل اشرفی — شگفتہ[2] تھیں سب جیسے گل، اشرفی
اشرفی کی بدری، گویا، بدر تھی — مکاں میں گویا لیلۃ القدر تھی
خزانے سے ایوان، وہ روشن ہوا — مکاں اوس کا، گلزار گلشن ہوا
اشرفی کا پوچھو جو مجھ سے شمار — تو تھیں لاکھ اربع ہیں، کم چار[3] ہزار
خزانہ سفید اون کا ہذا القیاس[4] — سبھوں[5] پر تھا ظاہر سب اون کا اساس
اشرفی تھیں نواب کی خوش خرید — شرح پندرہ کی کہیں اور جدید

---

[1] در نسخہ ا کی
[2] در نسخہ ا، تھے۔
[3] " ا " خارج از تقطیع
[4] علیٰ ہذا القیاس
[5] در نسخہ ب سبھو

خزانہ کی تعداد، کاں سے شمار
ہوئے شصت لکھ، تھیں کم شصت ہزار[1]

خریدے تھا ذوقی بڑے ذوق سے
پر اس[2] کا تلشی بڑے شوق سے

کرے کون آگے کو اب ذوق شوق
خدا جانے کس کے گلے کا ہے طوق

کہاں مجمع زر کہاں اوس کے دوست
کہاں مغز ہے اور کہاں اوس کا پوست

اشرفی کی بدری پہ مت کر تو کد
کہ بدری میں بدری[3] ہیں بدری میں بد

نہ کیجیے زرا زر کے اوپر گماں
کہ آنے اور جانے کی ہے ایک آں

دل اوس کی محبت میں مت شاد رکھ
معظم کی بس بات کو یاد رکھ

قلم نے کیا پر اشرفی سے ہیت
ہماری نہیں کم اشرفی سے مئیت

کچھ احوال کی اور مسند بچھاؤ
خلیفہ معظم کے تئیں لکھ دکھاؤ

در احوال دور اندیشی نواب محمد علی خاں صاحب بہادر

محمد علی خاں وہ عالی یتز
بڑا دور اندیش تھا وہ عزیز

خیال اس نے دل میں کیا یوں نہاں
کہ دڑوں[4] کا نواب پر تھا گماں

کہ دڑوں[5] اگر ہم سے مانگے حضور[6]
تو عہدہ برآئی میں آوے قصور

بولایا جو مالک تھا اخبار کا
کہ لکھتا تھا احوال دربار کا

جواہر، جو تھے وہ، جواہر رقم
دویم، نیکچنداں، خجستہ قلم

شتابی سے حاضر ہوئے دو وکیل
خردوالے یوں مختصر کی دلیل

---

[1] "ہ" خارج از تقطیع

[2] در نسخہ ا "اون"

[3] دس ہزار

[4]، [5] در نسخہ ا کروڑوں

[6] نواب آصف الدولہ بہادر والی اودھ

خزانہ نکلتا ہے نواب کا — اور احوال ظاہر ہے اسباب کا
یہ داخل کرو اپنے اخبار میں — کہ پہنچے خبر جا کے دربار میں
اوس احوال کی اس نے عرضی کری — محمد علی خاں کی مرضی کری

برمسند نشستن نواب محمد علی خاں صاحب بہادر
و اضافہ درماہہ سپاہ وغیرہ

جو پژمردہ ہو گل زمیں سے کھلے — عوض میں تو اور اس کے غنچہ کھلے[1]
محمد علی خاں بجائے پدر — ہوا مسند خاص پر بہرہ ور
وہ دستار نواب مرحوم کی — حسن شاہ نے اون کے سر پر سجی[2]
جو مسند ملی اون کے تئیں باپ کی — سجی سر پہ دستار تھی آپ کی
دہائی پھری ملک و جاگیر میں — جواں کی سی قوت ہوئی پیر میں
بھڑا[3] بھیڑ رہنے لگی ایک ٹھور — جو ظالم تھے، غربا کریں اون کی غور[4]
رعب[5] ان کا غالب ہر انسان پہ — وہ حکم اپنا رکھتا تھا یک آن پر
مقابل اگر اوس کے ہو شیر نر — تو کرنے لگے سامنے پیر پر
کرے حکم، گر، اوس کی دہشت سے فوج — لگے کانپنے، جیسے دریا کی موج
نظر سامنے، گر، کرے آپنے[6] — پہ رعب سے سب لگے کانپنے

---

۱ شعر میں ایطاء ہے۔

۲ فعل لازم بمعنی متعدی استعمال کیا ہے۔

۳ درنسخہ ا و ب "بھڑا"۔

۴ شعر میں تعقید ہے مضمون واضح نہیں ہوا۔

۵ رعب کا ع کو ساکن کی بجائے متحرک باندھا ہے۔

۶ اپنے کی بجائے آپنے۔

ولیکن نہ چاہے تھی اوس کو سپاہ | کہ آخر کرے گا یہ ہم کو تباہ
برادر حقیقی عزیز القدر[1] | غلام محمد خلف نامور
بولایا انھیں جلد اپنے حضور | کہا اے گرامی منش ! پر شعور
یہ مسند ہے اس پر کرو تم نشست | ہیں تابع، تم اپنا کرو، بندوبست
جو خاص اور خادم ہیں سرکار کے | تلنگے بھی واقف ہیں دربار کے
حضوری میں سب تیرے حاضر رہیں | وہی کچھ کریں جو ہم اون سے کہیں
جو کچھ اور باقی رہی[2] سب سپاہ | توہن اون کا مالک توہن اون کا شاہ
رعیت کی اور ملک کی، باتمیز | توہن مالکی کر، برادر عزیز
ہیں تابع، توہن سب کا نوّاب ہے | ترے ہاتھ سب عزت اور آب ہے

جواب

جواب اوس نے ایسا دیا دل نشیں | کہ ہم میں سزاوار کوئی نہیں
ہمارا سبھوں کا توہن ہے گا شاہ | توہن سب کی قوت توہن ہے پناہ
کرو سب پہ شفقت کی اپنی نظر | ہمارے، تم اب ہو، بجائے پدر
وہ بھائی جو ہیں، خورد سب آپ کے | سمجھتے ہیں تم کو بجا[5] باپ کے
سمجھتے ہیں ہم سب تری[6] ذات کو | کہیں سب اگر دن کہے، رات[7] کو

---

[1] قدر کا "د" ساکن کی بجائے متحرک باندھا ہے۔

[2] در نسخہ ب و ج "رہے"۔

[3]، [4] در نسخہ ب و ج، توہی۔

[5] بجائے۔

[6] در نسخہ ب تیری۔

[7] گلستاں کا شعر ہے۔ اگر شہ روز را گوید شب است ایں
ہمہ گویند اینک ماہ و پرویں

ہم حاضر[1] کریں، جو کہ، حاضر نہ ہو وہی کچھ کریں، جو کہ، ہم سے کہو
پھر آیا، وہاں سے، خوانین پاس کیا دور، سب کے دلوں کا ہراس
جمعدار، سردار، خورد و کلاں دفعدار سالار پیر اور جواں
کہا گر رہو گے ہمارے شفیق تو ہم ہر وجہ میں[2] تمہارے شفیق
قسم عہد و پیماں، سب اون سے کیا اور اون سے خدا درمیاں میں دیا
حضوری میں سب لا کے تازہ کیے مواجب سبھوں کے اضافہ کیے
جو بھائی تھے اپنے، بعز و وقار اضافہ کیا ان کا یک یک ہزار
اشرفی کا بدرہ[3] دیا ایک ایک خوشی سے سب آتے، بہ اطوار نیک
سبھی طرح سے سب وہ راضی کیے سر و پا د خلعت، دوشالے دیے
جو خاطر جمع اون سے کر لی تمام یہ کی عرض، اخوانِ عالی[4] مقام
تسلی ہمیں ملک کی اب ضرور کہ جس سے یہ حاصل ہے ہم کو سرور
رعایا پہ ماتم ہے نوّاب کا میں پرساں ہوں احوال بیتاب کا
محمد علی کی دہائی پھری رعایا سب آرام سے خوش رہی
یہ فرمایا جلدی سے تم آؤ نا تغافل ذرا اس میں مت لاؤ نا
جو کچھ آوے، ارشاد عالی جناب تمھارے لیے ہووے گا اضطراب
چلے ہو کے رخصت بچشم وقار سر و پا و دستار لیتیں ہزار
ہزار آدمی کا رسالہ لیا اجاؤں[5] کے کھاتے پہ ڈیرا کیا
سحر کو وہاں سے سواری چلی بریلی میں ہونے لگی کھلبلی

---

۱ حاضر کی ح خارج از تقطیع ہے۔

۲ در نسخہ الف "وجہ کر"۔

۳ دس ہزار کی رقم کی تھیلی

۴ در نسخہ ج عالم مقام

۵ اجاؤں مقام کا نام ہے۔

رسیدن خبر واقعہ نواب فیض اللہ خاں مرحوم در سرکار جناب وزیر الممالک بہادر و رسیدن پرچہ خاص نواب صاحب موصوف در طلب نواب محمد علی خاں صاحب بہادر و احوال برہمی سپاہ۔

وزیر الممالک کو پہنچی خبر — کہ فیض اللہ خاں کر گیا اب سفر
جہاں کی ریاست، بھی، چھوڑ دی — وہاں جا کے جنت میں جاگیر لی
کہا، شخص ایسا جہاں سیتی[1] جائے — ہے افسوس افسوس ہائے
محمد علی کی تسلی ضرور — لکھو اس کو، آوے، ہمارے حضور
مہر بانگی[2] کے سزا دار ہے — سزا دار ہے اور ہوشیار ہے
تو لکھ، شقہ، خاص، راجا ٹکیٹ — دیا جلد جا کہ بدست[4] ڈکیٹ[3]
چلا ڈاک میں آیا وہ زود زود — ہوا رام پور میں، جب اس کا ورود
محمد علی خاں نے تعظیم کر — لیا سر چڑھا، تین تسلیم کر
لکھا تھا کہ حاضر ہو، آدر حضور — ہوا اس کے پڑھنے سے دل کو سرور
عزیز القدر کو لکھی یہ خبر — کہ آوگے ہم پاس تم زود تر
مجھے لکھنؤ کو ہے، جانا ضرور — میں حاضر ہوں، جلدی سے جا، در حضور
یہاں ہوگیا آپ جلدی تیار — لیے اپنے ہمراہ پانصد سوار

---

۱ در نسخہ ب و ج - سیتی

۲ مہربانی کی جگہ مہر بانگی استعمال کیا ہے۔

۳ ڈکیٹ بمعنی ڈاکیا۔

۴ بدست ڈکیٹ کی ترکیب میں ہندی اور فارسی الفاظ کا اجتماع ہے۔

قضا اوس کے چلنے پہ[1] ہر ایک دم تباتی تھی ہر دم وہ راہ عدم
فلک اس کے اوپر حسد لے گیا زمانہ بھی بازی اوسے دے گیا
قلم کیا لکھے ہے تو، اے روسیاہ محمد علی خاں سے بگڑی سپاہ

رسیدن صاحبزادہ غلام محمد خاں از پرگنات وسوال وجواب از سپاہ محمد علی خاں

غلامی[2] وہاں سے، جو آئے یہاں سنی، اس نے چلنے کی تیاریاں
سپہ کے سپہدار خورد اور بزرگ چہ شیر وچہ روباہ وچہ کہنہ گرگ
ہوئے جمع، اور آئے سب ان کے پاس محمد علی خاں سے کھا کر ہراس
غلامی سے کہنے لگے، ہو ملول نوابی نہیں، ہم کو، اون کی قبول
وہ سب قوم افغان سے، بیزار ہے یہ برباد ہونے کا آزار ہے
اگر، ہم پہ ایسا ہے، اون کا عتاب تو ہم کو کریں گے وہ آخر خراب
غلامی نے سن کر کے کھایا، ہراس چلا آیا، جلدی سے، انھوں ان پاس
یہ کی عرض، نواب عالی دماغ تمھیں ہو گے اس گھر کے روشن چراغ
اندھیرا ہے جس گھر نہ ہو گا چراغ جہاں گل نہ ہو، وہ تو کس کام باغ
تمھیں ہو گے اس شہر کے، شہر یار اگر تم نہ ہو سب کا اللہ یار
تم ہو جائیے نواب مرحوم کی یہ اب تم نے چلنے کی کیا دھوم کی
غضب سب پہ کرتے ہو، ہوتا ہے قہر اگر تم نہ ہو گے، تو، لٹ جائے شہر

جواب

جو دیکھا، بہت ان کو پر اضطراب خرد ور نے سن کر، دیا، یوں جواب

---

[1] در نسخہ ج پر

[2] نواب غلام محمد خاں

جو جانا میرا، سب پہ ہوتا ہے قہر | نہ جانا، مرے حق میں، قاتل ہے، زہر
میں جس وقت حاضر ہوں جا در حضور | سرافرازیاں ہوں گی مجھ پر ضرور
سروپا و ماتم کا ضبطی معاف | مری بات ہیں، تم نہ جانو، خلاف
تعہد کہ آؤں نئے ملک کا | پھراؤں، تجھے ملک، میں، جا بجا
نئی فوج رکھ ملک گیری کرو | روہیلوں کی تم فوج پر مت رہو
یہ ہے قوم افغاں، بہت بے حیا | دغا باز، مکارہ اور بے وفا[1]
مجھے مشورہ دیتے ہیں، بے خبر | وزیر الممالک سے تو جنگ کر
لیا تیرے دادا کا سب ملک مار | کہ کھاتے رہے تم بعز و وقار
بھلا اون کی باتوں پہ میں بھول جاؤں | نمک جس کا کھاؤں، اوسے بھول جاؤں
مجھے ورغلاتے ہیں سب بے حیا | نہیں ماننے کا میں اون کا کہا
نمک کے[2] شرائط میں پورے نہیں[3] | نہیں اون سے پڑتی ہے پوری نہیں
وہ بدکار، رہزن ہیں اور خانہ جنگ | شیاطین، نہ کچھ اون کو ناموس و ننگ
میں کپنو لے آؤں گا سرکار سے | نکالوں گا میں اون کو، گھر بار سے
مزا جانا، حق میں ہے، سب کے بھلا | میں کہہ کر چھڑاتا ہوں اپنا گلا
غلامی نے سن کر دیا، یوں جواب | تم اب ہو گئے اس ملک کے آفتاب
اگر، ہوئے دن کو، غروب آفتاب | قیامت ہی پھر جاتے[4] سب کے حساب
تم اس شہر کے، ہو گئے، بدر منیر | تمھیں خالی کرنا نہیں اب سریر

---

[1] در نسخہ ب و ج "بے حیا" اور اس صورت میں ایطا ہو گا۔
[2] در نسخہ ب و ج "کی"
[3] در نسخہ ب و ج "پوری"
[4] در نسخہ ب و ج "بھر جاتے"۔

غلامی، غلامی میں حاضر ہے، ایلچی — یہ فتو[1] وہاں سب سے ماہر[2] ہے ایلچی
یہ مذکور کر کر، غلامی چلے — رہا ملتوی اور آرے بلے
وہاں سے جو آتے یہاں اپنے گھر — سپہ نے لیا گھیر پھر اون کا گھر[3]
عمر خاں، نجو خاں، محمد سعید — غلام حسن سب، قریب و لعید
لگے مل کے کہنے سب عالی تبار — محمد علی خاں کرے، سب کو خوار
وہاں جا کے[4] ہوگا گرفتار یہ — کراتے گا، سب ضبط گھر بار یہ
چلا آوے کینو وہاں سے یہاں — تباؤ بھلا پھر، ٹھکانا کہاں
لڑائی یہ ہم سے بنے گی، نہ پھر — گھرے وہ وہاں، ہم یہاں جاویں گھر
نوابی کے، ہرگز یہ لائق نہیں — اور اس سے ہے راضی خلائق نہیں
سب افغاں ہیں اوس سے فغاں در فغاں — رعیّت کی خفگی، مکاں در مکاں
ہے بد قول، بد عہد اور بد مزاج — پہ جس سے راضی، اوسی کا ہے راج
پکڑ کر تو اوس کو، نظر بند کر — ریاست کی دستار تو، سر پہ دھر
تو نوّاب سب کا تری سب سپاہ — تو قوت ہماری، تری ہم پناہ
وزیر الممالک سے بگڑے اگر — لڑیں ہم، ترے آگے، سر پھوڑ کر
ہمارے ترے درمیاں ہے خدا — نہ مانو گے تو سر کریں گے جدا
غلامی نے، یہ دیکھ کر، ماجرا — کہا دل میں یہ اور ہی[5] گل کھلا

۱؎ فتح علی خاں

۲؎ ماہر بمعنی متعارف

۳؎ شعر میں ایطا ہے

۴؎ در نسخہ ج "جا کر"

۵؎ در نسخہ ب و ج "ہے"

خدا کی طرف کو رجوع[1] دل میں کی — تو لاچار ہو کر قسم سب کی لی
قسم عہد و پیمان، مضبوط کر — کہا، اب چلا چاہیے[2] سب کے گھر
عزیز[3] القدر اور میرے ہیں چھ — تو اس راز کی، وہ بھی کھولیں گرہ
پھر اون کے گھر آیا لیے سب کو ساتھ — کہی اور سنی، سب نے آپس میں بات
جواب، ان کو سب نے دیا دل نشیں — ہمیں، راج کرنے کا دعویٰ نہیں
نہیں، راج کی کچھ، ہمیں آرزو — رہیں، عالی مسند کے ہم رو برو
جو مسند پہ بیٹھے، کریں جا سلام — کریں نوکری ہم بہ مثل غلام
ہمارے تئیں اور دعویٰ نہیں — رہیں اپنے گھر اور نہ جاویں کہیں
جو باتوں سے، سب ہو گئے ایک دل — تفاوت رہا کچھ، نہ جو بھر، نہ تل
ہوئی خام، جرگے کی سب پختگی — فلک نے، عجب دیگ، دم پخت کی
ہوئی سب کی باتوں سے شب، جا ملا — جنے، صبح کو دیکھیے، کیا بلا
قلم، اوس زمانے کا نیرنگ لکھ — اور اوس ساری خلقت کا سب ڈھنگ لکھ
نہ صادق ہے، کاذب صبح آج کی — ڈبو دی، خرابی کری، راج کی
کہا سید خاں نے، غلامی سے یوں — کہ تم خام جرگہ، بچھاتے ہو کیوں
سمجھ دیکھ دل میں تو عالی تبار — ترا[4] سالیانہ ہے، چالیس ہزار
پرگنات[5] سے منفعت شصت ہزار — ہوئی لاکھ تجھ کو بعز و وقار
جو چاہے، محمد علی سو کرے — تو، ہرگز، کسی بات میں مت پڑے

---

۱ رجوع کی ع خارج از تقطیع
۲ در نسخہ ج "جانیے"
۳ عزیز القدر میں ز کو ساکن کی بجائے متحرک باندھا ہے۔
۴ در نسخہ ب و ج "تیرا"
۵ پرگنات کی ر متحرک لکھی ہے۔

جو کچھ کام بگڑے بنے دیکھنا — زمانہ ہے، ہر وقت ہیں پیکھنا
کہی، صبح کو، یوں غلامی سے بات — گیا، ہو کے رخصت، سوئے پر گنات
محمد علی خاں کے در پر، وہاں — کھڑے رہتے، چوکی کے پانصد جواں
سب، اوس روز، چوکی تھی، بااعتبار — محمد دلیل آپ کے رشتہ دار
محمد شفاعت، مصاحب، قدیم — ارادت خاں اون کا مقرب، ندیم
مسلح کرے، سب رسالہ کے خاص — کھڑے خاص اور سب مسلح خواص
محرم کی تھی، تیرھویں، رہ نہ پیر — ہوئے رات کے، آکے، حاضر، دبیر
غلامی کے تئیں گھیر، نرگا کیا — نہ بر جا کیا، سب نے، بے جا کیا
پھر آخر نزادے سے، سب نے کہا — محمد علی خاں کی مجلس ہیں، جا
سپہ کا، یہاں، آج ہوگا، ہجوم — تو نواب پوچھے گا، کیسی ہے، دھوم
کہو، عرض کرتی ہے ساری سپاہ — کہ لکھ دو طلب ہشت ماہ کی، ہے راہ
کہا حضرت نور سے تو بھی جا — کرو منتشر اوس کا دل، جا بجا
عمر خاں کو در پہ کیا، مستعد — کہ پانصد جواں سے نہ کچھ ہوئے ضد
وہ سب اور باقی رہے ساتھ[1] کو — بگڑنے[2] کے سب داؤ اور گھات کو
غلامی کے گھر کا رسالہ تمام — مسلح ہوا اور کیا جا سلام
مسلح تھے سب ڈھال تلوار سے — چھری سے کٹاری سے ہتھیار سے
غلامی کے، تھے، پیر، صاحب کمال — ولی، وقت کے، شاہ حافظ جمال
دیا، پیٹھ پر، اوس کے، جب ہاتھ پھیر — غلامی اٹھا، جیسے اوٹھتا ہے شیر
اجازت سے اون کی، ہوا جب سوار — تو غوغا ہوا راہ ہیں، ایک بار
محمد علی خاں نے تب سر اٹھا — کہا، دیکھو جا کر، یہ غوغا ہے کیا

---

[1] در نسخہ ج "ساتھ"
[2] در نسخہ ب و ج "بگڑنے کی"

تو یوں بول اُٹھے جلد، دونوں وکیل   سپہ اور غلامی میں ہے قال و قیل
کہ نواب پاس ہوں، یہ، ہم، داد خواہ   لکھاوے ہمیں سالگی ہشت[1] ماہ
یہ فرمایا، وہ ہے، بڑا ہوش مند   جواب، اون کو دے گا، بہت دل پسند
خواص، اون کے سر پر سے، یوں بول اٹھا   مجھے، کچھ نظر آتی ہے گی، دغا
یہ فرمایا اوس کو، کہ چپ بے حیا   غلامی ہے، بھائی بہت باوفا
دیا حکم، میں نے، اوسے اپنا کل   یہ ہی، باغ، میں میرے ہے، ایک گل
یہ نادان، احمق، جو ڈالیں ہیں، گرہ   اسی طرح پڑتی ہے دل میں گرہ
اسی طور مذکور کرتے تھے وے   تو وے سامنے ان کے آئے چلے
میانہ تھا ڈھالوں سے سارا چھپا[2]   کہ جس طرح ساون کی کالی گھٹا
بھرا صحن، سب ڈھال تلوار سے   نہ خالی کوئی یار و اغیار سے
چلا آیا، جس طرح ابر سیاہ   [3]قضا نے کہا، واہ ہے واہ واہ
محمد علی خاں نے دیکھا، جو حال   غلامی! یہ ہے کس طرح، قیل و قال
غلامی، اُٹھا وہیں، للکار کر   کر موذی، تو مسند سے نیچے اوتر
تو مسند نشینی کے لائق نہیں   اوٹھ اب تجھ سے راضی خلائق نہیں
یہ سن کر بدن میں گئی آگ بھر   کف پا کا شعلہ، گیا، تا بہ سر
اور آنکھوں سے اس کے برستا تھا خوں   غضب نے کیا جوش مثل جنوں
اکیلا چلا، اس طرف پان سے   نہ سمجھا کہ میں ایک، ماروں گا، کے
جھپٹ کر لی، شمشیر جب دست میں   گیا، جلد تر، وہیں، اک[4] جست میں

۱؎ در نسخۂ ب و ج "سال کی"

۲؎ در نسخۂ ب "چھپا" در نسخۂ ج "چھہا"

۳؎ در نسخۂ ب و ج "فضا"

۴؎ در نسخۂ ب و ج "ایک"

گیا جست کرتا ہوا، وہ دلیر	کہ جس طرح، جاتا ہے آہو پہ شیر
غلامی کے سر پہ گئے، اس نے وار	بہ سرعت، جڑے ایک دو، تین، چار
مقدر کو جلدی خبر ہو گئی	قضا، اس کے سر پہ سپر ہو گئی
لیا، سب نے ڈھالوں کے نیچے چھپائے	بھلا، کس طرح سے، وہ اب زخم کھائے
بہادر کے سب وار خالی پڑے	غلامی رہے، یوں سلامت کھڑے
سنبھل کر چلا، دوسرے وار کو	کہ جھاڑوں گا، میں اپنی تلوار کو
کہ ناگاہ پیچھے سے ایک نابکار[1]	کیا اوس نے شمشیر کا ایک وار
لگی پیٹھ پہ، کتف سے ٹک تلے	کہو، داہنا ہاتھ کیسے چلے
نہ فرصت دی اور دوسری دی لگائے[2]	تبھی اوس کی آنکھیں گئیں تلملائے[3]
جبھی دوسرے دوش پر دے لپک	چلی آئی وہ کاٹتی کوکھ تک
گیا بیٹھ، وہ یہ شجاعت مآب	ہوا خون جاری، بہ مثل سحاب
کھلے زخم اور کھل رہے جیسے گل	وہ بیٹھا ہے کوئی پئے جیسے مُل
سفید اون کا جامہ، ہوا جعفری	کہ نوشہ ہو جس طرح باکبری
نہ کھائیں تھیں جس تن پہ گل کی چھڑی	تہاں دو[4] سے شمشیر کاری لگی
بہادر اور اعظم میانہ[5] میں ڈال	تو قلعہ کے بنگلے میں، لائے بحال
محل میں قیامت ہوئی آشکار	دے سب دوڑیں باہر کے تئیں پھر پکار
لگیں پٹنے ہائے یہ گھر گیا	کہ، ہے ہے، غلامی نے یہ کیا کیا
ارے دیکھیو، اب رہو ہوشیار	بچا ہے، تو اب کوئی ڈالے نہ مار

---

۱ نجم الغنی نے لکھا ہے کہ بلند خاں نے یہ تلوار ماری تھی (اخبار الصنادید جلد اوّل ص ۶۱۵)
۲ در نسخہ ب وس "لگائی"
۳ در نسخہ ب وس "تلملائی"
۴ در نسخہ ب وس "دوئی"
۵ در نسخہ ب وس "ہاتھ"

جو یک جا ہوئیں وہاں پہ سب بیگمات
اوٹھالے گئیں اوس کو ہاتھوں ہی ہات[1]

بلایا[2] شتابی سے عبد الغفور
جو ٹانکے[3] لگانے میں تھا ذی شعور[4]

یہ حکم آیا نواب کا، پُر خطر
کہ زخمی کے زخموں کو زخمی نہ کر

یہ فرمایا یہ گُل کھِلا ہی رہے
اسی طرح گھر میں پڑا ہی رہے

گیا خوف کھا کر کے عبد الغفور
کہا اوس سے لوگوں نے جا بے شعور

خدا جانے کیدھر سے دیوار کھود
ہوئے جا کے سدد بدھو نمود

زنانے میں زخموں کی، جا، دوخت کی
دل سرد[5] کو آتش گرم دی

جو ٹانکے لگے ساٹھ یا[7] چار کم
اوس ہوشیار[6] کا آیا غفلت میں دم

ہوا غش سے، جب اوس کے دل کو قرار
کہا سب سے در پہ رہو، ہوشیار

قلم لکھ تو احوال اسس بزم کا
غلامی کے کچھ نسق اور نظم کا

برمسند نشستن نواب غلام محمد خاں و بند و بست نمودن اوشاں

محمد علی خاں کو کر، در بدر
غلامی نے پکڑا وہی اس کا گھر

گیا وہیں دیوان خانہ میں اڑ
وہ مسند پہ بیٹھا شقاوت پکڑ

زنانے پہ چوکیں کریں معتبر
کہ دیکھو حویلی سے نکلے نہ زر

۱ه در نسخہ ب وس "ہاتھ"

۲ه در نسخہ ب وج "بولائے"

۳ه در نسخہ ب وس "کہ ٹانکیں"

۴ه در نسخہ ب وس "پُر شعور"

۵ه در نسخہ ب وس "سے"

۶ه در نسخہ ب وج "سے"

۷ه ہوشیار کی ہ خارج از تقطیع۔

محمد علی خاں پہ پہرا کیا
تقید بہت ان پہ گہرا کیا

بلاتے عزیز القدر اپنے پاس
کہا دُور کر کر دلوں کا ہراس

یہ مسند ہے اس پہ کوئی بیٹھ جاؤ
یہ حلوا ہے سب اس کو مل بانٹ کھاؤ

سبھوں نے دیا ان کو یوں کر جواب
کہ ہو سب سبھوں ہیں، تمھیں انتخاب

مکرر کہا، یوں کہ فتح علی
بڑے تم ہو، مسند کرو منجلی

کہا ہے سزاوار، مسند کے، تو
رہیں گے ہم حاضر[1] ترے روبرو

بلائے شتابی سے حافظ جمال
جوان کے تھے وہ، پیر صاحب کمال

کہا اے ولی وقت کے، میرے پیر
تو اس وقت ہیں ہو، مرے دستگیر[2]

پکڑ ہاتھ، کی دستگیری تمام
دیا مسند خاص اوپر مقام

وہ دستار پر فاتحہ خیر کی
توجہ کے ہاتھوں سے سر پر سجی

لگے شادیانے وہاں باجنے
کہ تمکین پائی اب راج نے

خوشی حد سے باہر، ہوئی خلق پر
سپہ کے ہوئیں شادیاں گھر بہ گھر[3]

نذر[4] بھینٹ، انعام و اکرام وجود
نہ آتا تھا کچھ در شمار وجود

اس عرصے[5] میں وہاں رہ گیا ایک پاس
مخالف، جو ان کے تھے، سب اون کے پاس

جمع ہو گئے اور کری یوں صلاح
محمد علی سے فراغت فلاح

یہ جائیں گے سب، دو برادر لڑے
محمد علی خاں جیو مارے پڑے

اگر رہ گئے تو بڑا ہے فساد
کبھی رکھیو یہ آج کی بات یاد

---

۱ حاضر کی ح خارج از تقطیع

۲ نسخہ ب میں یہ شعر اس طرح ہے: کہا اے ولی صاحب وقت کے = مرے دستگیر ہو تم اس وقت کے

۳ خانہ بہ خانہ کے انداز پر گھر بہ گھر لکھا ہے۔

۴ نَذَر کا ذ ساکن ہے اس کو متحرک باندھا ہے۔

۵ عرصہ کی ع خارج از تقطیع

بولائے شتابی سے، تب خاص دو
کہ تم جلد جلد اون کو فیصل کرو
چلے آئے ڈیوڑھی پہ، پُر اضطراب
کہ جنت میں بھیجیں، ہم اون کو شتاب

رسیدن دو خاص برائے قتل محمد علی خاں صاحب بہادر و سوال و جواب از بیگمات و باز آمدن ایشاں

جو، ڈیوڑھی پہ، یک جا تھیں سب بیگمات
خرد و ور تھیں، وہ یا گییں، اون کی بات
پوربیوں کی ڈیوڑھی کی تلوار ڈھال
زنانے کو وہ لے گییں، سب نکال
مقفل کیا در کو، مضبوط کر
وہاں بیٹھیں سب استقامت پکڑ
پکڑ ڈھال تلوار، در پہ اڑیں
کئی لاٹھیاں لے برابر کھڑیں
دو ہمشیرہ ان کی، جو ہمشیر تھیں
گویا، در کے حلقے کی زنجیر تھیں
کنیز اور اصیلوں کو آواز دے
اوٹھی بی بی منجھلی[1]، وہاں بانس لے
لگیں کہنے یہ بات، ہرگز نہ ہو
غلامی وہاں راج اپنا کرو
اگر اوس کے دل میں ہوا یہ خیال
ہمارا بھی ہے اوس کے اوپر وبال
جو مارے گا، ماریں اوسے ہم مریں
سب اثبات، اپنا بھی[2] جوہر کریں
کہیں یوں، پکارے ہوئے سب کنیز
کہ اس مرد کو، ہم بنا دیں گے حیز[3]
اگر آوے اِس طرف کوئی موا
موئے کو کریں ہم، بوا، ادھ موا
جو آوے اِدھر کو، تو سب بانٹ لیں
مُوڈی کاٹنے کی ہم، مُوڈی کاٹ لیں
اگر آکے ہم پر، کرے کوئی چوٹ
ہم ہاتھوں سے لیں اس کی داڑھی کھسوٹ
اگر ہاتھ میں پڑ گئی اوس کی مونچھ
تو سگ کی طرح بھاگ جا، داب پونچھ

---

[1] نواب فیض اللہ خاں مرحوم کی منجھلی بیگم مراد ہیں۔

[2] در نسخہ ج یہ

[3] حیز بمعنی مخنث

خدا رکھے، بیگم کا قائم، سہاگ — موؤں کے مونہوں[1] پر اوبچیں گے آگ
کوئی سِل، کوئی سل کے بٹّھر کو لے — کوئی شمع داں کوئی گل گیر لے
کوئی دوڑی[2] کفگیر، کفچہ کو لے — کوئی ہاون اور کوئی دستے کو لے
سبھی مستعد ہو رہیں جنگ پر — سبھی اپنے ناموس اور ننگ پر
زنا زن پکاریں زنانے میں زن — زنا زن زنا زن زنا زن بزن
زمانہ کی، مردوں سے، جو رواں بھلیں — ضرورت پہ[3] ہوتی ہیں وہ دل چلیں
یہ عقدہ مجھے آج آیا ہے بن — کہ تھا آج کے واسطے نام زن
نمک خوار تھے سب[4]، نمک خوار کر — بچارہ دیا، یوں گرفتار کر
گُشندوں نے دیکھا جو یہ ماجرا — کسی طرح قابو نہ اُن کا پڑا
کہی جا کے نوّاب سے سرگزشت — کہ دریا قلیل آب از سرگزشت

بہوش آمدن نواب محمد علی خاں صاحب بہادر از بیہوشی پرسیدن احوال صاحبزادہ وطلبیدن بیگم صاحبہ نزد خود

چھپا دن کھُلا شب کے منہ کا نقاب — گیا قید میں رات کے آفتاب
جو زخمی کے کانوں میں پہنچا یہ غل — تو غفلت سے آنکھیں گئیں اوس کی کھل
کہا شور و غوغا یہ کیسا ہوا — کہ باہر لڑائی ہیں کوئی موا
کہا، اون کی ماؤں نے صدقے مرے — غلامی نوابی کی مسند چڑھے

---

[1] در نسخۂ ت مونہہ
[2] در نسخۂ ب ڈوئی
[3] در نسخۂ ج بہ
[4] در نسخۂ ج تھی

نہیں کوئی زخمی نہ کوئی موا — نوابی کی نوبت کا ڈنکا ہوا
کہا شکر الحمد للہ، کہو — اگر ہیں نہیں تو بھلا وہ رہو
نہ مسند پہ بیٹھے کوئی غیر آئے — سوا میرے اوس کے نہ اور کوئی کھائے[1]
یہ فرمایا بیگم اور احمد علی — مرے پاس آویں شتابی ابھی
حکم[2] دے غلامی کا، دے جلد تر — ہوتے[3] روبرو آکے مادر پسر
نظر بھر کے دونوں کا دیکھا جمال — کہا غم نہ کرنا نہ ہونا ملال
کہ آگے بھی بھائی نے بھائی کو مار — تو پایا ہے مسند کے اوپر قرار
زمانہ کی آگے سے ایسی ہے چال — خدائی کے اوس کے، یہی ہیں خیال
مقدر کی تقدیر کا یوں ہی شان — یقیں بات تو جان نے اے اجان[4]
معاقی وہ بات اوس کی اوس آن — کہ سمجھے اجاں اور نہ سمجھے اجاں
کہا تو خدا سے جزا لیجئے — پسر، بے پدر، پرورش کیجئے
تری زندگی طفل ہے اے اجاں — مری جان اس جان کو جان جاں
یہ سن کر لگیں رونے وہ زار زار — کیا سب کو رونے سے بے اعتبار
کہا تو تھا، دنیا میں بھاگ اور سہاگ — اگر تو نہ ہوگا، لگاؤں میں آگ
یہ تجھ سے و[5] مجھ سے تھا احمد علی — جیوں گی میں کس طرح سے جی جلی[6]

---

۱ نسخہ ج میں یہ مصرع اس طرح ہے: ع سوا میرے اوس کے نکوئی اسے کھائے
۲ حکم کا ک ساکن ہے اس کو متحرک باندھا ہے
۳ در نسخہ ب و ج ہوئی
۴ نواب محمد علی خاں کی زوجہ کا نام اجان بیگم تھا جو محب اللہ خاں پسر دوندے خاں کی بیٹی تھیں۔
۵ در نسخہ ج اور
۶ در نسخہ ب دل جلی

گئی رات روتے ہوئی زار زار | ہوئی صبح ماتم ٹھہری آشکار
ہوئی چودھویں روز مرّیخ کا | جگر کے کبابوں کا وہ سیخ تھا

آدم فرستادن نواب غلام محمد خاں بہادر نزد بیگم صاحبہ در طلب نواب محمد علی صاحب بہادر

غلامی کے حاضر ہوئے آ وکیل | کہی بیگماتوں سے یوں کر، دلیل
کہ نوّاب کے بھیجے آئے ہیں ہم | تو پیغام، اون کا سنو ایک دم
محمد علی خاں کی قسمت میں یوں | لکھی جو مقدر، سو مٹ جائے کیوں
نصیبوں میں میرے تھیں بدنامیاں | سو بدنام[1] ہوا میں مکاں در مکاں
مرا اور اب اون سے دعویٰ نہیں | رہیں اپنے گھر اور نہ جاویں کہیں
کریں عیش گھر میں اونہیں کا ہے سب | طلب اپنی لیوں سب عندالطلب[2]
ولیکن میں رکھوں گا چوکی مدام | کہ بدحرکتی کا نہ ہو اون سے کام
محمد علی خاں کو اب ہم کو دیو[3] | کہ زخموں کی تیماری تم سے نہ ہو
مرمت کریں ان کے زخموں کی ہم | تو فرصت خدا دے اونہیں دمبدم
دیا بیگماتوں نے، یوں کر، جواب | کہ باتیں تمہاری نہیں باصواب
محمد علی خاں کو ہرگز نہ دیں | جو لینے کو آوے اوسے کھائے لیں
غلامی کا ہم کو نہیں، اعتبار | کوئی شہر میں بھی نہیں غمگسار

۱ؔ ہُوا کی ہ خارج از تقطیع

۲ؔ عندالطلب کی بؔ خارج از تقطیع

۳ؔ دیو میں "یائے بطنی" قرار دی ہے۔

مگر سید حسن[1] شاہ ہیں شہر میں — ولی وقت کے ہیں، وے اس دہر میں
جو کچھ وے کہیں، ہم کریں، سب قبول — کہ ہیں گے وے، اولادِ آلِ رسول

قسم کردن نواب غلام محمد خان بہادر از میاں حسن شاہ و فرستادن میاں را نزد بیگم صاحبہ

غلامی پہ ظاہر ہوا ماجرا — میاں سید حسن[2] شاہ سے سب کہا
بولائے میاں سید حسن شاہ[3] زود — کہا، تم سے ہوگا، یہ عقدہ کشود
تم ہم[4] یہاں قول مضبوط کر — وہاں جا پیمبر[5] کو درمیان کر
غلامی نے جلدی سے قرآن منگائے — تو تعظیم کر کر، لیا، سر چڑھائے
میاں سید حسن[6] شاہ سے یوں کہا — تمہارے مرے درمیاں ہے خدا
خدا درمیاں اور خدا کا رسول — یہ قرآن شاہد، کیا، میں قبول
نہ خواہش مجھے ان کی اب[7] جان کی — قسم ہے، مجھے اپنے ایمان کی
میاں نے کہا سُن لے میرے بیاں[8] — تو بدعہد کو ہے نتیجہ یہاں

---

۱ سید کو سَیْد باندھا ہے اور حسن کی ح تقطیع سے خارج ہے۔
۲ ـــــ ایضاً ـــــ
۳ ـــــ ایضاً ـــــ
۴ ہم کی ہ خارج از تقطیع
۵ در نسخہ ب و ج پیغمبر
۶ سید کو سَیْد باندھا ہے اور حسن کی ح تقطیع سے خارج ہے۔
۷ در نسخہ ج کے
۸ در نسخہ ب و ج میاں۔

اور عقبیٰ[1] میں احوال پوچھے خدا | تو بد قول سے لیوے بدلہ خدا
قسم کھاؤ تم، ایک دو تین بار | یہ قرآن سر پہ ہے، تیغ آبدار[2]
مکرر سہ کرر جو کھائی قسم | اٹھا تب میاں کا مبارک قدم

قسم خوردن میاں حسن شاہ از بیگم صاحبہ وگرفتن

نواب محمد علی خاں بہادر از وشان

وہاں سے جو آئے سوئے بیگمات | مفصل کہی سب غلامی کی بات
دیا بیگماتوں نے یوں کر، جواب | کہ اے مرشد وقت، عالی جناب
جو کچھ تم کہو گے ہمیں سب قبول | کہ تم ہو گے، اولاد آل رسول
غلامی کے جی[3] میں، ہو سو کچھ کرے | مگر جان اوس کی سلامت رکھے
قسم، عہد و پیمان، کر روبرو | ہمیں[4] کے آگے رہو، سرخ رو
اگر کچھ بدی اس نے کی، اوس کے ساتھ | تمہارا گر میاں، ہمارا ہے ہاتھ
میاں نے قسم، عہد و پیماں کیا | محمد علی خاں کو اون سے لیا
غلامی نے جلدی سے بھیجے کہار | زنانے سے لادیں اسے کر سوار[5]
دیا اون کو گڑھ ہم ڈونگر پور[6] کا | تفاوت بھلا ہم سے، تک، دور کا

---

[1] عقبیٰ کا غ خارج از تقطیع

[2] یہ شعر نسخہ ب میں نہیں ہے۔

[3] در نسخہ ج دل

[4] در نسخہ ب وج پیغمبر

[5] در نسخہ ب ہم کہار

[6] نام مقام

پلنگ پر کہاروں نے تب باندھ بانس ‌ ‌ لیا جاں میں قول کے، اوس کو پھانس
پہر دن چڑھا تھا، اسے لے چلے ‌ ‌ سب افسوس میں تھے برے اور بھلے
اوٹھیں اوس کے پیچھے، زناں، سر زناں ‌ ‌ ہوا سخت ماتم، مکاں در مکاں
فلک نے جو دیکھا کہ ہوگا شہید ‌ ‌ ہَوا میں ہوا ایک بادل پدید
تو اس حال پر ابر گریاں ہوا ‌ ‌ فلک پر سے رحمت کا جھڑیاں ہوا[۱]
برہنہ بدن، بے وطن، تن ملول ‌ ‌ ہوا تس پہ، بارانِ رحمت نزول
چلے آئے سب، بھیگتے بھاگتے ‌ ‌ دے لے آئے سب، جھیکتے جھاکتے

رسیدن نواب محمد علی خاں صاحب بہادر در قلعہ ڈونگر پور و در احوال تکالیف اوشاں

بچارا تھا آیا بہ قید گراں ‌ ‌ جو کاؤس در قید مازندراں[۲]
زمانے کے بھائی کا کیا اعتماد ‌ ‌ کہ رستم کو ڈالیں کنویں میں شغاد
جو سب بھائیوں کی ہوئی چاہ میں ‌ ‌ دیا ڈال یوسف کے تئیں چاہ میں
جو گڑھ میں ہوئی جائے رنجور کی ‌ ‌ تو چو کی ہوئی حضرت نور کی
تو بڑھنے کی اوس کے سنو یوں دلیل ‌ ‌ دیا تھا محمد علی خاں نے فیل
رسالہ دیا اور دوشالہ اوسے ‌ ‌ مصاحب کیا اور سنبھالا اوسے
نتیجہ زمانے نے ایسا دیا ‌ ‌ خدا جانے کا ہے کا بدلا لیا
نہ اوس پاس چھوڑا کوئی آدمی ‌ ‌ کہ زخمی کی جا کر کرے خادمی

۱؎ در نسخہ ل جھڑیاں

۲؎ شاہنامہ فردوسی کا مصرع ہے۔

نہ اوس کی چلم پر دھرے کوئی آگ　　لگاتے پھریں آگ، جگنوں[1] سے آگ
چلم پر وہ آگ، اپنی آپ ہی دھرے　　جگر میرا اس سن کے جل جل مرے
یہ جل جل ہوا دل پہ پھپکا[2] کا زور　　الٰہی یہ پھپکے[3] تو جلدی سے پھوٹ
وہ کھانا نہ کھائے[4]، خوف سے زہر کے　　مخالف نظر آویں سب شہر کے
جو فاقے ہوئے ایک دو تین روز　　ہوا بھوک سے تب کلیجے پہ زور
جو آنتوں سے آنے لگی قل کی بانگ　　تو آٹا لیا اک[5] سپاہی سے مانگ
کیا گوند آٹے کو، یک قرص گرد　　کری آگ گردی کی جو گرد گرد
نہ تھا گرد آٹے کے اس وقت لون　　نہ کھایا کبھی اس کو اب کھائے کون
چبا پوست روئی کا پھر تف کیا　　اوس اوقات پر نعرۂ اف کیا
مصیبت، خرابی، پریشانیاں　　تکالیف، تصدیع، حیرانیاں
یہ سمجھا کہ وے مجھ کو ڈالیں گے مار　　نہ ہے جاگتا ڈر سے لیل و نہار
گئی بھوک اور پیاس اور اس کی خواب　　رہیں چشم وا اوس کی جوں آفتاب[6]
نہ مونس نہ غم خوار، کوئی نہ یار　　نہ دمساز کوئی، نہ کوئی[7] غم گسار
نہ محرم نہ ہم راز کوئی نہ دوست　　بدن رہ گیا استخواں اور پوست
مصیبت کروں اوس کی کیا کیا بیاں　　کہ اظہار بند ہوئے میری زباں

---

[1] در نسخہ ب جس کوں
[2] پھپکا یعنی پھپھو کا
[3] پھپکے یعنی پھپھو کے
[4] در نسخہ ب و ج کھائے
[5] در نسخہ ج یک
[6] در نسخہ ب ماہتاب
[7] کوئی کا تلفظ کوی کیا ہے بمعنی کوئی۔

مرے ہاتھ سے جائے کاغذ چھٹا ‌ ‌ ‌ قلم کا بھی جاتا ہے زہرہ پھٹا
خبر پہونچی دربار میں ناگزیر ‌ ‌ ‌ تدارک کرے دیکھئے کیا وزیر

رسیدن خبر قید و زخمی شدن نواب محمد علی خاں صاحب بہادر بہ نواب آصف الدولہ بہادر و فرستادن شقہ در طلب محمد علی خاں صاحب بہادر و احوال ہراس مردمان شہر رام پور

خبر پہونچی یوں جا کے اخبار میں ‌ ‌ ‌ وزیر الممالک کو دربار میں
سپہ اور غلامی نے کر کر دغا ‌ ‌ ‌ محمد علی خاں کو گھائل کیا
قسم، عہد و پیماں، کیا سب عدول[1] ‌ ‌ ‌ نہ مانا خدا اور خدا کا رسول
کیا قید، گڑھ میں، ڈونگر پور کے ‌ ‌ ‌ ہوئے حال، بے حال، مجبور کے
غلامی نے لی اوس کی پگڑی اوتار ‌ ‌ ‌ دھری اپنے سر پر، بنا، شہریار
گیا بیٹھ مسند پہ، نوبت، بجائے ‌ ‌ ‌ سپہ ہو گئی متفق، اوس کے آئے[2]
روہیلوں کے دل میں ہے کچھ کچھ خیال ‌ ‌ ‌ وہ خوشیوں کی ہینگی عجب کچھ مقال
یہ سب کر، وہ، نواب عالی مقام[3] ‌ ‌ ‌ لگا کرنے مجلس میں، یوں کر، کلام
کہ ہے قوم افغان، بہت بے شعور ‌ ‌ ‌ دغا باز مکار اور پر غرور

---

[1] عدول معنی روگردانی کرنا
[2] در نسخہ ج کی
[3] وزیر الممالک نواب آصف الدولہ والی اودھ۔

گیا اُٹھ جہاں سے جب ان کا پدر محمد علی اوس کی دستار دھر
گیا بیٹھ مسند پہ، وہ، جلد کار غلامی نے لی اوس کی پگڑی اتار
کسی کو بڑا اپنا جانیں نہیں وے خاوند اپنا پہچانیں نہیں
ذرا تھا محمد علی ہوش مند تو کر اوس کو زخمی رکھا گڑھ میں بند
اب اس کا بولانا یہاں ہے ضرور لکھا چاہیئے، اوس کو، آئے حضور
لکھ اب اوس کو شُقّہ شتابی بلاؤ نہ بندر کریں زخم، بندر کا گھاؤ
لکھا یوں، کہ بھیجو، یہاں جلد تر شفا دیویں، انگریز کے ڈاکٹر
وزیر الممالک کا شُقّہ چلا ہدف کی طرف جیسے توکا[1] چلا
چلا رام پور کی طرف ناگزیر کہ جیسے نشانے پہ آوے ہے تیر
چلا آیا وہ ڈاک میں روز و شب غلامی بجا لائے آداب سب
لکھا تھا کہ بھیجو یہاں پر ضرور محمد علی کو ہمارے حضور
یہ سُن کر گئے سب کے ہوش و حواس ہوا خوف، دہشت سے کھایا ہراس
جو باتوں سے کرتے تھے ناحق کو حق سُن کر دیئے اُون کے شُقّے نے شق

در احوال شہادت نواب محمد علی خاں صاحب بہادر مجبور

زمانہ کرے گر کسی کو شہید تو کوئی شمر ہوئے کوئی یزید
تو شُقّے کو سُن سب نے جرگا کیا غلامی کے تئیں گھیر زرگا[2] کیا
کوئی بولا، ہیگی مری بات یاد کہ رہنے میں اون کے اوٹھے گا فساد
کوئی بولا میں نے کہا اوس گھڑی کہ رہنے میں بھر بات ہو گی بڑی[3]

---

[1] توکا۔ تُکّا۔
[2] زرگا۔ نرغا
[3] در نسخہ ب بری

کوئی بولا، میں نے کہا کان میں — کہ فیصل کروں اون کو اسں آن میں
کوئی کچھ، کوئی کچھ کوئی کچھ کہے — نہ وہ بات جس میں بچارا بچے
یزیدوں نے مل، مشورہ پخت کر — مقرر کئے چار قاتل شمر[1]
اگر نام اون کا لکھا، میں قلم — رہے گا ہمیشہ کو اس میں رقم
اگرچہ تجھے آوتا ہے گا جوش — توئی[2] پردہ پوشی کر اے پردہ پوش
تو ہر شمر سے یوں کہیں سب یزید — اسی شب میں اون کو کرو، ناپدید
ہم عرضی[3] لکھیں صبح کو برملا — کہ غیرت کے مارے زہر کھا مرا
کیا اوس کو غیرت نے بے اختیار — مرا وہ تپنچہ کو، سینے میں مار
یہ سن کر چلے قتل کرنے کو ہاتے — قرابین سرکار کی لی، اوٹھائے
جو پہونچے وہاں جاگتا تھا وہ نر — نہ قابو پڑا، جب وہ آیا نظر
کہیں سگ بھی پڑتے سنے شیر پر — ادھر شب شغال اور اُدھر شیر نر
مقدر کا اس طور سے تھا خیال — کہ اس شیر کو توڑ ڈالیں شغال
قضا ہو گئی اوس کی آنکھوں میں خواب — دیا مرگ نے زندگی کو جواب
بہت جاگنے سے جو دل رُک گیا — وہ بیٹھا ہی تکیہ پہ ٹک جھک گیا
قرابین اوس پر کری، جا کے چوٹ — پلنگ کے تلے گر، ہوا لوٹ پوٹ
اور اللہ اکبر کا نعرہ کیا — رضا اور تسلیم پر جی دیا
قرابین چلتے گیا ہاتھ ہل — گئی چھیلتی اس کی بائیں بغل
جو دیکھا کہ یہ زخم نہیں کارگر — چڑھے اوس کی چھاتی پہ چاروں شمر
نہ آیا او نہیں کچھ خدا کا خطر — نکالے تھے دے جی گلا گھونٹ کر

---

[1] ان قاتلوں کے نام یہ ہیں (۱) اعلام نہ وہیلہ (۲) منسارام بکسریہ (۳) امین الدین کلال

[2] توئی ۔ توہی

[3] عرضی کا ع خارج از تقطیع

دوپٹا گلے ڈال، دی اس کو پیچ   کری زندگی، اس بیچارے کی، بیچ
ہماوس کی ارواح کا اوڑ چلا   قفس تن کا مٹھو نے خالی کیا،
شہادت کی اوس کو ملی جب فتوح   ملی جا کے مجلس میں شہدا کی روح
سہ شنبہ محرم کی اکیسویں   کہ مدفوں ہوا وہ بزیر زمیں
اماموں کا دن کیا مبارک ملا   سیوم[1] کو ہو زخمی دہم[2] کو مرا
شہادت اوسے اور ہوا اتنا خون   کہو انا للہ تا را جعون[3]

مرثیہ شہادت نواب محمد علی خاں صاحب بہادر مرحوم

فلک نے کیا کیا قہر ہائے رے   ڈبویا پٹھانوں کا گھر ہائے رے
وہ فیض اللہ خاں سب پٹھانوں کا شاہ   تیں مدفون کیا وہ بشر ہائے رے
تیں زخمی کیا تیغ خونخوار سے   محمد علی سا بشر ہائے رے
بھلا اس پہ تیری تسلی نہ تھی   شہادت کو بھیجا شمر ہائے رے
محمد علی کر دیا تیں شہید   اور احمد علی کا پدر ہائے رے
برس سات کا طفل، نادان، یتیم   وہ بیگم کا جان و جگر ہائے رے
وہ بیگم، جو بیغم تھی، اوس کا سہاگ   گیا سر سے سب سر بسر ہائے رے
معطل پڑا مال و اسباب سب   ہوا خاک، گنج اور گہر ہائے رے
تھکت ہو گئے سارے نواب خیل   گئی ٹوٹ سب کی کمر ہائے رے
قلم مت لکھ اب تیرا سینہ ہو چاک   ہے اس راہ، سب کا گزر ہائے رے
معظم تو لکھتا ہے سب ماجرا   سو ہوتا ہے آنسو سے تر ہائے رے

---

[1] محرم کی تیسری تاریخ
[2] محرم کی دسویں تاریخ
[3] یہ شعر نسخہ ب میں نہیں ہے۔

دربار نمودن نواب غلام محمد خاں بہادر و رسیدن خبر واقعہ

نواب محمد علی خاں بہادر بہ لکھنؤ

عزیز و فلک کا جو دن پھرا ۔۔۔ غلامی زمانہ پہ غالب پڑا
رہے اوس کا اقبال، حاضر حضور ۔۔۔ اور ادبار باہر پھرے، دُور دُور
ہوا اوس کے طالع کا اختر، بلند ۔۔۔ سپہ اور رعیت ہوئی بہرہ مند
کچہری کرے صُبح کو یہ ملا ۔۔۔ ہوا جا سب حاضر برا اور بھلا[۱]
جو مالک تھے اخبار اور ڈاک کے ۔۔۔ کہا اوس نے[۲] یوں کر کے، بیباک تھے
کہ شقہ کا جلدی لکھو تم جواب ۔۔۔ محمد علی خاں کو بھیجو شتاب
اگر بھیجنے میں ہے تاخیر اب ۔۔۔ وزیر الممالک کا آوے غضب
کہ ناگاہ کوئی ڈونگر پور سے ۔۔۔ چلا آیا وہ پٹیا دُور سے
کہ ہے ہے محمد علی، خام کار ۔۔۔ مرا دہ تپنچے کہ چھاتی میں مار
یہ سُن کر کے مجلس میں غوغا ہوا ۔۔۔ قیامت ہوئی، حشر برپا ہوا
یہ احوال سُن کر گئے سب دہل ۔۔۔ جو تھے، اُن کی باتوں کے، عالی محل
دو ہمشیر کے جب پڑی کان بیں ۔۔۔ قیامت تھی دونوں کے ایوان میں
لکھوں کیا میں اب اوس کی بیگم کا حال ۔۔۔ ہوئی زندگی اُوس کے اوپر وبال
رنڈاپے کے احوال میں اوس کا دِبر ۔۔۔ لگے سُن کے سینے میں ناوک کے تیر
پسر بے پدر اُوس کا احمد علی ۔۔۔ وہ گل ہوگیا جیسے مردہ کلی
وہ روتا تھا جس دم گلے لاگ لاگ ۔۔۔ تو لگتی تھی سینے میں ہر یک کے آگ

---

[۱] نسخۂ ب میں یہ مصرع اس طرح ہے "ہوا جا سب حاضر بھلا اور برا"

[۲] در نسخۂ ب، اُس نے۔

بیاں، اس کا چاہے کوئی کچھ لکھے — تمام عمر[1] تک رودتا ہی رہے
غلامی پہ ماتم تھا از حدِ بیش — کہ ہاں کردۂ خویش آمد بہ پیش
لگا کہنے یارو غضب کیا ہوا — نہ چاہے تھا، میں سو وہی کچھ ہوا
وزیر الممالک کا آوے عتاب — کرہم پاس پہنچا دو اس کو شتاب
شتابی سے سب مل کے محضر لکھو — خدا واسطے اوس پہ مہریں کرو

محضر نولیسانیدن نواب غلام محمد خاں از گواہی مردمانِ شہر و فرستادن بحضورِ وزیر الممالک

تو منشی نے محضر لکھا زود تر — کہ غیرت کے مارے گیا، آپ مر
ہوا زندگی سے وہ بے اعتبار — مرا وہ تپنچے کو چھاتی میں مار
کریں مہر محضر پہ باعقل و ہوش — جو حاضر تھے اس وقت ایماں فروش
پہ کے سپہ دار، چھوٹے بڑے — گواہی پہ جھوٹی ہوئے سب کھڑے
جو پہنچا وہ کاغذ سب علما[2] کے پاس — گواہی لکھی سب نے کھا کر ہراس
مشائخ ہوئے شہر کے سب گواہ — کری مہر قاضی نے 'ہے' واہ واہ
سبھی شہر کے ہو گئے شاہدی — ہمیشہ کو 'لی' اپنے سر پہ بدی
اب آیا زمانہ ہی تیرہ صدی — یہ منصب ہے تیرہ صدی کا بدی
کئی شخص نے مہر اپنی نہ کی — خدا نے سمجھ اُن کو اس طور دی
نہ کی مہر اس پہ حسن شاہ نے — کہ ضامن تھے وے ان کے درمیاں[3] میں

۱ھ عمر کا ع خارج از تقطیع۔
۲ھ علماء کا ع خارج از تقطیع۔
۳ھ درمیاں میں یائے لطنی قرار دی ہے۔

نصر اللہ خاں نے لکھا ایک حرف	وہ نواب عبد اللہ خاں کا خلف
زکی خان اکبر نے اُس پہ مُہر[۱]	کہ تھا حافظ الملک کا وہ پسر
اور اخون اکبر سب علما[۲] کے سر	انھوں نے نہ کی مہر محضر اوپر
نہ شاہد ہوئے ایک دو تین اور	انھوں نے بھی کی، اپنے دل بیچ غور[۳]
جو تیار محضر ہوا اس طرح	تو عرضی میں چاہا لکھا جس طرح
جو محضر یہاں سے روانہ ہوا	تو تشویش سے دل دیوانہ ہوا
کری مصلحت رات کو سب نے آئے	کہ نواب کا ایک بیٹا بھی جائے
شتابی سے حاضر ہو جا در حضور	صفائی کرے، سب کدورت ہو دور
مقرر ہوا یوں کہ فتح علی	روانہ ہوں جلدی، شتابی ابھی
حضوری میں نواب کی جا پڑیں	عذر[۴] اپنا تقصیر کا جا کریں
غلامی کے فرماؤنے سے چلے	سب اپنے رسالے کے تئیں ساتھ لے
بہادر خاں اپنے لیا ساتھ میں	اور اخونزادہ تو تھا ہاتھ میں
معظم لیا، خانساماں کا پور	لیا سید[۵] محمد[۶] کو ہمراہ ضرور
چلے پیچھے محضر کے، پر اضطراب	اور ادبار نے آ کے پکڑی رکاب

---

۱ مُہر کی ہ کو متحرک باندھا ہے۔

۲ علما کا ع خارج از تقطیع۔

۳ نسخۂ ب میں یہ مصرع اس طرح ہے۔

ع انھوں نے بھی کی اپنے جب دل میں غور

۴ عذر کے ذال کو متحرک باندھا ہے۔

۵ سید کو سَیِّد باندھا ہے۔

۶ محمد کی ح خارج از تقطیع۔

رسید محضر در بلدہ لکھنؤ و در احوال آں

جو محضر وہاں کے جا پہنچا حضور ‏ — ‏ سبھی مل کے کہنے لگے دُور دُور
پڑے باغ میں جا کے، فتح علی ‏ — ‏ نہ پوچھا کہ مولی ہے کس باغ کی
یہ سُن کر کہ نوّاب عالی جناب ‏ — ‏ دل اپنے میں کھانے لگا پیچ و تاب
غضب آگیا اس کو پھر جوش میں ‏ — ‏ اور قہر اس کا ہرگز نہ تھا ہوش میں
کیا حکم یوں کہہ کہ اے جھاؤ لال ‏ — ‏ سب اسباب جنگی کو باہر نکال
ذرا جنگ کی، میں بھی دیکھوں بہار ‏ — ‏ اور ان بندروں کا میں کھیلوں شکار
تو منشی نے شقوں میں لکھ مدعا ‏ — ‏ روانہ کیے جلد تر جا بجا
فرنگی کا کپتو جو تھا، کان پور ‏ — ‏ چلا جلد تر وہ یہ حکم حضور
چلا دوسرا فرخ آباد سے ‏ — ‏ سبک، تیز رو، جلد تر، باد سے
چلا رام پور کی طرف بیدرنگ ‏ — ‏ وہ سب صاحب انگریز، فوج فرنگ
ظفر جنگ بنگش چلا عزم کر ‏ — ‏ چلا فرخ آباد سے جلد تر
ہوا کوچ اٹاوہ[1] سے الماس کا ‏ — ‏ بڑی فوج لے، ساتھ میں، قاہرا
چلی رام پور کی طرف بے درنگ ‏ — ‏ کہ چلتا ہے جس طرح تیر و خدنگ
سپہ اور اوں کی جو تھی گرد پیش ‏ — ‏ مسلح رواں، جیسی عقرب کا نیش
یہاں لکھنؤ میں سے نکلیں جو توپ ‏ — ‏ خدا جانے کیدھر رہی تھیں الوپ

در احوال برآمدن توپخانہ نواب آصف الدولہ بہادر بسمت رام پور

چلی دھور دھانی چلی جم ڈکار ‏ — ‏ چلی ملک میدان اور فتح یار[2]

---

[1] یو۔پی کا ایک شہر

[2] در نسخۂ آ و ح فتح بار

وہ اجگر چلی اور چلی شہ پسند[۱] — چلی گرڈھ پتی اور چلی فتح مند
نہنگ[۲] اور ہوئی خیر پیکر رواں — کہ دیکھے سے شیروں کا نکلے رواں
کڑک[۳] بجلی اور کڑک بجلا[۴] — کڑکنے سے ہو رعد کو زلزلا
وہ سرجیو نام اوس کا نانک متا — کہ ہے حافظ الملک جس کا پتا[۵]
چلی گھن گرج اور سنگھار دل — کہ آواز سے جس کے دہلے جبل
فتح لشکر اور صف شکن، دل وپٹ — پہاڑ اوس کی آواز سے جائے پھٹ
وزیری جہانگیری اور حیدری — کہاں خصم کو اون سے ہو جاں بری
سلیمانی اور لچھر اور فتح باب — خلاصی میں خصم اون سے لاوے نہ تاب
غباری اور انگریزیاں[۶] بوالعجب — شتر نال، کرنال، ہت نال سب
پڑی دھوم جس دم چلی دھوم دھام — کہاں تک لکھوں اوس کی توپوں کے نام
وہ جس وقت سب توپ خانہ چلا — تو سرجیو مانگے تھی، تکبرا پلا
بہ نجی مسی اثر دہات آہنی — جو جاندار تھیں وہ منائے منی
جو توپوں کا پوچھو گے مجھ سے شمار — تو لشکر میں مجمع ہوئیں دو ہزار

برآمدن پیشں خیمہ و خبر اسباب جنگی

علم ہو قلم، کیا کرے ہے رقم — وزیر الممالک کا نکلا علم

۱؎ در نسخہ ا۔ خود پسند
۲؎ در نسخہ ب پھٹک
۳؎ کڑک بجلی = کڑک بجلی
۴؎ کڑک بجلا = کڑک بجلا
۵؎ غالباً یہ توپ حافظ الملک حافظ رحمت خاں کے زوال کے بعد لکھنؤ پہنچی ہوگی۔
۶؎ در نسخہ ب انگیزیاں

چلا پیش خیمہ بصد عزّ و شاں | تو جھک جھک کے دیکھے اسے آسماں
چلا سب سلح خانۂ رستمین | جو ٹنا[1] توپ خانہ، تو دہلے زمین
چلے کھیلتے فیل اس کے پٹا | کہ جنبش میں ہو برق پیچھے گھٹا
جو دیکھو، وہاں بیٹھ فیلوں کی راہ | تو جس طرح آوے ہے آندھی سیاہ
جلیبی چلا اس کا بانا نہ سب | جواہر بھرے جس میں مینا عجب
چلا حیدری گنج اور فتح گنج | وزیری، رکابی میں زر کے تھے گنج

در احوال سواری جناب عالی نواب وزیر الممالک بہادر و عزیزان حضوری

سوار ہو چلا وہ جی جلدی سے آپ | سواری کی ہونے لگی آپ دھاپ
چڑھا اپنے ہاتھی پہ وہ جلد آ | وہ شب رنگ ہاتھی شب قدر تھا
چلا پودنے کی طرف شاہباز | کیے اس نے کوؤں پہ بازو دراز
چلا ہے یہ شہباز سرخاب پر[2] | یہ شاہین جھاڑے ہے بزّونیہ پر
چکارے کے اوپر چلا ہے پلنگ | چلا ایک جھینگے کے اوپر نہنگ
جو پلٹن وہاں اردلی کی تھیں سات | بڑی جانتی تھیں لڑائی کی گھات
چلی شیر پلٹن قرابیں چڑھی | وزیری چڑھی اور سنگیں چڑھی
نجیبوں کی پلٹن نہایت عجیب | تلنگوں کی پلٹن بغایت غریب
چلے فوج کے ساتھ سب فوجدار | کہ دو پلٹنیں ان کی تھیں شعلہ وار
ہنومان[3] کپتان، ہر بار[4] سنگھ | دوولم[5] اور بھوانی و ہر تار سنگھ

---

[1] جوتنا = جُتنا۔

[2] نسخۂ ب میں یہ مصرع اس طرح ہے: چلا ہے یہ شہباز سرخاک پر

[3] در نسخۂ ب ہندو سنگھ

[4] در نسخۂ ب ہر بار سنگھ

[5] در نسخۂ ب: دویم

چلے فوج میں خلف سالار جنگ[۱] ——— وہ اکبر وہ قاسم علی بیدرنگ
مہاراج ادھیراج راجہ ٹکیٹ[۲] ——— سوار ہو چلے وہ بر اسپ کمیت
چلا عبدرحمان قندھاریا ——— رسالہ سواروں کا ہمرہ لیا
شرف دین خاں بھی چلا میرزا ——— لڑائی کا وہ چاکھنے کو مزا
چلی راجہ جھاؤ کی سب فوج بن ——— چلے سب جماعت سے مرزا حسن
بڑے مرزا گھوڑا کوداتے[۳] چلے ——— زمیں سوؤنی کو جگاتے چلے
چلے مرزا حیدر کے فرزند ساتھ ——— چلے مرزا بھورا بھی قبضہ بہ ہاتھ
چلے راؤ بھولا مہاراج ہلاس[۴] ——— وہ بخشی تھے اور سب خزانہ تھا پاس
میاں ہنڈھو داروغہ جیب خاص ——— مسلح چلے اور چلے سب خواص
کہاں تک لکھوں میں امیروں[۵] کا نام ——— مجھے تو بہت اور آگے ہے کام
جو تکیہ تھا نزدیک اور باؤلی ——— علم نے علم ہو وہاں باؤلی
ہوا داں پہ عالی مکاں کا مقام ——— سلامی ہوئی اور کیا جا سلام
چلے ہو کے لاچار فتح علی ——— نہ دربار میں بات اون کی چلی
جو لشکر تھا بر تکیہ بودلے ——— ہلا باؤلا ہو کے بر باؤلے
الکھا اپنے بھائی کو یہ ماجرا ——— کہ اون سے نہ ہوگے تم عہدہ[۶] برآ
اگر تاب چاہو مقابل رہو ——— وگرنہ تم اپنا ٹھکانا کرو

۱؎ مرزا محمد علی سالار جنگ ابن موتمن الدولہ اسحاق خاں نواب آصف الدولہ کے ماموں تھے ۱۲۰۱ھ میں فوت ہوئے (تاریخ اودھ جلد سوم صفحہ ۱۸۴)

۲؎ در نسخۂ ب راجا ڈکیٹ

۳؎ کوداتے = کدّاتے

۴؎ ہلاس کی ہ وزن سے ساقط ہے

۵؎ یہ اودھ کے امراء و حکام اعلیٰ کے نام دیئے ہیں۔

۶؎ عہدہ کا ع خارج از تقطیع

خبردار، ہشیار، بیدار ہو — مرے بھائی چوکس ہو، تیار ہو
جو فتوے کا کاغذ وہ آیا یہاں — ہوا ماجرا سب کے اوپر عیاں
قلم کیا لکھے ہے تو یہ ماجرا — وہاں رام پور میں پڑا زلزلا

در احوال اجرا قلم نواب غلام محمد خاں بہادر و تہلکہ رام پور

بہار آخر ہوئے[1] اب خزاں کی ہے دھوم — تو غوغا کریں باغ میں زاغ و بوم
خزاں جب کرے باغ کا برگ ریز — کرے زاغ بھی اپنی منقار تیز
روہیلوں نے کی اپنی تلوار تیز — قضا نے لکھا اوس پہ حرف گریز
دھری اپنی تلوار پہ خوب باڑ — قدر نے لکھا میں دکھاؤں پہاڑ[2]
وہ کاغذ وہاں سے جو آیا یہاں — پڑی کھلبلی تب مکاں در مکاں
جو جاندار تھے اپنی جان لے چلے — غریبوں کو آنے لگے زلزلے
تہلکا ہوا شہر میں بے شمار — تو زردار ہونے لگے بے قرار

نگاہداشت فوج

غلام محمد، وہ عالی تبار — بڑا مرد دانا، بہت ہوشیار
شتابی سے کی اوس نے جاری قلم — کہ جیسے ہے جاری ہماری قلم
وہ نائی دھوبی گھس کھدے اور کمہار — تمولی و تیلی، بڑھئی اور لوہار
رفوگر، چکن دوز، خوگیر دوز — دوکانوں میں مارے تھے، بیٹھے، جوگوز
قصائی د کوبخڑے و موچی، چمار — جمعدار کے سب ہوئے یار غار

---

[1] ہو کی ہ خارج از تقطیع
[2] در نسخۂ ب بہار

گھیرے وسائیس وہیزم فروش — نہ کھورپی[1] وکھورپہ[2]، کوہاری[3] کا ہوش
وہ بھٹیارے باورچی اور نان پز — ٹنکتی تھی بندوق، ہاتھوں میں گز
خوش حالا[4] پتنگا کی دیکھو جو چال — سُریں لیتیں باہر کو، کون دی نکال
ملوکا، ملی کا بھی سینہ نکال — چلیں جیسے لقا کبوتر کی چال
کمر چھوڑ چوتڑ کو باندھے تھے وے — مبادا کوئی پیچھے سے مار لے
نہ کی دل میں ششش پنج اور سات پانچ — شرح کر دی ششش پنج اور سات پانچ
اگر اوس پہ کرتا کوئی ہفت ہشت — تو کہتا تھا نواب بھی ہفت ہشت
جو لولے تھے لنگڑے تھے اور کور کر — پھریں اس طرح جیسے چھتے کی یہ

درا احوال خاص افغانان رام پور

وے بانکے طرحدار افغان بچے — پھریں سورماں دوران سے بچے
وے خمدار تیغیں دھری اون پہ باڑھ — نہ قاتل کی ابرو سے کم گھاٹ، باڑھ
وے کجدار پٹھے، بنے، لٹ پٹے — وے لیں بیچ میں جنگ کو اب پٹے
کٹیلے بہت کھٹکھٹے سورماں — لڑائی میں موت اون سے مانگے اماں
کہے تھے وے ہر ایک، ہر ایک دم — کہ ماریں گے ماریں گے ماریں گے ہم

تجویز مکان وسوال وجواب سپاہ

تو نواب نے دیکھ کر یہ بیان — خیال اپنے دل میں کیا، یوں نہاں

۱ے کھورپی = کھُرپی
۲ے کھورپہ = کھُرپا
۳ے کوہاری = کلہاڑی
۴ے خوش حالا کی ح خارج از تقطیع

کہ اول مکاں کیجیے برپہاڑ — کوئی قلب گھاٹی و دھانگ استوار
رہیں واں قبائل بحفظ و اماں — ضرورت ہیں ہم بھی، وہاں ہوں نہاں
کسی سے یہ احوال ظاہر کیا — اور اس نے بھی ظاہر، یہ باہر کیا
روہیلوں نے دریافت کر ماجرا — تو آپس میں یوں سب نے جرگا کیا
یہ جس وقت نکلے اسے لوٹ لو — اسے لوٹ لو اور بہت کوٹ لو
یہ بلوہ کر آئے جو دربار میں — قلعے[3] میں، حویلی میں، بازار میں
کہ ناگاہ نجو خاں آیا چلا — تو بازار میں، اون کے تئیں وہ ملا[4]
دیا پالکی سے تلے اوس کو ڈال — کیا اوس کا لاتوں سے تن پائمال
کہ ماریں گے ہم اور مریں گے بھی ہم — تمھارا بھلا کیوں، نکلتا ہے دم
عمر خاں نے باخشت بازی[5] کری — یہ ہم کو دکھاتا ہے بازی گری
کہ بھاگے ہے یہ اور بھگاتا ہے یہ — لگا دے ہے یہ اور بجھاتا ہے یہ
پھر آئے وہاں سے جو نواب پاس — کہا بھاگتا کیوں ہے اے بے حواس
ترے آگے ماریں مریں اور لڑیں — تو میدان میں دیکھ، کیا کیا کریں
کہا سب سے نواب نے، اے سپاہ — لڑائی کی اب اس طرح سے ہے راہ
قبائل کو رکھیں یہاں سے جو، دور — تو پیچھے اوٹھاویں یہاں ہم فتور[6]
روہیلوں نے ان کو دیا یوں جواب — کہ نامردی ہے ختم تجھ پہ نواب

۱؎ فارسی ترکیب "بر پہاڑ" استعمال کی ہے۔

۲؎ درنسخہ ج وہاں

۳؎ قلعے کا ع خارج از تقطیع

۴؎ چلا اور ملا ہم قافیہ استعمال کیا ہے۔

۵؎ درنسخہ ا "جت بازی" درنسخہ "ب" خشت باری"

۶؎ درنسخہ ب و ج فطور

پٹھانوں کو آویں گی بدنامیاں | کہ سب چھوڑ بھاگے ہیں اپنا مکان
لڑائی ہوئی اور نہ کوئی مرا | زنانوں نے گھر اپنا خالی کرا[1]
کہا اون سے نواب نے تب تو یوں | تمھارے بھروسے، میں کیونکر لڑوں
کیا تم نے حافظ سے ایسا[2] سلوک | کہ سب ملک میں منہ پر دیتے ہیں تھوک
مرہٹہ جو آوے تو سوجھے پہاڑ | کہیں پشم تم نے نہ ڈالے[3] اوپاڑ
لڑائی سے بھاگو گے تم سب شتاب | تمھاری یہاں جورواں ہوں خراب
سبھوں نے دیا اون کو، یوں کر، جواب | زنانہ نہ ملا، ہم سبھوں کو نواب
لڑیں گے وزیر اور فرنگی سے ہم | کھڑا رہ اے نامرد، تو ایک دم
اگر تو یہاں سے، جو نکلا، چھپا | تو تو باپ، اور ہم ہیں تیرے بچا
جو نکلے گا سب تجھ کو لوٹیں گے ہم | تو لوٹیں گے اور خواب کوٹیں گے ہم
غلامی نے دریافت کر ماجرا | تسلی کری اور سبھوں سے کہا
اشرفی کے چھتے، نہ زر کی کمی | مگر دیکھنا، سب کی ہے مردمی
مقرر ہوئی سب کی باتوں سے جنگ | لگیں ہونے تیاریاں بے درنگ
تھیں نواب کے کارخانے میں توپ | عدد سیزدہ، سب بنی تھیں الوپ
دیا تخت پر جلد اون کو چڑھائے | ڈونگر پور لائے اگاڑے بدھائے
شتر نال چالیس تھیں ان کے پاس | بس اتنا ہی تھا جنگ کا سب اساس
جو کوٹھا تھا نواب کے عہد کا | کہ بارود شیشہ سے تھا سب بھرا
جو گھر کے تھے بندوقچی توپچی | وہ بارود، سب اون کو تقسیم کی

۱؎ در نسخۂ ب کیا۔

۲؎ در نسخۂ ب وج ولیا۔

۳؎ نسخۂ ب یہ مصرع اس طرح ہے:

ع کہیں پشم تم نے نہ ڈالی اکھاڑ

سپہ کو دیے سب کر دیا بندوبست | پھریں جیسے دارو پئے کوئی مست
یہ فرمایا بخشی کشن چند کو | کہ تیار کر، فوج کے بند کو
میں یوں صبح کر فوج کا امتحاں | کہ کس طرح کے ہیں گے جنگی جواں
مراد اور غوثو وغیرہ نقیب | سب حاضر[1] ہوئے آ بحکم منیب
منادی کہی شہر میں کو بکو | مسلح ہو، نکلیں، جواں صبح کو
محلوں سے نکلے، محمد کی فوج | شکوہ اور تجمل کا تھا سر پہ اوج
مفصل لکھوں اس کا گر دبدبا | تجمل کا ہو ایک دفتر جدا
پڑھی فاتحہ جا کے نواب کی | تو صاحب ولایت کی زیارت[2] کری
جو دیکھا وہاں فوج کا سب ہجوم | تو سمجھا کہ یہ فوج ڈالے گی دھوم
تجمّل، تجمّل سے گھر کو چلا | بھلا اور برا سب نظر میں کیا
کیا اپنے قلعے کو رونق پذیر | وہ دیوان خانہ تھا مثل سریر
تو مسند کو بیٹھ اوس نے روشن کیا | تو دربار بھی اس نے گلشن کیا

ساعت برآوردن نجومی بحضور نواب صاحب بہادر غلام محمد خاں برائے جنگ از روئے تقویم

نجومی بھی دربار میں کر سلام | لگا کرنے نواب سے یوں کلام
کہ اب ان دنوں میں تو ہے فتح یاب | مقابل میں دشمن نہ لاوے گا تاب
مجھے ہے گا معلوم تقویم سے | کہ دشمن مقابل نہ ہو بیم سے
ستارہ ہے طالع کا تیرے بلند | بہت سعد اکبر ہے اور فتح مند

۱؎ حاضر کی ح خارج از تقطیع

۲؎ زیارت میں ی کو یائے بطنی قرار دیا ہے۔

سبھوں نے سنا یہ جواب و سوال — لگے کہنے پنڈت تو ساعت نکال
قسم ہے گی پنڈت تجھے گنگ کی — تو ساعت دے جلدی سے اس جنگ کی
تو نواب نے بھی اشارت کری — مصر جیو[1] نے جلدی سے ساعت لکھی[2]
کہ چوبیسویں از ربیع نخست[3] — دن اتوار کا ہے بہت سا درست
چندرماں سنمکھ تمہارے پڑا — دساسول[4] ہے پیٹھ اوپر کھڑا
ہے بائیں طرف جوگنی خوب جیت — پڑا راہو[5] بھی اپنے گھر میں درست
نچھتر بھی جنگی ہے اور فتح یاب — کرا دے گا یہ کام تم سے شتاب
غلامی کو ساعت جو پنڈت نے دی — نہ سمجھا کہ ہے بارھویں مشتری
لڑا دے بھگا دے کرا دے گی قید — ڈرا دے بھگا دے کرے نا امید
یہ تیراسی دن اس کے گردش میں ہیں — پھر آگے کے آگے جو پنڈت کہیں
معظم نہ کہہ غیب کی ہے یہ بات — وہی جانے سب حق تعالیٰ کی ذات
مہینا تھا کاتک، کیا ہیں شمار — دیوالی کے دن رہ گئے پانچ چار
ہوئی سب پٹھانوں کی تیاریاں — پھریں مارتے گھر میں کل کاریاں[6]
کیا رام پور سید خاں کے سپرد — کہ وہ صاف کرتے رہے دور درد[7]
ہزار آدمی کا رسالہ دیا — تو مسند نشین نائب اپنا کیا

۱؎ جیو میں یائے لطنی قرار دی ہے۔
۲؎ نسخہ ب میں یہ مصرع اس طرح ہے: مصر جیو نے جلدی سے اس جنگ کی۔
۳؎ ربیع نخست = ربیع الاول۔
۴؎ در نسخہ ب و ج دساسوس
۵؎ در نسخہ ب راؤ۔
۶؎ در نسخہ ب گل کاریاں۔
۷؎ در نسخہ ب و ج دورہ۔

دن اتوار کا آیا چوبیسویں　　تو نواب کی آ سواری جمیں

دراحوال سواری نواب غلام محمد خاں بہادر

قلم کیا لکھے ہے تو اے بے خبر　　سواری پہ نوّاب کی کر نظر
چل اب کاغذی خنگ پر ہو سوار　　رواں ہو کے لکھ دے کہ اللہ یار
ہر آنکس غلام محمد بود　　فلک با غلامش غلامی کند
غلامی ہوا فیل پر جب سوار　　لگے مل کے کہنے سب اللہ یار
مدد سب بزرگوں سے مانگی نہاں　　پڑھی فاتحہ تب مکاں در مکاں[۱]
جو فیلے و شترے لگے باجنے　　سواری کی نوبت لگی سا جنے[۲]
سواری چلی شہ کی نوشہ کی چال　　جلوس اور تجمل عجب کچھ جمال
یہ ہاتھی سے لڑنے کو مینڈھا چلا　　وہ گینڈا یہ ٹکر کو سینڈھا[۳] چلا
کرے شیر سے اوجھڑیں[۴] یہ غزال　　اس آہو کی کچھ شیر کی سی ہے چال
یہ سرخاب ہوگا بہت تیز پر　　کرے چوٹ جا کر یہ شہباز پر
کرے گا یہ طاؤس جرّے پہ چوٹ　　یہ دراج باشّے[۵] کو لے لوٹ پوٹ
دھنسے توپ بیں جا یہ تیر و خدنگ　　نہ کر ڈالے گل شمع کو یہ پتنگ
جو بزوں نے پکڑا ہجوم ایک جا　　پڑے کوّے شاہین سے دغدغہ

---

[۱] نسخۂ ب میں یہ شعر دو شعروں سے پہلے ہے۔
[۲] در نسخۂ آ گاجنے و در نسخۂ ب باجنے۔
[۳] در نسخۂ آ مینڈھا۔
[۴] در نسخۂ آ و ب اوجڑیں۔
[۵] در نسخۂ ب ناشی۔

جو ہے سارے کوؤں کا ایسا ہجوم — تو اس باز کو وہ بنادیں[1] گے بوم
ولایت کے افغاں چلے سب سنبھل — چلے جیسے لنکا پہ بندر کا دل
چلے اوس کے ہمراہ اوس کے امیر — کہ دیکھیں گے ہے کس طرح کا وزیر
عزیز القدر ہو چلے سب سوار — وے سب شیر نر سورماں مردکار
وے نوخیز افغاں بچے، کھٹکھٹے[2] — نوکیلے سجیلے رنگیلے بنے
جو کرتے تھے کٹرکیت کرکیتیاں — تو کرتے تھے بانیٹ بانیٹیاں
پیٹی کریں فوج کے سب پٹیت — بکیتی کریں فوج میں سب بکیت
اگر فوج کی جاکے دیکھو بہار — نہ سرعت نظر کو نہ اون کو قرار
کوئی نیزے اپنے کو تولے بزور — کوئی کھینچ شمشیر کرتا تھا زور
کوئی اپنا گھوڑا کوداتے[3] چلے — کوئی آئے لیتے گراتے چلے
کوئی دے کے کادا دکھاویں[4] جھپٹ — کوئی پوئیاں کر کے جاویں[5] ڈپٹ[6]
کوئی غول میں جاکے ہو غٹ پٹ — کوئی نیچے کرتے رہیں سٹ پٹ
وے چلتہ زرہ بکتریں بے شمار — جھلم، خود، کلغی[7] سے سر پہ بہار
پیادوں کو دیکھو، روہیلوں کے غول — تو دہشت سے بھاگے بیاباں کے غول

---

۱ در نسخہ آ و ب بنائیں گے۔
۲ در نسخہ کٹکھنے۔
۳ کوداتے۔ کداتے۔
۴ در نسخہ س دکھاوے۔
۵ در نسخہ س جاوے۔
۶ در نسخہ ب وس جھپٹ۔
۷ در نسخہ ب کلغے۔

بجاتے چلے سینکڑوں دف وہاں — پڑھیں چار بیت اور جنگی بیاں
سرودی[1] بجاتے تھے ہر سو سرود — روہیلے پڑیں ہر طرف کود کود
برہنہ لیے اپنے ہاتھوں میں تیغ — چلے ناچتے، کودتے، بے دریغ
جوانوں کے دل میں اوٹھیں یوں امنگ — پڑیں شمع پر جس طرح سے پتنگ
کوئی دانت اپنے کو چابے بزور — کوئی چیخ مارے، کرے کوئی شور
ہر ایک اپنے جامے میں تھا سورما — تو بیشک یقین جان اور بگیاں

در احوال مقام موضع ملک و در آنجا شب باش شدن

ملک[2] میں کیا آکے اوس دن مقام — پرا باندھ سب نے کیا جا سلام
خبر پہونچی، یوں کر، خبردار سے — کہ آیا فرنگی بھی یلغار[5] سے
جو تھا فرخ آباد[3] اور کان پور[4] — وہ لڑنے کو آیا بحکم حضور
بریلی کے وہ متصل آپڑا — رہی[6] رات کو چور پہرا کھڑا
یوں فرمایا جا کھود لو مورچال — خدا کی خدائی کا دیکھو[7] خیال
تو اس طور سے وہاں کھدے[8] مورچے — رہیں توپ کی ضرب سے سب بچے

---

۱ در نسخہ ب وس سرودے۔
۲ مقام کا نام ہے۔
۳ — ایضاً —
۴ — ایضاً —
۵ در نسخہ ا کے
۶ در نسخہ ب وس رہے
۷ در نسخہ ب رکھو
۸ در نسخہ ب کھودے

یہ فرمایا لشکر کے سارے نشاں　　سحر کو جمع ہو کے آویں یہاں
سحر کو جو دیکھے وہ عالی دماغ　　بپا ہو گیا ایک جنگل میں باغ
نظر سے سبھوں کو لیا اس نے جانچ　　دیے فی روپیے انہیں پانچ پانچ
کہا ہمتوں سے شجاعت کی آن　　فرنگی کی توپوں پہ گاڑ دو نشاں
تلنگے کا سر، لاوے، کوئی اگر　　تو پچیس دوں، روپے فی نفر
جو گورے کا سر لاوے میرے حضور　　تو سو دوں اوسے روپیے بالفرور
جو صاحب کا سر[1]، پانسو اوس کا مول　　اوسی وقت دوں ہاتھ میں نقد کھول
پڑی بات یہ شیر شیروں کے گوش　　شجاعت لگی مارنے وہاں پہ جوش
کشن چند اور جے کشن، جے گوپال　　کہ رکھتے تھے بخشی گری میں کمال
یہ فرمایا جلدی سے بتلاؤ اب　　کہ کتنی ہوئی آج تک فوج سب
جو چہروں کی اوس نے سب وا گرفت　　کہا فوج ہے بست ہزار[3] اور ہفت
کہا جلد بخشی برآورد[2] کر　　کہ یک ماہ دوں[4] فوج کو پیشتر
اشرفی کا ایک ماہ دوں سب کو آج　　تو اللہ دے کل ہی[5] مجھ کو راج
محاسب نے جلدی حساب اون کا کر　　کہا اون سے مہریں ہوئیں اس قدر
برآورد لی ہاتھ میں کی نظر　　کری مہر، مہروں کے[6] اس بند پہ
جو مہروں کی بدری کا مہرا لیا　　تو مہروں سے لشکر کو پر کر دیا

---

١ انگریزی فوج کے جرنیل۔
٢ برآورد۔ Pay Roll
٣ ہزار کی ہ خارج از تقطیع
٤ ایک ماہ کی پیشگی تنخواہ
٥ درنسخہ ب دس کلہ
٦ درنسخہ ب دج کی

اشرفی سے بازار گلزار تھا　　گل اشرفی کا گویا زار تھا

نامہ فرستادن نواب غلام محمد خاں بہادر بہ جرنیل و کرنیل[۱]

لکھا یہاں سے کرنیل و جرنیل کو　　کہ حاضر ہیں ہم آپ کے روبرو
جناب[۲] عالی کے ہم گنہ گار ہیں　　سراپا سزا کے سزاوار ہیں
میں ذرہ ذرا سا ہوں وے آفتاب　　تو ذرہ، ضیا خور سے ہے نوریاب
وے تشنہ کے حق میں ہیں آب زلال　　وے بے حال کو دم میں کردیں نہال
مسیحا صفت تم بھی رکھتے ہو دم　　تو بیمار تم پاس آتے ہیں ہم
ہماری کراؤ خطا تم معاف　　دلاآنہ لکھ بھیجو تم ہم کو صاف
جواب ہم[۳] کو نامہ کا بھیجو شتاب　　کہ ہو جس کے پڑھنے سے دور اضطراب[۴]

جواب نامہ از طرف انگریزاں

دیا ان کو انگریز نے یوں، جواب　　غلامی نہ کر اس طرح اضطراب
وزیر الممالک جو آویں یہاں　　مفصل کریں عرض سارا بیاں
کرادیں گے تقصیر تیری معاف　　کدورت کو دل سے کریں اون کے صاف
بحال ہم[۵] کرادیں تمہارا محال　　سب آسان ہو جو کچھ ہے تم پر محال
سروپا و خلعت، جو امداد ہو　　خوشی سے گھر اپنے میں آباد ہو

۱؎ یہ خط انگریزوں کے جرنیل و کرنیل کو لکھا گیا ہے یہاں جنرل ابر کرمبی مراد ہے۔
۲؎ ع خارج از تقطیع۔
۳؎ ہم کی ۃ خارج از تقطیع
۴؎ در نسخہ ب وس آفتاب
۵؎ ہم کی ۃ خارج از تقطیع

وہ نوّاب مرحوم کا ہے جو مال ۔۔۔ کرو اوس کو ارسال، گھر سے نکال
یہ ضبطی ہے سب حق سرکار کا ۔۔۔ سوا اوس کے، مالک تو گھر بار کا
دھنونرہ[1] سے باہر نہ رکھیے قدم ۔۔۔ وہاں ہیں[2] کھڑا رکھ تو اپنا علم
قدم حد سے باہر نہ رکھنا تو آج ۔۔۔ اے بیمار تیرا یہی ہے علاج

جواب آمدن نامہ

جو نامہ کو لایا یہاں نامہ ور[3] ۔۔۔ تو نامہ کو پڑھنے لگا نامور
کہا سب سے نوّاب نے اے سپاہ ۔۔۔ ہم اس اپنی جاگیر کے ہیں گے شاہ
نہ رکھنا دھنورے سے باہر قدم ۔۔۔ یہاں ہیں[4] کریں حق تعالیٰ کرم
روہیلوں نے سن کر کے نامہ کا نام ۔۔۔ تو دریافت کر اوس کے مضمون تمام
دیا سب مشیروں نے، یوں کر جواب ۔۔۔ فرنگی کے ہاتھوں پہ بھولا نواب
لڑائی میں حافظ کی کر توڑ چھوڑ ۔۔۔ دغا سے سبھوں کو لیا توڑ چھوڑ
فرنگی کے فرہنگ، مغلوں کے پیچ ۔۔۔ کریں ایک دم میں روہیلوں کو ہیچ
وزیر آملے پر، بہت ہو ہجوم ۔۔۔ تو فولاد ہو، جو ہے اس وقت موم
سحر کو یہاں سے کریں کوچ آپ ۔۔۔ کریں کوچ آ کر، چڑھے اون کو تاپ[5]
جو سب کی ہوئی اس طرح سے[6] صلاح ۔۔۔ کیا کوچ سب نے کہ ہو گی فلاح

---

[1] ایک مقام کا نام
[2] در نسخہ ب و ج ہن، پنجابی و کشمیری میں "ہن" بمعنی ابھی۔
[3] نامہ در = نامہ آور
[4] ہیں = ہی
[5] در نسخہ ب و س تاب
[6] در نسخہ ب طرح پہ

دراحوال صاجزادہ نظام علی خاں

خلف نامور، نام جس کا نظام
خرد سے بنا جس کا جُثہ تمام

اوٹھا اس طرح، اوس کے دل میں خیال
کہ خاوند[۱] سے جنگ جی کا وبال

نمک کھایے اوس سے لڑیے بھلا
قیامت کے دن کیونکہ چھوٹے گلا

روہیلہ سب اوس کا نمک خوار ہے
ولیکن یہ اوس کا نمک خوار ہے

بڑا بھائی میرا بھی دربار میں
میں کیوں کر گروں دیکھ کر غار میں[۲]

جو احوال اسس کا سو میرا، وہاں
وہاں وہ رہے کیوں رہوں میں یہاں

کہا اوس نے میرا میانہ نکال
لیا ہاتھ پہ ایک باشا ٹھال

نہ سمجھے کوئی سر پہ دھر لی کلاہ
وہاں سے لیے جلد شاہی[۳] کی راہ

چلا سمت کو کوہ کے ہو سوار
کیا اوس نے حیلہ کہ کھیلوں شکار

بریلی میں داخل ہوا جس گھڑی
فرنگی کو پہونچی خبر یہ بڑی

بہت اون کی تعظیم و توقیر کی
کہا، ایک صف جنگ ہم جیت لی

غلامی کو پہونچی خبر ناگہاں
لگا پوچھنے یہاں نظامی کہاں

گیا صید کو وہ، ہوا آپ صید
اسی طور اوٹھ جاویں سب عمرو زید

ملاقی شدن یک کس نامہ بر افغان

سحر کو عجب ایک گل کھل گیا
روہیلوں کو ایک آدمی مل گیا

پکڑ لائے نواب کے، اوس کو، پاس
کیا مارے لاتوں کے، وہ بے حواس

---

۱ خاوند بمعنی آقا۔

۲ نسخہ ب میں یہ شعر نہیں ہے۔

۳ ایک مقام کا نام ہے۔

کمر میں خط اوس کے جو نکلے نہاں   خوانین، لشکر کے تھے سب عیاں
لکھا تھا فرنگی کو تو آئے لڑ   رہیں گے یہاں ہم کنارہ پکڑ
جو[۱] تھے سب کے سردار شیر زماں[۲]   الہٰی اماں الاماں الاماں
روہیلوں نے ڈیرا لیا اون کا لوٹ   گئے بھاگ بیٹا، لیا خوب کوٹ
ہوا اون کا فرزند زخمی وہاں   خدا جانے کیدھر ہوئے وے نہاں
تو نواب نے دیکھ یہ ماجرا   کیا ہم نہ ہوں اون سے عہدہ برآ
تو یوں کہہ دیا سب کو قسمیں دلائے   رہے، سو رہے اور جاتے، سو جائے
سنیچر کا دن تیسویں سلخ ماہ   ہوا کوچ لشکر کا، باعز و جاہ
داروغہ سے نواب نے یوں کہا   کہ سب فوج ڈیرا کرے، پار جا
جو خیمہ ہے وہ خاص سرکار کا   سو، اس پار، کر دیجیو تم کھڑا
روہیلوں نے دیکھا جو خیمہ کھڑا   کہا بھاگیں[۳] اس کا ہے مدعا
تو آپس میں مل سب نے جرگا کیا   غلامی کو پھر گھیر نرگا[۴] کیا
کہا بھاگتے کیوں ہو نواب تم   بڑے مونہہ، ٹھیرے گی کتے کی دم
یہ کیا سب روہیلوں سے کرتا ہے ریز   نہیں کرنے دیویں گے تجھ کو گریز
ترا پار سے کیوں نکلتا ہے دم   نہیں چھوڑتے تجھکو اس پار ہم
غلامی کے دل میں بھی تھا یہ خیال   لڑائی میں ہوتا ہوں میں پائمال
ولیکن روہیلوں سے لاچار تھا   بہت مرد دانا، وہ ہوشیار تھا

۱؎ در نسخہ ب و س جونہی
۲؎ در نسخہ ب و س شیر الزماں
۳؎ در نسخہ س بھاگنا
۴؎ نرگا، نرغا

غرض وے دوجوڑہ[1] کے پار آپڑے — ہوئے آن کے سب کے ڈیرے کھڑے
فرنگی کا کنپو بھی بن کر تمام — کیا آکے سنکھا[2] کے اوپر مقام
بریلی کا صوبہ، جو تھا، شنبو ناتھ — برابر کھڑا وہ فرنگی کے ساتھ
تو پیچھے کھڑا اوس کے گرد اس مل — لڑائی کو وہ بھی رہا تھا سنبھل
تو آپس میں سب کے جو باجے تھے کوس — تھا فوجوں[3] میں فرق ایک دو تین کوس
فرنگی کی تھی فوج چودہ ہزار — جمعیت تھی شنبو کی سب پانچ ہزار[4]
جو پوچھو کہ گورے ولایت کے کے — تو معلوم ہے مجھ کو تھے سات سے[5]
یہ اخبار پہونچے فرنگی کے کاں — ملک سے دو جوڑے پہ آیا پٹھاں
کہا ہیں غلامی نے یہ کیا کیا — کہ نواب کی حد میں ڈیرا دیا
جو غصہ کی ہونے لگی قال و قیل — تو کنپو میں کانپے تھا، بیٹھا وکیل
کہا عہد و پیماں ہوا اب شکست — غلامی کرے جنگ کا بندوبست
وکیل اون کا لشکر سے اوٹھوا دیا — دوشنبہ لڑائی کا وعدہ کیا
وہ منشی اوٹھ آیا وہاں سے یہاں — کیا آکے نواب سے سب بیاں
تو نواب نے مشورہ کو مشیر — بولائے، سب آئے جوان اور پیر
کہا سب سے نقشہ لکھو جنگ کا — کہ ہے وقت ناموس اور ننگ کا
دیا سب نے نواب کو یوں جواب — کہ مندر[6] و یوسف[7] ہے قوم انتخاب

---

[1] ندی کا نام ہے
[2] ندی کا نام ہے
[3] در نسخۂ ب و ج فوجوں
[4] ہزار کی ہ خارج از تقطیع
[5] سات سے = سات سو
[6] مندر کی نشاندہی نہ ہو سکی
[7] روہیلہ سردار عمر خاں ٹرہ موبچھے کے فرزند

جو دے ہوں گے دونوں رہے جنگ پر ۔۔۔ لڑیں اپنی ناموس اور ننگ پر
کہا سب[۱] نے خوش ہو، یہ نقشہ قبول ۔۔۔ کرے جو خدا اور خدا کا رسول

در احوال نقشہ جنگ غلام محمد خاں بہادر

کری زاغ نے شب کی جلدی گریز ۔۔۔ کہ باز سحر کا ہے چنگال تیز
ہوئی صبح قاتل وہاں آشکار ۔۔۔ غلامی چلا فیل پر ہو سوار
چلا جنگ کرنے بجاہ و جلال ۔۔۔ نہایت تھا وہ سورماں بے مثال
کماں اوس کے قبضہ میں ترکش میں لیس ۔۔۔ لیے تیر ہاتھوں میں اور آپ لیس
چلا اوس کا لشکر بعز و وقار ۔۔۔ بھٹورے کے کھیڑے پہ پکڑا قرار
دیں کھیڑے کے اوپر وہ توپیں چڑھائے ۔۔۔ مقابل ہو دشمن تو دنیا اوڑائے
سوار، اوس نے منڈ کیے سب جدا ۔۔۔ محمد دلیل اون کے ہمراہ کیا
محمد شفاعت وغیرہ جواں ۔۔۔ اور عبد[۲] اللہ خاں خلف سلطان خاں
تو کھیڑے سے تھا غرب کو ایک باغ ۔۔۔ بسیرا لیا سب نے مانند زاغ
محمد حسن ملا محسن[۳] کا پور ۔۔۔ پیادہ کیے منڈ اوس کے حضور
دیا اون کو کھیڑا بہ طرف جنوب ۔۔۔ رہیں مستعد اور مضبوط خوب
جو[۴] کچھ یوسف نامہ[۵] کے تھے سب سوار ۔۔۔ تھے بخو کے ہمراہ در کارزار

۱ـ درنسخہ س کیا
۲ـ عبد کا ع خارج از تقطیع۔
۳ـ درنسخہ ب ملا حسن
۴ـ موجودہ صورت میں مصرع ناموزوں ہے۔ غالباً شاعر نے ف کو حذف کر کے موزوں کیا ہے۔
۵ـ یوسف نامہ سے مراد غالباً یوسف خاں جنگی کا رسالہ ہے۔

عمر خاں وجنگی سمند اور بلند چچا اون کا غازی وہ پیر ہوشمند[1]
عمر خاں بھی کھیڑے پہ تھے سمت کو برابر کو نجو کھڑا باشکوہ
محمد سعید اور محمد نعیم چچا اون کا حرمت وہ مرد قدیم
کھڑا وہاں پہ مُلّا کا یک سُوپر محمد نسیم اوس کا جنگی جگر
کھڑا سیف دیں[2] ابن پرمول خاں برادر سبھی اوس کے خورد و کلاں
تھا واں خان دوندے کا کنبہ کھڑا تھا مضبوط لڑنے پہ چھوٹا بڑا
بلند اور الف اور محمد نعیم منیر اور کبیر، اون کو ہرگز نہ بیم
کھڑا حضرت نور ٹک اون سے دور رسالہ سبھی ساتھ، ہمراہ پور
مسلح کھڑا مولوی[3] کا پسر غلام حسن، جنگ کو سربسر
محبت کھڑا ساتھ میں اوس کے پور بھتیجا کھڑا نام جس کا ظہور
سب اون پاس تھا یوسف[4] نامہ تمام پیادہ کئی، اولیار خاں کے نام
تلنگوں کی پلٹن سربندی کے لوگ تھے کھیڑے پہ، تھا توپ خانہ سے جوگ
جو کچھ خاص تھے سب سے آگے بڑھے تھے کھیڑے کے آگے کو نیچے پڑے
وہ نوّاب با حشم وجاہ و جلال کھڑا دل میں، صف[5] جنگ کا تھا خیال
بڑے پور نواب کے حسن[6] علی بریلی کی اوس وقت میں راہ لی
تھا انگریز سے ان کا قول و قرار کیا تھا ریاست کا امیدوار

---

[1] ہوش کی ہ خارج از تقطیع۔
[2] در نسخہ ب و ج سیف الدین۔
[3] مولوی غلام جیلانی خاں کے فرزند غلام حسن۔
[4] یہ مصرع ناموزوں ہے بغیر ف کے مصرع موزوں ہوتا ہے۔
[5] در نسخہ ج وس سب
[6] حسن کی ح خارج از تقطیع

ہوئے تین بھائی جو یک[1] جا وہاں ۔۔۔ تھا انگریز دل میں بہت شادماں
عزیز القدر تین تھے اوس کے پاس ۔۔۔ بہت مستعد جنگ سے بے ہراس
کریم اللہ یعقوب قاسم علی ۔۔۔ مدد ہو علی یا علی یا علی
وہ نواب نصر اللہ خاں فتحیاب ۔۔۔ احمد[2] یار خاں سب طرح انتخاب
جو تھا فتح خاں خانساماں بڑا ۔۔۔ سبھی اوس کا کنبہ تھا آگے کھڑا
برابر کھڑا تھا محمد عظیم ۔۔۔ بھتیجے تھے سب اور بیٹا نعیم[3]
کیہر[4] کے سردار چھوٹے بڑے ۔۔۔ بہت اون میں کھوٹے بہت تھے کھرے
کہاں تک لکھوں اون کا اب میں شمار ۔۔۔ غرض تھے سبھی کیا صغار و کبار
بہت مل رہے ان میں انگریز سے ۔۔۔ بہت ننگ و ناموس پر تھے کھڑے

دراحوال نقشہ جنگ صاحبان انگریز بہادر

خبر پہونچی انگریز کو بر مقام ۔۔۔ کہ لڑنے کو آتے روہیلے تمام
ہوئیں دونوں کنپو کی تیاریاں ۔۔۔ فرنگی کی فرہنگ کا کیا بیاں
وہ کنپو جو تھا فرخ آباد کا ۔۔۔ بنا تھا وہ آتش کا اور باد کا
مسلط ہوا وہ بہ طرف جنوب ۔۔۔ نہاں[5] ایک پلٹن کی مضبوط خوب
وہ کنپو جو تھا کانپور کا بڑا ۔۔۔ مقابل کو آگے ہوا وہ کھڑا
شنبو ناتھ تھا داہنے ہاتھ کو ۔۔۔ وہ گرداس مل اوس کے تھا ساتھ کو

---

[1] فتح علی نظام علی اور حسن علی
[2] احمد کی ح خارج از تقطیع
[3] در نسخہ ب نعیم
[4] کیہر، کٹہیر
[5] در نسخہ ا نہاں

ترک[1] تھے فرنگی کے جو کچھ سوار ۔۔۔ سو حاضر ہوئے آکے در کارزار
کہا سب سے انگریز نے جلد تر ۔۔۔ روہیلوں کو لاؤں گا میں پیٹھ پر
تو پلٹن کے منہ پر سے سب جاؤ ہٹ ۔۔۔ کچھ ایدھر، کچھ اودھر کو تم جاؤ بٹ
لڑائی کا اس طرح نقشہ بندھا ۔۔۔ پھر آگے جسے، فتح دیوے خدا

جنگ باہم ہر دو لشکراں و قتل شدن کرنیل و فراری افغانان

جو میزاں میں تھا ان دنوں خورشاہ ۔۔۔ ملے دونوں لشکر کرے تب نگاہ
قضا دونوں پلّوں پہ تب آجھکی ۔۔۔ کری موت نے جان کی گاہکی
چلی باؤ قبلہ[2] کی اُس[3] وقت تیز ۔۔۔ جوانوں نے گھوڑے کیے اپنے خیز
جو نقارے یا رو لگے باجنے ۔۔۔ جوانوں کو گھیرا وہاں لاج نے
کہا توپ خانے میں سب کو پکار ۔۔۔ کہ ہاں توپچی ان کو گولوں سے مار
لگی توپ جب بولنے حق تو ۔۔۔ لگا بان بھی بولنے سرّ ہو
لگی توپ دھدکارنے[4] دھائیں دھائیں ۔۔۔ وہ گولوں کی سناسنی[5] سائیں سائیں
جو کنبو میں گوروں کے گولے گتے[6] ۔۔۔ تو چوگان لشکر سے تولے گئے
فرنگی نے گولے غلامی کے کھائے ۔۔۔ دیا اون کے بارُد[7] کا چھکڑا اوڑائے
دیا توڑ منہ ضرب سے ضرب کا ۔۔۔ گئی ٹوٹ پلٹن[8] کی ضرب کھا

---

[1] ترک کی ر ساکن کی بجائے متحرک باندھی ہے۔
[2] پچھم کی ہوا۔
[3] درنسخہ س سے
[4] دھدکارنا۔ دھڑکنا
[5] سناسنی = سن سن
[6] درنسخہ ب و ج لگے
[7] بارو۔ باروت۔
[8] درنسخہ ب و س ہٹی

جو افغاں کرے اوس پہ برچھے کی چوٹ — زمیں پر گرے ہو کے وہ لوٹ پوٹ
پیادوں نے اپنے اوکھاڑے نشاں — چلے اون کے اوپر کو سارے جواں
ہوا جب جوانوں کا ایدھر سے زور — چلے بھاگتے اپنی پلٹن کے اور
وہ کرنیل صاحب بڑا دوربیں — کرے دوربینی وہ لے دوربیں
کہا اوس نے یوں دوربیں دیکھ کر — روہیلوں کو لائے گا وہ پیٹھ پر
روہیلوں نے مار اُن کو گھبرا دیا — طرف اپنی پلٹن کے رستہ لیا
چلے آئے پلٹے روہیلے بھی ساتھ — جو سنمکھ ہو، اوس سے کرے چار ہاتھ
وہ گھبرا کے پلٹن میں سب گھس گئے — روہیلے چلے آئے، پیچھا کرے
تو گوروں نے جھاڑی شتابی سے باڑھ — جوانوں کے چھوٹن لگے باڑھ باڑھ
سب اسباب اپنا دیا ڈال کر — لی تلوار اور کر کے سینہ سپر
جو شمشیر کر لی انھوں نے علم — جسے مارتے سو ہی ہوتا قلم
برہنہ لیے اپنے ہاتھوں میں تیغ — جہاں مارتے تھے، تہاں بیدریغ
تو نواب کے خاص گھوڑے ڈپٹ — ہوئے آ کے پلٹن میں سب غٹ پٹ
کیا اپنے مقدور سے کچھ سوا — انھیں آفریں واہ اہد واہ واہ
وے نجو خاں سنو خاں اور سب جواں — چلے آئے جس طرح تیر از کماں
عمر خاں بھی آیا، دمانک دیئے — سبھی تھا خلف اپنے ہمراہ لیے
نہ کی کچھ دلیروں نے اوس وقت دیر — پڑے صید پر جس طرح آ کے شیر
لکھوں کیا میں اب اون کی تیغوں کے وار — کہ جس طرح صابن سے نکلے ہے تار
جو کوئی اگر توپ سے جا جڑے[1] — چھری سے ہے جس[2] طرح ککڑی کٹے
لڑے اس طرح سے محمد نعیم — وہ سر خنگ گھوڑا چو بادِ نسیم

---

[1] جوٹے ۔ جٹے

[2] در نسخۂ ب دس "جڑی سے ہی"

گزرتا تھا پلٹن سے وہ وار پار
تو سر سینکڑوں تن سے ڈالے اوتار

ز رستم سے ایسی ہوئی رستمی
شجاعت نشاں نے نہ کی کچھ کمی

کرے تھا وہ شمشیر سے تن[1] دو نیم
قسیمؔ جسیمؔ نسیمؔ وسیم

بہت سے فرنگی کیے ناپدید
کیا ہائے گولی نے اوس کو شہید

کھڑا اپنے نیزے کو تو[2] کر بلند
کیا اوس نے کمیت پہ سر بلند

گھسا یوں[3] پتنگا، گرے شمع پر
کرے نیزہ بازی، نہ آیا نظر

جو نیزہ گیا اوس کا اس رن میں ٹوٹ
تو تیغ سے کرتے لگا وہاں پہ چوٹ

قضا اوس کے تیغے کی دیکھے تھی مار
جو جاتا تھا ہر وار پر وار پار

فرنگی مرے اوس کے ہاتھوں سے سات
کہاں تک لکھوں زخمیوں کی میں بات

لگی گولیاں سر میں دو اوس کے آئے
شہید[4] ہو گیا ہائے وہ زخم کھائے

لڑے کھیت میں یوں محمد مبیں
جواں اوس نے مارے وہاں جا کے تین

گزرتا تھا پلٹن سے وہ ناگزیر
کہ جس طرح گزرے ہے ناوک سے تیر

گرا زخم گولہ سے وہ بر زمیں
ہزار آفریں آفریں آفریں

محبت کو رن سے محبت بڑی
شہادت ہوئی سامنے آ کھڑی

بڑی رستمی سے وہ رستم لڑا
شہید اوس کو گولی نے آ کر کیا

ہوئے سینکڑوں سورما وہاں شہید
اونھوں نے کیے سینکڑوں ناپدید

لڑے اس طرح وہاں یہ چھوٹے بڑے
فرشتے بھی دیکھیں تماشا کھڑے

شہادت سے جو کچھ ہوئے سرخ رو
الٰہی اونہیں بخشیو سب کو، تو

---

۱ درنسخہ ب سر

۲ درنسخہ ب تے

۳ درنسخہ ب و ج گیا جیوں

۴ ہو کی ہ خارج از تقطیع

عمر خاں نے سبزے کو رانوں میں داب — دیا اپنے بھائی کے تئیں پیچ و تاب
کری اوس نے جا کر فرنگی پہ چوٹ — بہت کر دیئے آدمی لوٹ پوٹ
جو گولی سے برچھا گیا اوس کا ٹوٹ — انگوٹھا اوڑا اور گیا ڈنڈ پھوٹ
سمندی[1] نے اپنا کودایا[2] سمند — شجاعت کری اوس کی سب نے پسند
لگیں گولیاں اوس کے بر دوش کم — مرا اوس کا گھوڑا بچا اوس کا دم
وہ جنگی[3] چلا جنگ کو بیدرنگ — عجب کچھ تھا اوس طفل کا ڈھنگ رنگ
ہوا زخمی اور اوس کا گھوڑا مرا — پیادے[4] ہو رخ اپنا اون پر کیا
اسد خاں عرف[5] اس کا اسلو تھا نام — لڑائی میں اوس سے ہوا خوب کام
اسد کے سے حیلوں سے کرتا تھا جنگ — لگی اوس کے گولی، مرا اوس کا خنگ
عظیم اللہ خاں، خان دوندے کا پور — کیا اوس نے پلٹن کے اوپر فتور[6]
لڑے اک طرف، مولوی کا پسر[7] — لڑے یک طرف ملا محسن[8] کا گھر
لڑے یک طرف خانساماں کا پور — لڑیں یک طرف خان بڈو[9] کے پور
لڑے یک طرف کو محمد سعید — لڑیں یک طرف سب قریب و بعید

۱۔ عبد الصمد خاں عرف سمندی
۲۔ کودایا۔ کدایا
۳۔ یوسف خاں جنگی
۴۔ در نسخہ س پیادوں نے
۵۔ عرف کی ر ساکن کی بجائے متحرک باندھی ہے۔
۶۔ در نسخہ ب و ج فطور
۷۔ مولوی غلام جیلانی خاں کے فرزند غلام حسن
۸۔ در نسخہ ب ملا حسن
۹۔ در نسخہ ا و ب و س خان بدھو

لڑے سیف[1] دیں ابن پرمول خاں　　برادر لڑیں اوس کے خورد و کلاں

لڑے مرتضیٰ اور محمد حکیم　　لڑیں حضرت نور خاں اور مقیم

بڑے پیٹ والا وہ عصمت لڑے　　نہ لڑتے سے پیٹ اوس کا ہرگز بھرے

وہ طوطا فقیر اور قلندر لڑیں　　سب اور اون کے ہمراہ بندر لڑیں

لڑے یک طرف کو سہ فراز ڈھو　　کہ باندھی تھی پلٹن میں ایک امق سے ہو

جو تلوار ٹکڑے ہوئی اوس کی چار　　لیا ہاتھ میں ایک لٹھ چوڑی دار

سراسر جو مارے تھا وہ سربسر　　پھٹے کھوپڑی سب کی اوس پار پر

وہ مستو لڑے [illegible] دن میں ابن دلیل　　عجب دیکھا اوس طفل کا واں یہ کھیل

تو جس طرف گھوڑا کرے تھا وہ شیر　　گویا گرگ پیچھے اور آگے تھیں بھیڑ

محمد خاں مرحوم تن کا خلف　　وہ عبداللہ خاں تیغ اوس کی بکف

گھسا جا کے پلٹن میں وہ توڑ باڑھ　　گئے اوس کے سنگین سی پھوٹ باڑھ

لگیں گولیاں اوس کے بر دوش کم　　گزر کر گئیں اور بچا اوس کا دم

بدن اوس کا بارود سے جل گیا　　شجاعت یہ اوس کی ظلک[2] ہل گیا

جو نجو اور سنو نے ہلا کیا　　فتح نے بڑا اون کا پلا کیا

برہنہ جو تیغ اون کی بر دوش تھی　　تو موت اون کی دہشت سے روپوش تھی

فرنگی کی پلٹن کی جھڑتی تھی باڑھ　　اُدھر باڑھ تیغوں کی اور اون کی باڑھ

وہ مارے تھے بندوق اور توپ سے　　یہ لڑتے تھے تلوار[3] اور دھوپ سے

وے لڑتے تھے سب داؤ اور گھات سے　　یہ گھوسے سے مُکّے سے اور لات سے

وے چھرے لڑیں پیٹ میں آنت سے　　یہ جھجلا کے چابیں اوسے دانت سے

---

1. در نسخہ ب و ج سیف الدین ۔
2. در نسخہ ت بدن
3. سیدھی تلوار

پتنگا اڑے شمع سے بے حجاب
جلے آگ پر جس طرح سے کباب

جو ناری نے خاکی سی آلاگ کی
لڑائی مچی گوشت اور آگ کی

پکارے تھے ہر چار سو سور ماں
قیامت کا دن ہو رہا تھا میاں

دھواں سر پہ جس طرح کالی گھٹا
پھرے تیغ بجلی سے جیسے پٹا

صدا توپ کی جیسے گرجے ہے رعد
تھا باران چھرّوں کا ڈالا نہاد

جو چھرّوں کا یاراں ہوا بے شمار
تو جاری تھا خوں رن میں سیلاب وار

سجالائے اوس وقت ہولی کا سانگ
تو جھرمٹ تھا چھروں کا بھرتے تھے سانگ

وہ چھروں کی پچکاریاں اوس کا تن
سہانے لباس اور گلگوں بدن

دھواں سر پہ گویا اوڑے تھا عبیر
سبھی پھاگ کھیلیں جواں اور پیر

جو جاری تھا خوں مثل رنگ شہاب
کھڑا دور سے دیکھتا تھا نواب

جو لیں باندھ پلٹن نے کوٹ اور گڑیں
گویا چوئیں پھاگ کھیلیں کھڑیں

وہ اوس وقت جا پہونچے کرنیل پر[1]
فرشتے کا جس جا پہ جلتا تھا پر

وہ کرنیل سب فوج کے سر کا تاج
ڈرے جس سے ٹیپو[2] تھا اور مندراج[3]

وہاں اس نے جیتی تھیں بائیس جنگ
لڑائی کی دریا کا تھا وہ نہنگ

خدائی کا تھا اوس کے دل میں غرور
کیا رب غرور اوس کا اس طور دور

لیا گھیر شیروں نے شیر کہن
پھر اوس سے لڑائی کہاں آوے بن

جو کرنے گئے قتل اوس کو پٹھان
لگا کہنے وہ مجھ کو مت مارو خاں

میں دوں زر بہت اور کردوں نہال
جو تھا ملک سو، سب کراؤں بحال

نہ مانا وہ بیلوں نے کچھ زر و سیم
کمر سے کیا اوس کے تن کو دو نیم

---

۱ کرنیل جارج برنگٹن
۲ ٹیپو سلطانؒ والی میسور
۳ مدراس کی فرانسیسی حکومت

جو مارا گیا رن میں وہ سورماں   مرے مردمی سات گورے بہاں

بھٹورا کہاں اور کہاں وہ فرنگ   ملک موت کے نے کہاں مارا چنگ[1]

سمجھ دیکھ بندے اس آئین کو   لیا مار بزدوں نے شاہین کو

بھلا کون پاوے گا اس راز کو   کہ کوؤں نے مارا ہے شہباز کو

نہ کر شاہباز اس قدر تو غرور   کہ کوے کریں تیرے بازوں کو چور

چو بر داری از رہگزر دو درا   خورد پشہ مغز نمرود را

جو کمپنو بڑا کاٹ ڈالا تمام   فراری ہوئے جو رہے خاص و عام

پٹھانوں کو حق نے کیا فتح یاب   مقابل میں انگریز لایا نہ تاب

مبارک غلامی کو دی سب نے جا   ہوئی فتح اور نصرت آ جیسا

پٹھانوں کے جی کی بر آئی امید   کہ رستم نے مارا ہے دیو سفید

لگے شادیانے وہاں باجنے   کہ مستحکمی پائی اب راج نے

روہیلے گرے ٹوٹ پڑے بے شمار   اسی خوئے بد نے کیا اون کو خوار

اسی خوئے بد سے ہوئے خوار سب   ہوا سو ہوا کر خدا خیر اب

کوئی لے چلا وہاں سے گوئے کا سر   کہ نواب صاحب سے لادیں گے زر

کوئی لے چلا اون کا گھوڑا کھدیہ[2]   کوئی لے چلا اون کے ہاتھی کو گھیر

کوئی تھیلیاں زر کی دے در بغل   کوئی لعل بی بی[3] کو لے در بغل

کہ ناگاہ وہ چور بلٹن اوٹھی   کہ نالے کے بھیتر پڑی تھی ڈوبی[4]

تو جس وقت چھروں کی باڑ ابھری   لگی اوڑنے تب آنتا اور اوجھڑی

۱؎ درنسخہ ت چنگ

۲؎ درنسخہ ش کھدیڑ   ۳؎ زنگی

۴؎ نسخہ ت میں پہلے شعر کا پہلا مصرع اور دوسرے شعر کا دوسرا مصرع ملا کر ایک شعر نقل ہونے سے رہ گیا۔

جھڑا جھڑ جھڑا جھڑ جو باڑھ آ جھڑی / تو جس طرح ساون کی لاگے جھڑی
روہیلوں کے ڈر سے جو بھاگے تھی موت / کہا فتح نے اب کہاں جائے سوت
تو پھر توپ نے حق کا نعرہ کیا / جہاں جا لگی تھی بغارا کیا
تو ناگاہ اودھر سے گولا چلا / وہ بخو کے بر پشت زیں پر لگا
شہید ہو[1] زمیں پر گرا شیر نر / ولایت کا والی ہوا نامور
لگا مارنے وہاں پہ نواب تیر / تو لڑنے لگے ساتھ کے سب امیر
لگا لڑتے نواب نصر اللہ خاں / احمد[2] یار لڑنے لگا سورماں
لگے لڑنے نتھو برادر عزیز / لڑے کون کوئی نہ تھا اور عزیز
بہت فوج تھی لوٹ پر کچھ گری / فرنگی کی یک باڑھ میں اوڑ گئی
جو کچھ لوگ تھے باغ میں غرب کے / ہوئے وہ فرنگی کے یک ضرب کے
ہوا پہلے مندر سے یہ کام خام / کہ دی پھیر گھر کی طرف کو لگام
جو بھاگے تھا کہتا تھا مت بھاگنا / نہ بھاگے گا جو ایک کا ہے جنا
یہ کہتے تھے اور بھاگتے[3] تھے تمام / جو تھے اوس طرف کو کھڑے خاص و عام
اوڑے وہاں سے پہلے محمد دلیل / کہ جس طرح دیکھے ہے کوا غلیل
بڑے پیٹ والا وہ عصمت چلا / ہزیمت سے پیٹ اوس کا بھگت[4] چلا
جو آگے فقیر اور قلندر چلے / تو پیچھے سے اور سب ولے بندر چلے
چلے لے کے حرمت محمد سعید / کری اون کی لوگوں نے آخر کو لید
چلا جنگ سے مولوی کا حسن[5] / گیا اون کے لوگوں کا سب بانکپن

---

[1] ہو کی ہ خارج از تقطیع
[2] احمد کی ح خارج از تقطیع
[3] در نسخہ ب وس اوٹھے
[4] در نسخہ س بھاگ
[5] مولوی غلام جیلانی کے فرزند غلام حسن

داروغہ چلا وہ غلام حسین ہزیمت نہ دیتی تھی ٹک اُس کو چین
شجاعت چلا خانِ نصرت کا پور ہزیمت کہے اوس سے کر جا ضرور [1]
خوشحالا [3] تینگا برائے ضرور خطا ہو گیا اون کا وہاں جا ضرور [2] کو
ملوکا ٹیکا جو چلتے تھے چال تو دیکھے تھے چوتڑ تو نپہ جیسے شغال
سُرین کو جو باندھے تھے وے کھینچ کر نہ تھی اون کو پھر چوتڑوں کی خبر
اسی طور بھاگے سب ہذا القیاس دیا ڈال سب اپنے تن کا اساس
نظر کی جو نواب نے سر اٹھائے گئے لوگ اس طرف [4] کی چال کھائے
پکارے تھا اپنا گلا پھاڑ پھاڑ کھڑے ہو لڑو دور ہے اب پہاڑ
سوار اوس نے بھیجے کہ گھیرو انھیں یہ برگشتہ قسمت ہیں، پھیرو انھیں
سواروں کو کرتے تھے سب دار و گیر پھرے کب کماں سے جو نکلے ہے تیر
لگا دینے دشنام لے لے کے نام کہ غارت ہوئے مسخرو اتم تمام
ملے مارے غصے کے آپس میں دست کہ اب فتح میں دی انھوں نے شکست
وہاں رام پور، میں نے سب سے کہا کہ بھاگو گے تم وقت پر دے دغا
کہے تھا وہ اس طور دانتوں کو چاب ہزیمت کا دل کو نہیں میرے تاب
کہ جیتی لڑائی کو یوں ہار دوں مرے لوگ، میں آپ جیتا رہوں
یہ کہہ کہہ اوٹھاتا تھا گھوڑے کی باگ کہ مرنا ہے بہتر کہاں جاؤں بھاگ
نہ چھوڑے تھا پر کوئی، اوس شیر کو پٹکتا تھا مر کو وہ لاچار ہو
کہے تھے وہ ہاتھوں کو سب جوڑ جوڑ کہ نواب گھر کی طرف باگ موڑ
سنبھل کر لڑائی جو لیں دوسری کہ مشکل ہو جب نیل کو جاں بری

۱،۲ جا ضرور بمعنی پاخانہ
۳ خوشحالا کی ح خارج از تقطیع
۴ طرف کی ر کو ساکن باندھا ہے

جو دیکھا کہ جاتی رہی سب سپاہ — کہا یوں کہ تقدیر میں میرے واہ
تو لاچار ہوئے پھر عناں پھیر کر — نیستاں کو اپنے چلا شیر نر
چلا جلد شہباز پرواز کر — گئی آشیانے پہ اوس کی نظر
کہ کہسار سے آشیاں باز کا — کرے گا شکار اپنے انداز کا
چلا رام پور کی طرف ناگزیر — ملے راہ میں سب صغیر و کبیر
تسلی کری اور سبھوں سے کہا — کہ مرضی الٰہی سے چارہ ہے کیا
یکم ماہ تھی از ربیع دوم[1] — گھڑی چار، اتوار کا دن نہ کم
یہ فرمایا جلدی سے اے سید خاں — جو جھگڑے ہیں، زر کے کر دتم رواں
لیا اپنا اسباب، اہل و عیال — کیا کوہ کی سمت کو، تب خیال
شکستہ جو تھی فوج، مجروح ریش — تسلی کے مرہم سے آیا یہ پیش
چلے طفل، زن، سب کے اہل و عیال — چلیں کیا نہ چل جانتے تھے یہ چال
لگیں سیکھنے کبک کوؤں کی چال — گئیں بھول اپنی، پڑا یہ وبال
جنھوں نے نہ دیکھا تھا آنگن نہ در — چلیں جاتی، لاچار، ہمراہ خر
لپیٹے کوئی، چیریں پاؤں کو ہائے — کوئی روتی جاتی تھی اپنے ہی جائے
کہے کوئی پانی، مجھے دیجئے — کہے کوئی اے ماں مجھے لیجئے
کہے کوئی اما، چلو میں مری — کرو ذبح مجھ کو کوئی لے چھری
کوئی تھک رہی[2] اور کوئی گر پڑی — کوئی بیٹھی روتی، کوئی تھی کھڑی
پکارے تھی کوئی بوا مر گئی — نہیں آتے مجھ تلک گر گئی
پکارے کوئی میری اچھی بوا — بتا دے مجھے گر کہیں ہو کوا[3]

---

١ ربیع الاخریٰ
٢ در نسخہ ب دسا رہے
٣ کوا، کنواں

پکارے کوئی میرا دالی کہاں — کہاں کو گیا ہائے کاکا کہاں
پکارے کوئی روئے کر باپ کو — کوئی کوستی تھی پڑی آپ کو
پکارے کوئی ہائے دادا کہاں — کہاں ہیں کہاں تو ہوا ہے نہاں
کوئی یاد کرتی تھی خاوند کو — کوئی اپنے فرزند دلبند کو
کرے کوئی اپنے عزیزوں کو یاد — کوئی پیر بابا[1] سے مانگے مراد
کہے کوئی اس کو نہ آئی ہو چوٹ — کرے یہ دیوانی، دیوانے کارٹ
کہے کوئی جنگل میں یوں کر پکار — ما دہو ہماری، تو اب کام گار
کوئی نذر بولے بڑے[2] کی — کسی نے گلے، اپنے زنجیر دی
کوئی ڈال کفنی کرے ہائے رے — کوئی سر برہنہ، چلی جائے رے
نہ تھی ایک کو دوسرے کی خبر — کہاں ہے گا بیٹا کہاں ہے پدر
حنائی قدم جس میں لگتے تھے خار — بجائے حنا خوں سے ہو، نابکار
بچاری کریں کس طرح سے گریز — نہ چلنے دیں آگے کو وہاں سنگریز
گئے ہار سب تن میں چھوٹے بڑے — چلیں کیونکر آگے کو پتھر پڑے
شہید[3] ہو گئے جن کے کل اقربا — وہ سب دشت اون پر ہوا کربلا
جو تنگ حوادث سے دل چور تھا — زمیں سخت اور آسماں دور تھا
جو نواب نے دن کو پکڑا اقرار — تو ریہڑ[4] میں پہونچے وہ سب پڑ مار
سحر کو جو کہسار پر غور کی — پسند آئی گھاٹی فتا چور[5] کی

---

[1] سید علی ترمذی، عرف پیر بابا
[2] حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی بغدادی رح
[3] ہو کی ہ خارج از تقطیع
[4] ایک علاقہ یا مقام
[5] در نسخہ ب و س "فنا چور" اس مقام کے نام میں اختلاف ہے۔ فتا چوڑ اور فغا چور بھی لکھا ہے

بہت قلب گھاٹی تھے جن کے مکاں ۔۔۔ بلند اوس کے دھانگ اور آب رواں
جو راجا تھا اوپر کے کہسار کا ۔۔۔ کری اوس نے سازش رسد کی بھیجا
وہ ذکر تھا، جس نے کیا جا سلام ۔۔۔ ہوا فوج کا آ کے گھیرا ازدحام
وہاں باندھ سنگر، کیا پھر جماؤ ۔۔۔ سپہ کو دیا زر کو غلّے کے آؤ
غلامی نے چھٹھ دیا ایک اور ۔۔۔ کری اوس نے جنگل میں غربا کی غور
کہا ہاں اشرفی ہیں، تقسیم ہوں ۔۔۔ پیادوں کو ایک ایک سواروں کو دو
کیا جمع بہت اوس نے غلہ تمام ۔۔۔ رہا تھا روہیلوں کو تھوڑا سا کام
کہ ناگاہ آیا وزیر، عنقریب[1] ۔۔۔ گئے خوف سے کوہ میں گھس غریب
روہیلے کریں گردمیں جھٹ پٹے ۔۔۔ کیا موضع ٹپے[2] کو اوس وقت پٹے
دے پھر مستعد ہو رہے جنگ کو ۔۔۔ لیے ساتھ ناموس اور ننگ کو
معظم لکھی تو نے سب واردات ۔۔۔ دعا کر کہ آسان ہو مشکلات

در احوال کشتگان و مجروحان صف جنگ

کیا رن میں جرنیل نے تب مقام ۔۔۔ سنا جب کہ بھاگے روہیلے تمام
جو مقتول تھے سب کو مدفون کیا ۔۔۔ جو مجروح تھے سب کو مرہم دیا
سوار ہو کے آیا جو وہ رن کے اُدھ ۔۔۔ کری اس نے کھیرے یہ گوروں کی گود
جو خندق میں گورے دیئے سب بیاہے ۔۔۔ ہوئے ڈیڑھ سو ایک کم یا سوائے
وہ نجو ملینڈ کے لاشوں پہ آ ۔۔۔ شہیدوں کے تن سے کیا سر جدا
کو[3] نواب صاحب کی گزریں نظر ۔۔۔ جو ہو فتح کی جا مفصّل خبر

---

[1] عنقریب کا "ع" خارج از تقطیع

[2] ٹپہ ایک مقام کا نام

[3] در نسخہ دس کو

شتابی سے دو تین بتیں دی کھدائے　　جو آئے تو پھر ان کو مدفون کیائے
جو مارے گئے تھے تلنگے وہاں　　جلا کے کیے خاک میں وے نہاں
تو پھر بیلداروں کا عہدہ کیا　　روہیلوں کا سب گنج شہدا کیا
ہزاروں ، بہت جھجھارت ہوا　　یک[1] عالم وہاں آکے غارت ہوا
جو اس قتل کا کوئی پوچھے شمار　　روہیلے ہوئے وہاں شہید یک ہزار
فرنگی ، تلنگے کیے دو ہزار　　نہ زخمی کا تھا سو دو سو کی شمار
روہیلے مرے توپ کی مار سے　　وہ کنپو کٹا سارا تلوار سے
پٹھانوں کو ہے آفریں صد ہزار　　گرے آگ پر آکے پروانہ وار
دیئے بھیج زخمی بریلی کو سب　　جو ہشیار تھے اور جو تھے جاں بلب
دیا خرچ سب زخمیوں کو بھجا　　تو شقے لکھے ہر طرف جابجا
کہ حجام شہروں کے خدمت کریں　　شتابی سے سب غسل صحت کریں
جو مارے گئے ان کو بخشے خدا　　جو زخمی ہوئے اون کو دیوے شفا

رسیدن خبر فتح خود بجناب وزیر الممالک بہادر و روانہ شدن لشکر بطرف کوہ

بحشم و تجمل جناب وزیر　　کیا اس نے کٹہر[2] کو رونق پذیر
سحر کو ہوا اوس مکاں سے جو کوچ　　سنائی خبردار نے بات پوچ
روہیلہ لڑائی میں غالب پڑا　　اور اوس رن میں کرنیل صاحب مرا
یہ سن کر کے لشکر نے کھایا ہراس　　بریلی ہوئی خوف سے بے حواس
ہوا خوف ، باطن میں سب پر پڑا　　جو بیٹھا سو بیٹھا کھڑا سو کھڑا
وہ چیری تھا سب پر پڑا چیرہ دست　　تو دہشت سے آنے لگے اوس کو دست

---

[1] عالم کا ع خارج از تقطیع

[2] در نسخہ ب وس کھیڑے

پھر اک گھنٹہ پیچھے[1] جو پہنچی خبر — کہ لڑ کر گیا بھاگ افغاں پسر
جناب معلیٰ کے اقبال سے — فراری ہوا وہ بد احوال سے
مبارک سلامت ہوئی چار طرف[2] — خوشی خورمی تھی نہ تھا اور حرف
بجے شادیانے بجشن و کمال — سلامی کی شلق ہوئی پر جلال
چلا وہاں سے آگے باحشم و جاہ — چلی رام پور کی طرف کو سپاہ
نظر آیا جب لائی کھیڑہ کا پل — سواری میں ہونے لگا ایک غُل
شتر آگیا دور سے ایک نظر — کہا لاؤ تے ہیں، روہیلوں کا سر
جو نزدیک آیا شتر دور سے — وہ تھا بار در محملِ نور سے
نظر گزرے، نواب کے ہر دو سر — مغرق تھے دے نور میں ہر دو سر[3,4]
یہ فرمایا ہے یہ سپاہی کا کام — کہ معراج کو اپنی پہنچے تمام
کہا ایک شقہ وہاں کو لکھو — کہ لاشوں کے ساتھ ادن کو مدفون کرو
چلا وہاں سے الغار کرتا ہوا — کہ اب ہے روہیلوں کا کیا مدعا
قریب آیا جب رام پور کے قضا — منادی کری فوج میں جابجا
نہ جاوے کوئی رام پور کے قریب — نہ ایذا کو پہنچے وہاں کا غریب
تو پھر چار ڈوں[5] ور یہ پہرا کیا — کہ تا شہر کے کوئی بھیتر نہ جا
چلا آیا کرتا ہوا انتظام — ہوا موضع ٹپے کے اوپر مقام
سلامی کی شلق کی چھوٹیں جو توپ — ہوئے جانور بن کے سارے الوپ
دھمک سے ہوا کوہ کو پیچ و تاب — دہل نے کیا، اوس کے زہرہ کو آب

۱؎ در نسخہ ب پھر ایک ایک کے پیچھے
۲؎ طرف کی ر ساکن باندھی ہے
۳؎ مقام
۴؎ اس شعر میں ایطا ہے۔
۵؎ در نسخہ ب وسی چو دھنوں

فرنگی پڑا جیڑ میں کہسار کی | فکر اوس کو دن رات بھر مار کی
جو لشکر وہاں ہو گئے چند چند | کیا توپ خانے سے زنجیر بند
رہیں رات کو چو پہرے کھڑے | روہیلوں کی دہشت سے بھاگے پڑے[1]
روہیلوں نے کہسار میں یوں کہا | کہ توپوں سے اب ہم کو خطرہ ہے کیا
پڑی گا توپ، ہر سو، جھکارا کرے | ہر اپنے کو پتھر سے، مارا کرے
لڑائی میں دیکھا، فرنگی کو، ہم | نہ فرصت، یہاں اوس کو دی ایکدم
لڑائی فرنگی کی، ہم دیکھ لے | کریں گے اب ہم رات کو دل چلے
جو شب خون ماریں گے ہم رات میں | اوٹھالیں فرنگی کو ایک بات[2] میں
جو لشکر میں سنتے تھے ایسی خبر | تو دہشت سے کانپے تھا سب کا جگر
جو دہشت سے لرزہ وہاں عام تھا | تجاری کا آزار بدنام تھا
پھرے تھے وہاں بن کے پانی کے اول | کہ ہے نقد جاں یہاں کے پانی کا مول
کہیں سارے لشکر کے پیر و مرید | مدد کر ہماری تو کالو شہید[3]
تو لوگوں کے دل میں گیا یوں گماں | کہ بن میں لڑیں گے یہ بن بن پٹھاں
وہ کہتا تھا جو دیکھتا اون کے غول | بیاباں میں غالب بیاباں کے غول
لڑیں گے وے افغان پاس بن میں خوب | کہاں جائیں گے ہم ہیں گھیرے کی دب
غلامی نہ کرتا تھا لڑنے پہ کد | جو یاد آوتی سب کی وہ خوئے بد
کہ جیتی لڑائی کو یوں ہار کر | پھر آخر کو مارا پہاڑوں سے سر

---

۱ درنسخہ س بھاگڑ

۲ درنسخہ س ہات

۳ بدایوں میں متصل کوتوالی ایک شہید کا مزار ہے ان کے متعلق عوام کا خیال ہے کہ اگر گاڑی ریت وغیرہ میں پھنس جائے تو ان کی فاتحہ دلانے سے یہ مشکل حل ہو جاتی ہے (تذکرۃ الواصلین از رضی الدین بسمل بدایونی ۱۹۴۵ ص ۱۵-۱۶)

مرے حق میں اب اس سے ملنا بھلا   کہ اکسیر اعظم ہے اور کیمیا

مرا باپ، اون کے، ملا باپ[1] سے   تو میں بھی ملوں بن میں اب آپ سے

شتابی سے بولا کہ اے سید خاں   کرو جا کے جرنیل سے، یوں بیاں

گناہ ہم سے صادر ہوئے بے شمار   ترے عفو کے ہیں ہم امیدوار

نداریم غیر از تو فریاد رس   توئی عاصیاں را خطا بخش و بس

سیاہی مرا ہم تو گرداں سفید   مگردانم از درگہت نا اُمید

چلے آئے، یہ بات سن، سید خاں   فرنگی پہ ظاہر ہوا سب بیاں

تو تعظیم کر، اون نے سب ماجرا   انھوں نے کہا سب، انھوں نے سنا

کہا یوں کہ نواب آ دے چلا   کرے گا خدا سب اسی میں بھلا

حفاظت کریں اون کی ہم جان کی   قسم ہے ہمیں اپنے ایمان کی

تو پھر سید خاں جیو نے تکرار کی   انھوں نے کتاب ایک درمیاں دی

لے آویں گے لشکر سے اسکاٹ ہی   تو بعد اوس کے جیری کا کرے ہمرہی

نہ بخشے اگر جاں تو ہم دیویں جی   لکھ اقرار نامہ وہاں مُہر کی

نہ سمجھے وہاں سے چلے، سید خاں   کہ اقرار نامہ کرے سید خاں

چلے آئے نواب کے روبرو   کیا عرض احوال سب موبمو

منا سب وہاں کا سوال و جواب   کہا اب چلا چاہیئے وہاں شتاب

ہوئے جمع سب اون کے آگے دپیش   جو تھے غیر اور اقربا و اور خویش

کہا اون سے یوں کر کے اے دوستاں   مری اجا ہے، نواب نصر اللہ خاں

جو سمجھے تھے مجھ کو، سو جانو اسے   اگر میں نہ آؤں تو مانو اسے

کوئی بولا نواب صاحب نہ جا   کوئی بولا جانا ہے ان کا بجا

---

[1] ۱۷۷۴ء میں جب شجاع الدولہ والی اودھ نے انگریزوں کی مدد سے حافظ الملک حافظ رحمت خاں، کو شہید کر دیا تو نواب فیض اللہ خاں کو انگریزوں کی وساطت سے رام پور کی ریاست ملی۔

کہ ناگاہ اسکاٹ آیا چلا — وہ چیری ہوا، بن سے باہر کھڑا
تو نواب ہاتھی پہ ہو کر سوار — چلے اور کہا سب سے اللہ یار
کریم اللہ خاں کہ تھا جو بھائی صغیر — چلا ساتھ میں اور عمر خاں مشیر
روہیلے یہ سن کر کے دوڑے شتاب — ہوئے مارے غصے کے جل کر کباب
لگے کہنے نامرد جاوے کہاں — نہیں جانے دینے کے تجھ کو وہاں
کہ ماریں گے ہم ان کو اک آن میں — تماشا دکھا دیں گے میدان میں
دیا اون کے ہاتھی کا منہ پھیر کر — کھڑے ہو رہے راہ سب گھیر کر
کہا سب سے نواب نے اے سپاہ — ہے اس معاملت[1] کی اسی طور راہ
مرا باپ ہے بن میں آ کر ملا — اوسی طور ملنے کو میں اب چلا
لگے کہنے نواب بھولے ہے تو — اب اس قول پر اپنے پھرلے ہے تو
وہاں جائے اب تو دغا پائے گا — پھر آخر کے تئیں دیکھ پچھتائے گا
دیا اون کو نواب نے یوں جواب — کہ جیتی لڑائی کرے تم خراب
بنی معاملت کو بگاڑو ہو پھر — پہاڑوں کے پتھر سے مارو گے سر
غرض سب روہیلوں نے جتنا کہا — نہ مانا کہ تقدیر کا یوں لکھا
تو اسکاٹ و چیری بعز و وقار — لے آئے بعہد عہد و قول و قرار
ملے آ کے جرنیل، با انتساب — ملے اور صاحب بعز و نیاز
دیا خاص ڈیرا، بہت متصل — کیے گرد پہرے بہت مستقل
جو چوکیں کو دیکھا، ہوئیں چشم وا — فرنگی نے ہم سے کری یہ دغا
کیا معاملت[3] کا انھوں نے سوال — کہ انگریز کے دل کا پاویں خیال
دیا اون کو انگریز نے یوں جواب — ہوئی جان بخشی تمہاری نواب
ریاست کی دستار امکاں نہیں — کچھ اس درد کی اور درماں نہیں

---

[1] [2] [3] معاملت کا ع خارج از تقطیع

ہمارا ہے اقرار تم سے یہی | ہوئی جاں بخشی اور حرمت[1] رہی
وہ نواب مرحوم کا ہے جو مال | سو داخل کرو جلد تر بے زوال
گرا اون کی جاں پر یہ کوہ الم | الم ہو گیا غم کا دل پر علم
یہ سن کر اوڑے سب کے ہوش و حواس | عمر خاں نے کھایا نہایت ہراس
کہ ہم آ پھنسے اب بقید فرنگ | نہ اب معاملت اور نہ اب ہم سے جنگ
لگے کہنے اب مخلصی ہم کو دو | تو شب خوں میں لے جاویں نواب کو
کہا یوں فرنگی نے وقت سحر | عمر خاں کو بھیجو، آوے گا زر
کیا حکم تب یوں کہ اے عمر خاں[2] | تو لا جا کے زر کو، بحفظ و اماں
چلا وہ شتابی سوئے کوہسار | جگر خستہ پر درد اور چشم زار

حاضر شدن افغاناں بحضور وزیر الممالک بہادر

جناب معلیٰ کو بھیجی خبر | کہ حاضر ہوا آ کے افغاں پسر
عمر خاں گیا جلد کوہسار کو | کہ زر کو لے آوے، وہ سرکار کو
ہوا شادماں اپنے دل میں یہاں | تہاں اوس کا لشکر ہوا شادماں
لکھا ایک شقہ کہ جاوے ابھی | چلی آویں بیگم اور احمد علی
امان اللہ جو خانساماں تھے | سو اس وقت میں گرد داماں تھے
چلے[3] اوس کے ہمراہ لے سب کو ساتھ | کہ وے جسم تھے اور وے اون کا ہاتھ
وہ شقہ حضوری جو آیا نظر | چلے رام پور سے وہ مادر پسر
جو پہونچا وہاں وہ پسر بے پدر | توجہ سے کی، اوس کے اوپر نظر
ریاست کیے طفل کی دل میں غور | نیابت کے تئیں چاہیے ایک اور

---

[1] حرمت کی ح خارج از تقطیع

[2] عمر خاں کی م مفتوح کی بجائے ساکن باندھی ہے

[3] در نسخہ ا و ب چلی

کری عرض بیگم نے، عالی جناب
نیابت غلامی کی ہے بے حساب

کہ جس نے کیا یہ پسر بے پدر
ہے اب مجھ کو اوس سے حذر اور خطر

نیابت ہے نصر اللہ خاں کی قبول
ہمارے مددگار آلِ رسول

رسیدن عمر خاں برائے گرفتن، زر و سوال و جواب کردن افغاناں

عمر خاں جو پہونچے وہاں سے یہاں
کہا بھیجئے زر یہاں سے وہاں

روہیلے کہیں زر ذرا ہم نہ دیں
نظر جو کرے اوس کا سر کاٹ لیں

کہا ہم نے تو اب سے تم نہ جا
ہوا کچھ وہی سب، جو ہم نے کہا

گیا قید میں اب جو وہ شیر نر
جو وہ شیر تھا اور بھی ہیں ببر

مریں اور ماریں نہ دیں زر ذرا
گیا سو گیا اور رہا سو رہا

جو پہونچی خبر یہ فرنگی کے کاں
کہ لڑنے پہ مضبوط ہیں سب پٹھاں

غلامی کا جو تھا مخالف وہاں[1]
دیا مشورہ اون کو، یوں کر نہاں

کہ چنارگڑھ[2] کو انھیں بھیج دو
کہ پھر معاملت[3] اپنی سب صاف لو

کہا معاملت[4] ہو یہ اس طرح پاک
سواروں کی بیٹھال دی ایک ڈانک[5]

جمعہ[6] کا تھا دن جب گئی نصف شب
سواری کو ہاتھی کیا تب طلب

تسلی سے اون کو کیا جب سوار
بجز غم نہ تھا دوسرا اور یار

گیا اپنے بھائی کو رخصت وہاں
تو اس غم سے پھٹنے لگا آسماں

جو آنکھوں سے اشک اس کے بہنے لگا
تو مہ کی طرح وہ بھی گھٹنے لگا

---

۱ در نسخہ س "یہاں" ۲ چنارگڑھ مشہور قلعہ ہے
۳ و ۴ معاملات کا ع خارج از تقطیع
۵ در نسخہ س ڈاک
۶ جمع کا ع خارج از تقطیع

فلک کا وہاں دور ایسا پھرا — کہ بدر آگیا زیر تحت الشعاع[1]
کریں رنج و اندوہ اوس کے حبیب — مصیبت خرابی تھیں سب تن کے زیب
تکالیف و تصدیع خدمت گزار — پریشانیاں اوس کے دل کا قرار
بچارا پھنسا آپ قید فرنگ — اب آگے کے تئیں دیکھیے کیا ہے رنگ
معظم تو رکھ اپنے حق پر نگاہ — کہ یوسف ہوا قید کے بعد شاہ

خبر گرفتن بیگم نواب غلام محمد خاں بہادر و غم نمودن

جو پہونچی خبر جا کے یہ کوہ میں — پڑی فوج سب سخت[2] اندوہ میں
نہ تھا اوس کی بیگم میں اس غم سے دم — پڑا کوہ میں اس پہ، یہ کوہ غم
پسر نامور کے، جو تھے مثل پھول — وہ پژمردہ دل، ہو گئے سب ملول
ہوا کوچ آگے کو نواب کا — فرنگی بہت متصل جا پڑا
تو لشکر میں افغاں کے پھر کھنبگ تھا — شجاعت کا میداں بہت تنگ تھا
چلے آئے نواب نصر اللہ خاں — ہوئی الاماں الاماں الاماں
کیا عہد و پیماں مضبوط کر — کہا اب کر و جلد ارسال زر
کریں کوچ نواب عالی جناب — مقام اوس مکاں میں کرو تم شتاب
چلے آئے نصر اللہ خاں زود تر — کیا آ کے ارسال جلدی سے زر
اشرفی رہی تھیں وہاں لاکھ تین — بھریں بارہ چھکڑوں میں سب بین بین
خبر پہونچی نواب کو جلد تر — پٹھانوں کی آوے ہے ارسال زر
یہ فرمایا داخل ہو انگریز کے — سپہ دار سالار، خوں ریز کے
جو فیض اللہ خاں جی کا دفتر تھا سب — ہوا رام پور سے شتابی طلب

---

[1] صحیح لفظ تحت الشعاع ہے

[2] در نسخہ ب و ج تخت

کو افغاز تیئں، سے چلے طوطا رام — کہ دیوان تھے کل کے وہ لاکلام
طلب جمع کی اوس نے ہر سال کی — نشاں کر دی سب سائر اور مال کی
جمع خرچ سمجھا دیا فرد فرد — بہی اور سہی بند[۱] اور فرد فرد
جو بیٹھک ہوئی جمع ہر سال کی — تو بائیس لکھ سب پرت آپڑی
کیا یازدہ لاکھ کا خالصا — عطا بیگ خاں کے حوالے کیا
دیا یازدہ لاکھ کا ملک اونھیں — کہ جاگیر یہ ہم تے بخشی تھیں
لکھی جمع لکھنور[۲] کر کے نگار — ہوئی سات لاکھ اور پچاسی ہزار
تو دو لاکھ پچپن سہس راج پور[۳] — کیا اکبر آباد[۴] باقی میں پُر
تو جاگیر کا ایک تعہد لکھا — وہ نواب احمد علی کو دیا[*]
ہوا حکم یہ کوچ لشکر کرے — روہیلہ بھی بن میں سے باہر پڑے
جو تھی ہفدہم[۵] از جمادی نخست[۶] — چلا کوچ کر، وہ، باقبال چست
تو پھر رام پور میں لعز و وقار — مقام اس نے آکر کیے تین چار
چلا سیر کو شہر کے پر سرور — کیا رام پور، اوس نے آرام پور

---

۱ در نسخہ الف بند ۲ ۳ ۴ مقامات کے نام ہیں

* اس شعر کے بعد جائیداد کی تفصیل اس طرح دی ہے۔

نصفی در خالصہ سرکار	نصفی بہ تفصیل ذیل
[illegible] یک ہزار	[illegible] یک ہزار
شاہ آباد لکھنور	بلاس پور معہ راج پور
[illegible] ہزار	[illegible] ہزار

اکبر آباد
[illegible] ہزار

۵ در نسخہ ج و س ہفدہم — ۶ جمادی الاول

تو پھر کوچ پچیسویں کو کیا — بریلی کو رونق ہوئی اور جیلا
ہوئے مہر و مہ جب کہ دونوں جہاں — نہاں تیرگی میں ہوا ایک جہاں
غروب ہو گیا جب کہ خور کا شجاع[1] — وہ مہ آگیا زیر تحت الشعاع[2]
معظم چراغ ایک[3] روشن تو کر — کہ اس تیرگی میں کچھ آوے نظر

دراحوال دستار ریاست نواب احمد علی خاں صاحب بہادر و خلعت پوشیدن

چراغ ایک روشن تو کر بر مکاں — کہ ہو نور سے جس کے سارا جہاں
محمد علی خاں کا احمد علی — چراغ ایک روشن کرو منجلی
غرض تھے بریلی میں سب در حضور — وہ فیض اللہ خاں جی کے پوتے و لیور[4]
چوتھی پانچویں از جمادی دویم[5] — ہوا اپنے نواب کا یوں کرم
ہوا حکم یوں، کر کے آویں یہاں — وے احمد علی اور نصر اللہ خاں
سب حاضر[6] تھے حاضر ہوئے با ادب — بجا لائے آداب تسلیم، سب
تو راجہ سے نواب نے یوں کہا[7] — ریاست کی دستار زریں قبا
چوغہ اور سرپیچ کلغی کئی — وہ موتی کی مالا گراں قیمتی
وہ تیغ اور سپر اسپ فیل کلاں — بٹھا پالکی میں بولاؤ یہاں

---

۱ مراد نواب فیض اللہ خاں

۲ مراد نواب محمد علی خاں

۳ مراد نواب احمد علی خاں

۴ ہندی و فارسی الفاظ کو داد عاطفہ سے ملا کر مرکب عطفی بنایا ہے

۵ جمادی الآخری

۶ حاضر کی ح خارج از تقطیع

۷ نواب آصف الدولہ نے راجا جھاؤلال سے کہا

سر و پا و زرّیں، جواہر کے خواں — وہ تیار ہو، جلد آئے وہاں
پہر لے تو خلعت، اب احمد علی — مددگار تیرے ہیں سارے ولی
یہ دادے کی مسند جو تجھ کو ملی — مبارک تجھے اوس کے دن اور گھڑی
بر آیا میرے دل کا اب مدعا — اجابت کری میرے حق نے دعا
مہ نو نے خلعت سے پایا شرف — وہ خواں آیا نصراللہ خاں کی طرف
پہر لے تو خلعت شتاب اے حبیب — کہ نصرٌ من اللہ فتحٌ قریب
مبارک تمھیں تا دمِ زندگی — ہماری بھی ہے تم کو اب بندگی
جو ارکانِ دولت تھے حاضر وہاں — تو بائیس خلعت[1] سے کر شادماں
بولا[2] لائے اون کے تئیں در حضور — بجا لائے آداب، سب باشعور
برابر بچھیں کرسیاں، آ کے دو — گئے بیٹھ کرسی پہ وہ نیک خو
پھرا ہاتھ شفقت کا جب پشت پر — بجا شیر نر کا ہوا شیر نر
وے فیض اللہ خاں کے خلف نامدار — سحر کو بولائے بعزّ و وقار

۱؎ بائیس کی بجائے مندرجہ ذیل اکیس حضرات کے نام دیتے ہیں۔
(۱) نواب احمد علی خاں بہادر (۲) نواب نصراللہ خاں (۳) احمد یار خاں (۴) عظیم اللہ خاں خلف دوندے خاں (۵) سنوں خاں برادر نجو خاں (۶) عبدالحکیم خاں (۷) مرتضیٰ خاں (۸) حضرت نور خاں (۹) غلام محی الدین خاں (۱۰) محمد عمر خاں (۱۱) غلام حسن پسر مولوی (۱۲) سیف الدین خاں (۱۳) محمد سعید خاں (۱۴) اعظم پسر دلیل خاں (۱۵) مصطفیٰ خاں پسر نواب یعقوب علی خاں (۱۶) میاں ضیا الٰہی (۱۷) حکیم محمد حسن خاں (۱۸) دیوان طوطا رام (۱۹) منشی لال جی (۲۰) جے گوپال رائے وکیل (۲۱) کشن چند بخشی۔

۲؎ بولا = بُلا

کیے چودہ خلعت[1] سے وے سرفراز — خوشی سے سبھوں کی لی نذر و نیاز
سبھوں کے لیے سالیانہ دو چند — وے ظاہر میں سب ہو گئے بہرہ مند
تو فہرست سب خرچ کی دی بتائے — کوئی کچھ تجاوز تفاوت نہ کھائے
کیا خرچ نواب کا انتخاب — ہوئی لاکھ سب ذات کی اور دو باب
وہ نصر اللہ خاں بہرہ و ریختہ کار — لکھے ان کی فہرست میں شصت ہزار
خلف تین اون میں جو تھے نامدار — کیا سال اون کا بہتر ہزار
جو تھے خورد اون میں خلف تین اور — لکھے شصت ہزار اون کے کر کے غور
غلامی کا دفتر جو تھا پر ملال — اٹھارہ کیا اون کے بیٹوں کا سال
احمد یار خاں مصطفےٰ خاں کے نام — کیا بست و پنج اون کا سال تمام
وہ اکبر پسر حافظ الملک کا — ہزار اوس کا چھ سالیانہ کیا
لکھے بیگماتوں کے انسٹھ ہزار — ہوئے چار لکھ سب کا کر کے شمار
جو باقی رہا تس میں ساری سپاہ — لکھی خرچ کی سب کے اس طور راہ
تعہد کا کاغذ تھا سرکار میں — سو لا کر دیا اون کو دربار میں
نہم کو کیا کوچ با عز و جاہ — چلا لکھنؤ کو وہ رکھ کج کلاہ
ہوئی لکھنؤ[2] اوس سے رونق پذیر — پڑا جا کے عشرت میں وہ بے نظیر
تو ہر روز وہاں عید و شب برات — بجز خورمی کچھ نہ تھی غم کی بات
کیا اتنا انعام و اکرام و جود — نہ آوے تھا کچھ در شمار وجود

---

۱ (۱) نواب حسن علی خاں (۲) نواب فتح علی خاں (۳) نواب نظام علی خاں (۴) کریم اللہ خاں (۵) قاسم علی خاں (۶) یعقوب علی خاں (۷) نواب مصطفےٰ خاں (۸) پسر نواب فتح علی خاں (۹) اکبر خاں پسر حافظ رحمت خاں (۱۰) محمد نور خاں (۱۱) اخوند زادہ بدر الدین خاں (۱۲) بہادر خاں

۲ لکھنؤ کو مؤنث لکھا ہے۔

وہ نواب احمد علی، بامراد — چیلارام پور کی طرف شاد شاد
ہوا رام پور میں جو رونق فزا — تو شہر اوس کے آنے سے روشن ہوا
ہوا اپنے گھر میں وہ مسند نشیں — تھے گلزار گلشن مکان و مکیں
وہ بیگم، خوشی سے ہوئی باغ باغ — کہ روشن ہوا اپنے گھر کا چراغ
رہے چرخ پر جب تلک آفتاب — رہیں دوست شاد اور دشمن خراب
جو گھر آئے نواب نصر اللہ خاں — ہوا شاد ماں سب، زمین و زماں
نوابی کی مسند کو روشن کیا — تو دربار بھی اوس نے گلشن کیا
خدا نے کری اوس کی پوری امید — مخالف بھی اون کا ہوا روسپید
خوشی سے گھر اپنے میں آباد رہ — بہت شاد رہ، شاد رہ شاد رہ
معظم لکھا تو نے یہ ماجرا — دیا خیر سے سب کو گھر میں بٹھا
بھلا تجھ سے پوچھوں ہیں کیا بات اور — جو گزرا ہے حافظ وغیرہ کا دور
تھا تحصیل میں ملک سولاکھ کا[1] — کہ کھاتے تھے سب بے خلش جابجا
ہے جاگیر اب اون کی عشر عشیر — نہ گزرے گی اون کی ہوئے سب فقیر
یہ جاگیر ہے اون کے آٹے کا نون — رہے کون اور دیکھیے جائے کون
دیا مجھ کو اس طور، اوس نے جواب — کہ شامت سے اپنے ہوئے سب خراب
دعا کر تو اب اون کے حق میں ضرور — کہ حاصل ہو حق کی طرف سے سرور
خدا سب پٹھانوں کو سرسبز کر — نمک اون کا کھایا ہے میں بیشتر
خصوصاً ہمارے جو ہیں دوستدار — رہیں شاد و خنداں چو باغ و بہار
رہے فضل کی، حق کے اون پر نگاہ — سلامت رہیں اور رہیں دیرگاہ
کیا جنگ کا جنگ نامہ تمام — میں کرتا ہوں سب صاحبوں کو سلام

دعا ہے مجھے یاد کر اے حبیب
کہ تا فضل حق سے ہو جنت نصیب

---

[1] چنانچہ تحصیل بریلی اب تک کروڑ کے نام سے موسوم ہے

موجب تصنیف کتاب و خاتمہ مع الخیر

نہ تھا شعر کہنے کا مجھ کو شعور — کروں کیا، پڑی آ کے مجھ پر ضرور

جو تھا فتح خاں خان اماں کلاں — سخاوت کا جی اور شجاعت کی جاں

کیا اوس نے دنیا میں یہ انتخاب — پُل و مسجد و چاہ و تالاب آب

خلف، بعد اوس کے رہے جتنے کئی — تو اس وقت موجود ہیں تین جی

ہیں بیٹے و پوتے پر وتے کلاں — بہت خوش خصال اور شیریں زباں

میں سب اُن کے کنبے کا استاد تھا — بہت خوش تھا بے غم تھا آزاد تھا

خلف بہرہ ور اون کا حافظ عظیم — پسر اون کا دانا، محمد نعیم

جو وہ باپ کے گھر ہویدا ہوا — تو دُر کی طرح دُر یکتا ہوا

ہنرور، خردور، سخن ور جواں — مروت، محبت شجاعت نشاں

بدانش بزرگ و بہ ہمت بلند — بہ بازو دلیر و بدل ہوشمند

وہ گل کی طرح گلشن نو بہار — ہوا آ کے میرے گلے کا وہ ہار

کہا مجھ سے تم جنگ نامہ لکھو — بہندی زباں اوس کو موزوں کہو

کو ہندی سمجھنے میں آسان ہے — یہ اوستاد کا مجھ پہ احسان ہے

تو اریخ کے طور، پا دے قرار — ہمارا تمہارا رہے یادگار

کہا میں نے اوس سے کہ سن اے عزیز — نہیں شعر گوئی کی مجھ میں تمیز

نہ شعرا کی معلوم مجھ کو زباں — مری گفتگو اس طرح کی کہاں

سخن گفتن و شعر جاں سفتن است — نہ ہر کس سزای سخن گفتن است

کہا اوس نے یہ بات ہرگز نہ ہو — کہ تم جانتے ہو گے موتی پرو

تمہارا سخن لولوئے شاہ وار — سخنداں کے ہے گوش میں گوشوار

کہا میں نے اوس سے کہ اے مہ جبیں — سخنداں کے خرمن کا میں خوشہ چیں

مرا سن تو ہے ساٹھ سے کم سوا — سٹھے یہ ز مجھ سے کہ میں سٹھ گیا

یہ سن کر مرے گرد داماں ہوا　　گلوگیر مثلِ گریباں ہوا
کبھی کرتا آزردگی کا کلام　　کبھی کرتا چوں شاخ گل جھک سلام
میں دیکھا کہ خفگی ہے ہر ایک دم　　تو لاچار ہو میں نے پکڑا قلم
زمانے سے گو دل مرا تھا دو نیم　　ہوا اس کا باعث محمد نعیم
لکھی میں نے اس جنگ کی داستاں　　جو آنکھوں سے دیکھا و کانوں سنا
جو تحقیق پہونچا مجھے ہر مکاں　　اسی طرح 'میں' سب لکھی داستاں
کیے میں نے تصنیف تیرہ سے اشعار　　کہ تیرہ صدی کا رہے یادگار
مرتب جو میں کر چکا داستاں　　لے آیا میں پیش اوستادِ زماں
امیر سخن، خسروِ شاعراں　　سرِ ہمسراں، دلبرِ دلبراں
جو [1]ہے سب علوموں پہ قدرت تمام　　میاں مولوی قدرت اللہ نام
اگرچہ تخلص کیا اپنا شوق　　کہ شعرائے دوراں پہ تھا اون کا ذوق
فن شاعری میں بہت خوش کلام　　رہے وہاں پہ شعرا کا مجمع تمام
میں جا ان کی خدمت میں یوں عرض کی　　کہ اے واقفِ نکتۂ شاعری
کہ ہو اس پہ الطاف سے یک نگاہ　　کہ تا دخل کو ہو کسی کے نہ راہ
کہ پڑھ کر مرے شعر دے مجھ کو داد　　کرے میرے بیتوں کے اوپر تو صاد
جو الفاظ تھے اون میں کچھ سخت سست　　توجہ سے اپنے کیے سب درست
پڑھا یا سنا جس نے کی یک نگاہ　　کہا آفریں واہ واہ واہ واہ!
لکھا میں نے از بہر ابن عظیم[2]　　عزیز دل و جاں محمد نعیم
جو پورا ہوا میرے دل کا خیال　　میں کرتا ہوں سب سامعوں[3] سے سوال

ے ۱ در نسخہ س ہے در نسخہ ب جو تھی
ے ۲ در نسخہ ب ابن العظیم
ے ۳ در نسخہ س سامعین

دعا میرے حق میں کرو زود' تمر   کہ رحمت سے ہو حق کی مجھ پر نظر
مرا خاتمہ خیر سے ہو تمام
بفضل محمد علیہ السلام

ضمیمہ ۱

جنگ نامہ

میر تقی میر

اب کے نواب رام پور آیا ناگہاں اس طرف خدا لایا
آگے آتا تھا بہر سیر و شکار مارے یکسر روہیلے تھے اس بار[۱]
گرد تھی فوج کی سپہر تلک بن گیا اور ایک تازہ فلک[۲]
جمع افغاں پسر تھے اس جاگہہ لیک سارے تھے جنگ نا آگہہ
یہ نہ سمجھے وزیر کوہ وقار ہے تحمل سے رہ میں دیر گزار
یعنی تخریب ایک آن میں ہے روکشی ان کی بکر شان میں ہے
ہاتھی[۳] سے وہ پیش جنگی کر دانتے دے دے گرے ہراول پر
دیکھ کر لوگ تھوڑے ٹوٹ پڑے پکے پھوڑے کے رنگ پھوٹ پڑے
جٹے تلواروں ہی فرنگی سے[۴] مرے مارے بہت کڈھنگی سے
تھا تہور نہ یہ شجاعت تھی ساعت جنگ[۵] تا قیامت تھی

---

۱ نسخہ ب میں یہ مصرع اس طرح ہے:

ع بازی یکسر روہیلی ہے اس بار

۲ نسخہ ا میں یہ شعر موجود نہیں ہے نسخہ ب میں موجود ہے

۳ در نسخہ ب بے ہتی

۴ نسخہ ب یہ مصرع اس طرح ہے: جتھے تلواروں میں فرنگی سے

۵ در نسخہ ب یا

تھے نشے روہیلے گرم[1] جنگ — لوتھوں سے ہو گیا تھا عرصہ تنگ
گورے کالے جدا جدا کیا تھے — دونوں مردم گیاہ سے یک جا تھے
دیو کا بھی نہ ٹھیرے پا اوس جا — تھا انھوں کا جہاں ثباتِ پا
سہل سردار سمجھا یہ مرنا — اللہ اللہ ترا جگر کرنا
توپ پر آن کر چلی تلوار — جھیل کر زخم لڑ موا سردار
صاحب اک اور اس کی جا آیا — جن نے ایسی بلا[2] کو چھوایا
جنگ مغلوبہ تھی گتھے باہم — مرتے تھے دونوں اور کے رستم
صاحب انگریز کے گرے اکثر — تھک گئے لڑتے مرتے ہم دیگر
نہ کے ایک باڑھ[3] پہلو سے ماری — صف الٹ دی حریف کی ساری
لشکری سب ہراس ہمیت تھے — سبز جو پڑ ہوئے تھے کھیت رہے[4]
لاش پر لاش[5] گر کے ڈھیر ہوئے — بھو کے مرنے کی جی[6] سے سیر ہوئے
پیچھے سردار تھا پٹھانوں کا — دیکھا جانا جدا ونے جانوں کا
خوابِ غفلت سے چونک صاحب بھاگا — دست پاچہ ہوا گیا بھاگا
مارے بھاگوں کو فوج نے لوٹا — مرگیوں میں سے بھی نہ اک چھوٹا
غارت از بسکہ لشکری لائے — کشتوں[7] سے اشرفی روپے پائے
وہ جو بھاگا تھا معرکہ سے رئیس — بھاگا یوں جیسے پیش اسپ سئیس

---

۱ در نسخہ ب محو
۲ در نسخہ ب ہلا
۳ در نسخہ ب تاک کر باڑھ
۴ در نسخہ ب ہرے
۵ در نسخہ ب نعش پر نعش
۶ در نسخہ ب مرتے کو
۷ در نسخہ ب نعشوں

ہوئے ہیں جو روہیلے[1] ظلم شعار کٹتے[2] جاتے تھے شہر راہ گزار

رام پور میں بھی آکے رہ نہ سکا وہ خدا گیر بات کہہ نہ سکا

گیا وہاں سے بھی[3] لے کے کچھ اسباب کہ لگا آیا لشکر نواب

لی پناہ اون نے جاکے زیر کوہ واں بھی تھا ساتھ کوہ کوہ انبوہ

تھا پہاڑوں کے آگے جنگل بھی نہیں ناکے پہ تھا یہ دنگل بھی

وہاں روہیلے ہوئے اکٹھے سب بعد دو چار پنج روز و شب

عجز کی راہ سے کیا پیغام ہم ہیں نواب کے کمینہ غلام

بندگی[4] رہتے ہیں باوجود خطا تم سے صاحب امیدوار عطا

لطف کریے امیدواروں پر رحم کریے گنہگاروں پر

ہم غلامی میں ہوتے ہیں حاضر اب نہ خدمت سے ہووینگے قاصر

کسو صاحب کو ہو حضور سے حکم موجب طور[5] وہ ہے دور سے حکم

کہ مجھے اپنے یہاں پہ[6] لے جاوے پانو کتنے کے عاجز اب آوے[7]

ذات نواب ہے کرم سیرت کہا صاحب کو تم بصد عزت

معرفت اپنی[8] جاکے لاؤ اسے پاس خیمے میں لا بٹھاؤ اسے

---

[1] درنسخہ ب جو ہیں

[2] درنسخہ ب لٹتے

[3] درنسخہ ب بھاگا واں سے ہے

[4] درنسخہ ب بندے

[5] درنسخہ ب طوع

[6] درنسخہ ب ہاتھ

[7] درنسخہ ب آیا وے

[8] درنسخہ ب اپنے

یا کہ خیمہ کرد جدا استاد — ہم اسے وقت پر کریں گے یاد
لایا صاحب چنانچہ خود جا کر — پاسی[۱] کرتا ہے تا نفر چاکر
سر میں اوس کے خیال باطل تھا — آپ بھی وہ جوان جاہل تھا
گفتگو میں کجی لگا کرنے — ہوا موجود مارتے مرتے
چاہتا تھا کہ آپ کو مارے — بارے ہتھیار چھن گئے سارے
رفقا کے تئیں نکال دیا — رخنہ کر ہٹلوؤں کو ٹال دیا
اوٹھ گئے جو حرام زادے تھے — ہو چکے دل میں جو ارادے تھے
عاقبت اوس کو باندھ کر بھیجا — کہا پلٹن سے لکھنؤ لے جا
جمع تھے لوگ سو پریشاں ہیں — رہ گئے ہیں سو عجز کیشاں ہیں
جنگ نے صبح کے تئیں ہے نہ شام — آشتی کے ہیں اب پیام سلام
غالباً صلح آج کل ہووے — ہر طرف[۲] جنگی خلل ہووے
لے کے اب ملک و مال سب نواب — قصد رکھتے ہیں لکھنؤ کا شتاب[۳]
سال تاریخ کا تھا مجھ کو خیال — لطف کے رو سے کی ملک نے مقال
کائے سخن گستر و جہاں استاد — فتح نواب سے کر اب دل شاد

۱۱۷۹ + ۳۰ = ۱۲۰۹ھ

میر کوئی غزل کہو اب تم
لذت شعر میں رہو خود گم

---

۱ درنسخہ ب پاس
۲ درنسخہ ب یرطرف
۳ نسخہ ب میں مصرع اس طرح ہے۔ ع راہ لیتے ہیں لکھنؤ کی شتاب

ضمیمہ ۲۷

نظم عبدو[۱]

طور پر اس چرخ کے غور جو کرتے ہیں ہم
جو رسا اور سب دور میں ہے اس کے کم

کس کو نہ گردان کیا گردش افلاک نے
کس کو ملایا نہیں گرد میں اس خاک نے

کس کو ہلاکت نہ دی دہر کے سفاک نے
کس کے نہ سر پر چلی، چرخ کی تیغ ستم

خان محمد علی تھا جو وہ نواب دہر
مہر میں تھا مثل مہر قہر میں تھا قہر سپہر

جب سے دکھایا اسے دہر نے کچھ قہر و مہر
کہنے کی حاجت نہیں ہے وہ عیاں اور علم

چرخ نے اول اسے ملک کا مالک کیا
نقد ریاست کا سب ہاتھ میں اس کے دیا

دے کے یہ اول قلے جان کو آخر لیا
لکھتے ہوئے اس کا حال جاری ہیں اشک قلم

شوکت شاہانہ تھی، اس کی نشانِ جلال
کیجیے کہاں تک بیاں اس کا شکوہ کمال

حکم سے اس کے کوئی پھیرے جو سر کیا مجال
کس کی یہ طاقت تھی واں رکھے جو بڑھ کے قدم

جو کہ تھے ارکان ملک اس سے وہ ڈرتے تھے سب
جتنے تھے سردار فوج رعب میں مرتے تھے سب

حکم کو اس کے ادا خوف سے کرتے تھے سب
غیر اطاعت وہاں کوئی نہ مارے تھا دم

وہم حضوری نے، جو دل میں کیا سب کے راہ
دشمن جان اس کی سب ہوگئی قوم سپاہ

اس کی اذیت پہ سب، اپنی رکھے تھے نگاہ
مل کے کیا اتفاق قتل پہ اس کے، بہم

اس کے برادر پہ جا، سب نے یہ اغوا کیا
بہر ریاست تمھیں حق نے ہے پیدا کیا

تم نے ریاست کا کیوں ترک ارادہ کیا
حکم کی نوبت بجا، کیجیے، یالاعلم

جوہر انصاف کو صاف مکدر کیا
نسخۂ اخلاص کو جمع ہو، ابتر کیا

قتل کا نواب کے روز مقرر کیا
کچھ بھی نہ باقی رکھا، جو تھے مروت میں نم

الغرض اس روز سب، جتنے تھے وے کینہ ور
جمع ہو نواب کے بیٹھے، وہ دروازے پر

کر کے وہاں بندوبست بھائی کو بھیجی خبر
آیا شتابی سے وہ ساتھ لے اپنے خدم

سب کے تھی شانوں پہ تیغ اور تھی ہتوانے ڈھال
جا کے بھوکے تھے سب خون کے پیاسے کمال

---

۱ ملاحظہ ہو اخبار الصنادید جلد اول ص ۶۲۱ - ۶۲۵

جا کہا نواب سے ایک نے یہ دیکھ حال
آج تو بے طور سا لوگوں کو دیکھے ہیں ہم

غفلت نواب کا کیجئے کہاں تک بیاں
بیٹھا تھا دالان میں، صرف بیک جسم و جاں

سُن کے وہ اس بات کو کچھ نہ ہوا بدگماں
بولا کر بھائی کو تو کرتا ہے کیوں مُتّہم

پھر تو نکلا یک وہیں آیا رخِ کینہ خواہ
بولا وہ نوّاب سے کرکے غضب کی نگاہ

تو نہیں قابل کہ ہو صاحب ملک و سپاہ
حکم کی مسند سے اب اپنا اٹھا لے قدم

کیا کہوں نوّاب کی زور و شجاعت کی بات
کہنے میں آتی نہیں، قدرت کی اس کی صفات

کچھ نہ ہوا خوف مرگ اور نہ فکرِ حیات
سنتے ہی اٹھ کر کیا تیغ کو اپنی علم

اس کا نہ غمخوار ایک اس کے تھے غمخوار سب
کوئی نہ اس کی مدد، اس کے مددگار سب

اس کی سپر اس کا جسم، اس کے سپر دار سب
اس کے تھے ہمدم ہزار اس کا تھا بس ایک دم

چلتا تھا جو اس کا ہاتھ اس پہ تھا وہ کارگر
اس کا جو ہوتا تھا وار، لیتے تھے سب ڈھال پر

آخر اک شخص نے سونٹے قفا جائے کر
زخم دیا کارگر ہائے کیا کیا ستم

پھر تو ہر اک طرف سے جوشش طوفاں ہوا
دست بداماں تھا جو دست گریباں ہوا

کرتا تھا جو پائے بوس سر کا وہ خواہاں ہوا
چرخ کی الٹی ہے بات کیجے کہاں تک رقم

الغرض اعدا نے یوں کر کے اسے تنگ حال
تھا جہاں زخمی کیا لائے وہاں سے نکال

لے چلے مجبور کو ایک مکانے میں ڈال
لاکے رکھا تھے جہاں، باپ کے اہلِ حرم

دیکھ کے غمگیں ہوئیں اس کو وہ پردہ نشیں
حیلہ سے جراح کو سب نے بلا یا وہیں

زخموں پہ ٹانکے دیئے گرد سب اس کے رہیں
کرتی تھیں غمخوارگی مل کے وہ ہمشیر و عم

جانا عدو نے کہ وہ کرتی ہیں تیمار کو
حکم دیا تب تو پھر چند ستم گار کو

لاؤ وہاں سے شتاب، زخمی سرشار کو
تا کہ شتابی سے وہ جائے بطرف عدم

پہنچے وہ نااہل سب تھیں جہاں وہ پہنگ
ہو گئیں سب محرمات ان کے مقابل بجنگ

لیک نہ تھا کچھ سلاح انہیں، بجز چوب و سنگ
جتنا کہ مقدور تھا، اس میں کیا کچھ نہ کم

مردم نااہل نے، محل میں بلوہ کیا
زخمی سرشار کو، واں پہ نہ رہنے دیا

---

۵۱ یہ بیان صحیح نہیں نواب غلام محمد خاں نے اس موقع پر ہتھیار کا استعمال مطلق نہیں کیا تھا۔

چاہیں تھے خونی یہ سب خون کو اس کے پیا — کھانے کو اس کا جگر، خالی تھا سب کا شکم
شہر کے پھر متصل، ایک قلعہ خام تھا — اس تن مجروح کو قید کیا واں پہ جا
کتنے ہی دن اس طرح قید میں ڈرتا رہا — خواب و خورش کچھ نہ تھی خطرے سے ڈینے کے ہم
پایا اس ایام میں، زخموں نے کچھ التیام — زیست کی اس کی ہوئی لوگوں کو امید خام
لیک وہ اعدائے جاں فکر میں تھے صبح و شام — گزرے تھا جو دم بخیر اس کو تھا وہ مغتنم
آہ کہ آخر کو وہ دشمن فرصت طلب — پائے کہ غافل اسے خواب میں ہنگام شب
ضرب سے بندوق کی لائے پھر اس پر غضب — خاک میں غلطاں کیا اس کا تن محتشم
پھر تو مقابل ہوئی آ کے شہادت وہیں — جاں فلک پہ گئی جسم رہا بر زمیں
رحمت حق سے ہوا داخل خلد بریں — منزل حادث کو چھوڑ، پایا وہ ملک قدم
قتل کی نواب کے شہر میں پہونچی خبر — شور قیامت اٹھا، دربدر و گھر بہ گھر
چاک تھے سب کے جگر خاک تھی سب کے بسر — ساحت دل سے کیا تعلق کے راحت نے رم
بیگم عالی جناب سن کے یہ شوہر کا حال — کرتی تھی جس طور غم، کہنے کی کس کو مجال
چہرہ تھا جو غم سے زرد پھر وہ ہوا خوں سے لال — آہ سپہر دو رنگ تو نے دیا کیا الم
دیدۂ گریاں تھی وہ سینہ بریاں تھی وہ — خاک بداماں تھی وہ چاک گریباں تھی وہ
خشم سے لرزاں تھی وہ چشم سے طوفاں تھی وہ — پیٹنے سے دونوں ہاتھ تھامے نہ رہتے تھے تھم
آہ کہ اطلس سے تھا جس کے بدن کو مماس — اس کو فلک اطلسی خاک کا دیوے لباس
جو کہ ہو امید گاہ اس کو ہو پھر اتنی یاس — جو کہ ہو غمخوار خلق ہائے اسے اتنا غم
اس کا وہ فرزند خاص، نور دو چشم بصر — زندہ رہے دانا تا کہ ہیں شمس و قمر
وائے کہ اس چرخ نے اس کو کیا بے پدر — ہائے یہ سن صغیر اس پہ یہ گزرے ستم
چرخ یہ لائق نہ تھا اس کو کرے تو یتیم — باپ کی آغوش میں اس کو تھا رکھنا مقیم
بادِ خزاں یاں نہ چل ہے یہاں چلنے نسیم — ہے نہ مکانِ ستم، ہے یہ مکانِ کرم
آخرش اس لاش کو لائے وہاں سے اٹھا — دفن کیا اس جگہ تھا کہ جہاں مدرسا

عبد اب اس گو رپر جا کے تو پڑھ فاتحہ
قصہ کو کر مختصر اب نہیں آنکھوں میں نم

ضمیمہ ۳۷

انتخاب تاریخ بدیع

(امیر اللہ تسلیم)

اٹھاؤں ذرا کلکِ ندرت نگار — لکھوں حالِ نیرنگیٔ روزگار
کہ نوابؔ[1] کے بعد شام و سحر — رہے یادگارِ جہاں دو پسر
گرامی تریں باعثِ اعتبار — محمد علی خان والا تبار
دوم وہ کہ جن کے لقب میں مدام — مضافِ محمد ہے لفظ غلام
کیا افسروں نے بصد کرّ و فر — بڑے بیٹے کو جانشینِ پدر
دیا حکم اربابِ اعزاز و جاہ — پئے نذر حاضر ہوں پیشِ نگاہ
تامل ہوا سب کو اس باب میں — پڑے فکر کے پیچ و گرداب میں
جو عمدہ اراکینِ درگاہ تھے — بخوبی طبیعت سے آگاہ تھے
کہ سفاکیوں میں ہیں یہ لاجواب — نہیں تندخوئی میں ان کا جواب
خودی خودپسندی طبیعت میں ہے — ستم پیشگی ان کی خلقت میں ہے
خبر یہ بھی دن رات مشہور تھی — محافل میں ہر سمت مذکور تھی
کہ جب آصف الدولہ نے کر کے چاہ — رچایا پسر خواندہ[2] کا اپنے بیاہ
وہاں پیش نوابِ گردوں وقار — امامیہ مذہب کیا اختیار
دل آزردہ تھے سب اکابات سے — نہ ہوتے تھے راضی کسی گھات سے
نہیں چاہتے تھے کہ یہ محترم — ریاست سے ہوں مفتخر محتشم
اسی بارہ سو نو (۱۲۰۹) میں سب اہل کیں — کہ ماہِ محرم کی تھی تیرھویں
ہوئے جمع یک جا پیادہ سوار — کہ نوکر تھے مجموع چودہ ہزار

---

[1] نواب فیض اللہ خاں [2] نواب وزیر علی خاں

پہنچ کر اسی فتنہ و شور سے | لیا ساتھ انھیں جبر[1] سے زور سے
جو دروازے پر پہنچے وہ فتنہ گر | ملے ایک سردار فرخندہ فر
دلیر اور خان ان کے تھا نام میں | یہ آغاز میں تھا وہ انجام میں
نظر گاہ تک صحن دیوان عام | ہوا لشکری لوگوں سے پُر تمام
محمد علی خاں کو جب چار سو | یہ ہنگامہ آیا نظر روبرو
بہ یک دست سے تیغ کو کھینچ کر | کیا وار غصّے میں نواب[2] پر
سپر پر لیا وار تلوار کا | کیا شکر ادا بخت بیدار کا
محمد علی خاں نے بیگانہ وار | کیا بھائی پر اپنے جس وقت وار
فراہم تھے ارباب شر جس قدر | ہوئے چار سو ڈر سے زیر و زبر
چلے وار قوم ستم گار کے | گرے کھا کے یہ زخم تلوار کے
مگر بڑھ کے ماموں وہاں آگئے | بچانے کو نواب کے چھا گئے
رہے مدعی قتل کرنے سے باز | دلوں میں ہوئے اپنے اندیشہ ساز
کہا پا کے فرصت دم اضطراب | کہ پہنچا دو مجھ کو محل میں شتاب
سنا ہے وہاں آپ نے بے خطر | کیا یاد بیٹے کو پیش نظر
جب احمد علی خان والا تبار | گئے پیش چشم پدر اشکبار
کہا جو مقدر میں تحریر تھا | جو کچھ صدمۂ خار تقدیر تھا
میں پیمانۂ عمر بھرتا ہوں آج | تمھیں دو نصیحت یہ کرتا ہوں آج
کہ اول امامیہ مذہب ہوں میں | ولائے علیؑ سے لبالب ہوں میں
اگرچہ سمجھتا ہوں میں خستہ تن | کہ اس طرح مشکل ہے دفن و کفن
وہیں ان کو بھی اپنے آئین کی | زبانی اسی وقت تلقین کی
دوم مستغیثانہ جا کر یہاں | کرو آصف الدولہ سے سب بیاں

---

[1] د۔ [2] نواب غلام محمد خاں

یہ کہہ کر نہ باقی رہا ہوش وہ ۔۔۔ صدائیں نہ پھر آئیں تا گوش وہ
طلب کر کے بہنوں نے جراح کو ۔۔۔ مقدم کیا ان کی اصلاح کو
ادھر سُن کے نواب کو ہوش میں ۔۔۔ پھر آئے ادھر مدعی جوش میں
اسی مدت قید میں ناگہاں ۔۔۔ ہوئی اور بھی ایک صورت عیاں
ملے مصطفےٰ خاں سے انجام کار ۔۔۔ محمد علی خاں گردوں وقار
امیروں کے غدر، افسروں کے ستم ۔۔۔ کیے ایک عرضی میں خفیہ رقم
امید تظلم میں زنہار ہیں ۔۔۔ روانہ کی آصف کی سرکار میں
کہا یہ سلامت رہیں گے اگر ۔۔۔ تو پھر کوئی فتنہ اٹھائے گا سر
کہا ایک نے پھر سوائے ہلاک ۔۔۔ یہ دن رات کا قصہ کیوں کر ہو پاک
یہی گفتگو ہو رہی تھی یہاں ۔۔۔ کہ ناگاہ بول اٹھا الہام خاں
رہیں آپ پابند قول و قسم ۔۔۔ کیے دیتے ہیں آپ یہ کام ہم
گیا ہوگا کچھ دور وہ زشت رو ۔۔۔ ملا اور بھی راہ میں اک عدو
پس لفظ منشا فقط رام تھا ۔۔۔ یہی اُس بد انجام کا نام تھا
کہا اس نے میں ہوں تمہارا شریک ۔۔۔ چلا ابن کے الہام خاں کا شریک
تپنچا کیا ایک نے بڑھ کے فیر ۔۔۔ ہوا زخم سے جس کے احوال غیر
بڑھا دوسرا کینہ جو بد گہر ۔۔۔ کیا گردے پر اس نے گولی کو سر
اُدھر ان خبیثوں کے منہ مڑ گئے ۔۔۔ اِدھر آنتوں کے چیتھڑے اڑ گئے
اٹھا کر ستم ہائے فوج پلید ۔۔۔ ہوئے یوں محمد علی خاں شہید
پئے استغاثہ برائے دلیل ۔۔۔ ہوئے مصطفےٰ خاں مقرر وکیل
عریضے میں تفصیل سے یک قلم ۔۔۔ کیا مستغیثانہ زیب رقم
وزیر الممالک کی سرکار میں ۔۔۔ کیا بھیج کر پیش دربار میں
اُدھر سے بھی اک خاندانی رئیس[۱] ۔۔۔ گئے لکھنؤ خود بہ نفس نفیس

---

۱ فتح علی خاں

ملے جا کے دیوانِ سرکار سے   کیا حال سب حُسنِ گفتار سے
ہوئے سُن کے برہم وہ عالی جناب   نہ باقی رہی پھر طبیعت کو تاب
اسی حالتِ غصہ و قہر میں   بلایا رزیڈنٹ کو شہر میں
اسی وقت آ کر بصد کرّ و فر   دیا حکم جنرل کو بہرِ سفر
وہ افسر مع فوج سامانِ جنگ   روانہ ہوئے سوئے میدانِ جنگ
ادھر ہمرہِ لشکرِ بے شمار   ہوئے آصفِ جم حشم بھی سوار
دوالی کے دن حکم نوّاب سے   بڑھی فوج سامان و اسباب سے
اٹھا کر مسافت کی تکلیف و رنج   کیے خیمے پیش و پسِ میر گنج
دمِ صبح مردانِ فولاد سنج   ہوئے داخلِ مغربیِ فتح گنج
ادھر آصفی فوج بھی بے درنگ   پہنچ کر مقابل ہوئی بہرِ جنگ
نصاریٰ کی کنپو جو ہمراہ تھی   شب و روز دل سوز بدخواہ تھی
وہ سنکھا کے پل تک پہنچ کر مقام   اقامت کا کرنے لگے انتظام
ترائی میں کالے ہوئے خیمہ زن   بڑھے گورے باندھے ہوئے سیکن
بڑے افسر اُس فوجِ جرار کے   عمر خاں بھی تھے مصطفیٰ خاں بھی تھے
بہم خوب تلوار چلنے لگی   عداوت دلوں سے نکلنے لگی
وہ افسر سوارانِ کفار کا   ہوا حصہ خونریز تلوار کا
پس پشت افسر جو تھے توپ پر   انھوں نے کیا دوربیں سے نظر
چلا فوج پر ہر طرف سے گراب   بہادر گرے خاک پر بے حساب
ہزاروں سوئے خلد راہی ہوئے   قبول شہادت پناہی ہوئے
ادھر سینے پہ کھا کے ضربِ شدید   ہوئے گولی سے مصطفیٰ خاں شہید
تہور کے عالم میں چھوٹے بڑے   نظر کی طرح توپوں پہ جا پڑے

۱؎ جارج برنگٹن ۲؎ جیری ۳؎ دلیر خاں

ہوئی لبسکہ فی النار قوم نا پلید — جہنم گیا بھول ہل من مزید
کئی توپیں گوروں کی قوت کے ساتھ — اِدھر کھینچ لائے شجاعت کے ساتھ
جو کنیبو ترائی میں تھا تازہ دم — کی اُس کو یہ جنرل نے چٹھی رقم
قدم جلد اٹھاؤ کمک کے لیے — اُسی وقت آؤ کمک کے لیے
غرض جب وہ کنیبو لبصد کروفر — صف آرا ہوا آکے پیشِ نظر
خداوند نے حسنِ گفتار سے — کہا لشکرِ چیپ کے سردار سے
تمہیں اب یہ لازم ہے ہمت کرو — بڑھو آگے مردانہ جرأت کرو
یہ سردار نے سن کے ترغیبِ جنگ — کیا عرض نوآب سے بے درنگ
نہیں جین سے یہ کنارہ کشی — فقط دل کی ہے آج یوں ہی خوشی
گھڑی بھر میں میدان روزِ مصاف — نظر آیا مثلِ کفِ دست صاف
برسنے لگیں گولیاں چارسو — تڑپنے لگے خستہ جاں چارسو
رہی فوج نوآب کم اور بھی — ہوا قہر میں یہ ستم اور بھی
گرابوں کی بوچھار پڑنے لگی — نصاریٰ کی سب فوج لڑنے لگی
زیادہ چہارم سے بھر کٹ گئے — گڑھے کشتہ و خستہ سے پٹ گئے
اب اس فوج میں کل پیادہ سوار — رہے زندہ باقی اڑھائی ہزار
گوارا غم و رنج و فرقت کیا — یہ مجبوری ان کو بھی رخصت کیا
فقط رہ گئے خود بہ نفسِ نفیس — چپ و راست دو خاندانی رئیس[1]
یہ ٹھہرا کہ وہ دونوں عالی گہر — ہوئے مستعد قصرِ دل خواہ پر
اسی وقت باگ اسپ نوآب کی — کسی حیلے سے پھیر کر کاٹ دی
ہوئی شہرت آخر اس آئین کی — کہ بگڑی لڑائی خوانین کی
محل میں تھے جتنے صغیر و کبیر — زن و مرد اطفال برنا و پیر

۱؎ نواب زادہ نصراللہ خاں و احمد یار خاں

یہیں چھوڑ کر شان و شوکت کے سنگ | روانہ ہوئے تھے سوئے لال ڈانگ
وہیں پہنچے نواب جم جاہ بھی | وہ دونوں عزیزان ہمراہ بھی
فراہم کیے کچھ پیادہ سوار | کیے مورچے ہر طرف استوار
وزیر الممالک نے انجام کو | گوارا کیا رسم پیغام کو
روانہ کیا ایک لائق سفیر | کیا اس سے بے پردہ راز ضمیر
یہ کل جھگڑے پہلی ملاقات میں | ابھی ہوں گے طے بات کی بات میں
اِدھر تو یہ تھی صورتِ التیام | اُدھر جیری صاحب نے بھیجا پیام
کہ دل میں نہ وسواس کچھ لائیے | مرے پاس تنہا چلے آئیے
ہوا جب یہ ہنگامۂ گرم سرد | نہ باقی رہی آب و تابِ نبرد
وہاں سے میانِ نشاط و سرور | بڑھی فوج آصف سوئے رام پور
عمائد کے ساتھ آصف مہر فر | ہوئے شہر میں جلوہ بخشِ نظر
رئیسانہ انداز و معمول سے | ملے ابن نوابِ مقتول سے
بزرگانہ فرما کے شفقت وہیں | کیا شان و شوکت سے مسند نشیں
نئی طرح کے ساز و ساماں ہوئے | رئیس آخر احمد علی خاں ہوئے
کیا نائب ان عمدہ سردار کو | جو محکم کر آئے تھے اقرار کو

حضور ارا کین جاہ و حشم
ہوا دونوں میں عہد نامہ رقم

فرہنگ

آب۔ آبرو۔ رونق

آپ۔ دھاپ۔ نفسی نفسی

آزار۔ بیماری۔ دکھ۔ روگ

آگ اپجنا۔ فتنہ و فساد بھڑکانا

ادھ موا۔ نیم جاں۔ قریب ہلاکت۔

اٹھ دھات۔ آٹھ دھاتوں سے مرکب۔

ٹھوس۔ مضبوط

اغوا کرنا۔ ورغلانا۔ بہکانا۔

اگارے بدھائے۔ کھلم کھلا۔ علی الاعلان

التیام۔ زخم بھرنا۔ میل ملاپ

الوپ۔ پوشیدہ۔ مخفی۔

اوجھڑ۔ جھڑپ۔

اوجھڑی۔ جانوروں کا معدہ

اُدر۔ سمت۔ طرف۔

ادل۔ ضمانت، ضمانت کے طور پر حوالے کرنا

ایک کا جنا۔ حلالی۔ جائز اولاد۔

باب۔ ایک قسم کا سرکاری ٹیکس۔

بارھویں مشتری ہونا۔ زائچہ کے بارھویں
خانے میں مشتری کا ہونا۔ خود
صاحب زائچہ کے لیے منحوس ہوتا ہے

باڑھ۔ دھار۔ دم شمشیر۔

بازی دینا۔ دھوکا دینا۔

بانسی۔ بانس۔ بانس کا جنگل

بانیٹ۔ بنیٹی چلانے والا

بانیٹی۔ ایک قسم کا اسلحہ۔ بانس کے
دونوں سروں پر کپڑے کی مشعل
باندھ کر اس طرح پھراتے ہیں کہ چکر
بندھ جاتا ہے۔

باؤلا۔ دیوانہ۔ پاگل۔ بدحواس

بخشی۔ شاہی زمانے کا فوجی منصب دار
جس کے فرائض میں فوج کی تنخواہ کی
تقسیم اور حساب کتاب بھی ہوتا تھا۔

بدحرکتی۔ نامناسب بات۔ بغاوت
سازش۔

بدرہ۔ تھیلی۔ ہمیانی۔ توڑا۔

بدری۔ چھوٹی تھیلی

برآورد۔ تنخواہ کا کاغذ۔ Ray Roll

برچھا۔ بھالا۔ بلّم۔

برزہ۔ ایک پرند کا نام۔

بغارا۔ چھید۔ گہرا زخم۔ رخنہ

بکیت بانک کا فن جاننے والا۔

بکیتی بانک کا فن۔

بَن۔ گھنا جنگل

بنگلہ۔ چھپر کا مکان جو انگریزی قطع کا
بنا ہوتا ہے۔

بہی۔ مہاجن کے حساب اور کھاتہ لکھنے
کی کتاب۔

بیٹھک ہونا۔ حساب ہونا۔ تنقیح ہونا

بیلدار۔ پھاوڑے سے زمین کھودنے والا۔

بینا۔ چننا۔

بھارت۔ جنگ۔ لڑائی

بھاگ۔ قسمت۔ خوش نصیبی۔

بھڑ بھیڑ۔ بہت بھڑ۔

پاسی کرنا۔ نگاہ بانی کرنا۔ حفاظت کرنا۔

پائین باغ۔ مکان کے اندر کا باغیچہ۔ جو
بالعموم نشیب میں ہوتا ہے۔

پٹا۔ ایک قسم کے فن سپہ گری کا نام جس

کو پھری گدکے سے کھیلتے ہیں۔

پٹیت۔ پٹے باز۔ پھری گدکے سے
کھیلنے والا۔

پٹیتی۔ پٹے بازی کا فن

پٹھے۔ نوجوان۔

پرا باندھنا۔ صف باندھنا۔

پرپر کرنا۔ پاخانہ نکل جانا۔ ہگ رہنا۔

پرت پڑنا۔ میزان ہونا۔

پشم اپاڑنا۔ کسی قسم کا نقصان پہنچانا۔

پگڑی اتارنا۔ عزت بگاڑنا۔

پلا کرنا۔ دور جانا۔ زور تک پہنچنا۔ تعاقب
کرنا۔

پَلا۔ طرف۔ مقابل گروہ۔

پودنا۔ ایک چھوٹا سا پرندہ

پور۔ بیٹا۔

پوربیا۔ پورب کا باشندہ۔ سپاہی پیشہ۔

پوری پڑنا۔ کامیابی ہونا۔ بافراغت کسی
کام کا تکمیل کو پہنچنا۔

پوئی۔ گھوڑے کی بے تحاشا دوڑ۔ سرپٹ
دلکی چال۔

پھیکھنا۔ ناپسندیدہ بات ناپسندیدہ کام

پھاگ کھیلنا۔ ہولی کھیلنا۔ عیش کرنا۔
خوشیاں منانا۔

پھول جانا۔ خفا ہو جانا

تاپ۔ بخار

تجاری۔ تیسرے دن کا بخار۔ باری کی تپ۔

تختہ۔ تین یا پانچ کا چھوٹا سا ٹکڑا۔

ترک۔ مسلمان۔

تظلم۔ ظلم سے فریاد کرنا۔

تعہد۔ عہد۔ عہد نامہ۔ وعدہ۔

تقید۔ تاکید۔ تنبیہہ۔

تُکّا۔ ایک قسم کا تیر جس میں نوک کی بجائے
گھنڈی ہوتی ہے۔

تلنگے۔ سپاہی۔ ابتدا میں انگریزوں نے
تلنگانہ میں فوج بھرتی کر کے اس
کو انگریزی لباس پہنایا تھا۔ اس وجہ سے
انگریزوں کی پیادہ سپاہ کا یہ لقب ہو گیا

تلے۔ نیچے۔

تئیں۔ لیے۔ کو۔

تیغہ۔ خنجر۔ چھوٹی تلوار۔

تیمار۔ غم کھانا۔ غم۔ معالجہ۔ مریض کی
خبر گیری۔ غم خواری۔

تیماری۔ مریض کی خبر گیری کرنا۔ غم خواری
کرنا۔

تُھکت ہونا۔ ذلیل ہونا۔

ٹک۔ ذرا۔

ٹہلوا۔ خدمت گار۔

ٹھور۔ جگہ۔ مقام۔ ٹھکانہ۔

جا ضرور۔ پاخانہ۔ براز

جُٹنا۔ بھڑنا۔ گتھنا۔ پیچھے پڑنا۔

جُجھ۔ لڑائی۔ جنگ۔ اس کی اصل
بُدھیہ۔ युद्ध ہے

جرگا۔ گروہ۔ فرقہ۔

جرگا کرنا۔ کسی قضیے کا پنچایت میں فیصلہ کرنا۔

جُرّہ۔ باز کی مادہ۔ ایک قسم کا شکرا۔

جڑنا۔ مارنا۔

جگر کرنا۔ حوصلہ کرنا۔

جمع کرنا۔ آمدنی۔ محاصل۔ میزان۔

جناں۔ جنت کی جمع۔ مغروری۔ پوشیدگی۔

جعفری۔ ایک قسم کا زرد گیندے کا پھول۔
گل اشرفی۔ زرد۔

جلد کار۔ جلد باز۔ جلدی کرنے والا۔

جمع دار۔ جماعت دار۔ جماعت کا سردار
جماعت کا افسر۔ سپاہیوں کا سردار۔

جورو۔ زوجہ۔ بیوی۔

جوہر کرنا۔ ننگ و ناموس کے خیال سے
اپنے تئیں یا اپنے بال بچوں کو ہلاک
کر ڈالنا۔ یہ راجپوتوں میں رسم تھی۔

جی جلی۔ پریشان۔ مضطرب۔ برافروختہ۔

جی دینا۔ پیار کرنا۔ جان دینا۔

جیو۔ زندگی۔ روح

جھڑ۔ متواتر بارش۔ لگاتار مینہہ

جھکارا کرنا۔ جھکنا۔ جھبکیا رہنا۔

پچھتانا۔ غم کرنا

جھلم۔ زرہ کی طرح کی ایک نقاب جس
کو سپاہی لڑائی کے وقت منہ پر
ڈال لیتے ہیں۔

جُھمکا۔ کانوں میں پہننے کا ایک زیور۔

جھینگا۔ مچھلی کی ایک قسم۔

چار بیت۔ ایک قسم کی نظم۔

چار یار۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ۔
حضرت سیدنا فاروق اعظمؓ حضرت
سیدنا عثمان غنیؓ حضرت سیدنا
علی مرتضیٰؓ۔

چاکر۔ خدمت گار، وہ شخص جس کے سپرد
گھوڑے یا ہاتھی کی خدمت ہو۔

چٹھہ۔ فہرست تنخواہ قبض الوصول۔

چکارا۔ ایک قسم کا چھوٹا اور نازک صحرائی
ہرن۔

چکن دوز۔ کپڑے پر چکن بنانے والا۔

چلم پر آگ دھرنا۔ حقہ پلانے کی خدمت
کرنا غلامی کرنا۔

چلتہ۔ زرہ بکتر

چندرماں۔ چاند۔

چنگ۔ ستار کی ایک قسم۔

چوپٹی۔ ہولی کے موقع پر کم و بیج کے
ہندوؤں کا مل کر گانا اور ناچنا اس
موقع پر گانے اور ناچنے والی جماعت

چور پلٹن۔ چھپی ہوئی پلٹن۔

چور پہرا۔ خفیہ پہرا۔

چوڑی دار لٹھ۔ وہ لٹھ جس کی گانٹھوں پر
لوہے کا تار بندھا ہوتا ہے

چوکی پہرا۔ پاسبانی

چوکی رکھنا۔ پہرا رکھنا۔ نگرانی رکھنا۔

چوکی کرنا۔ پہرا مقرر کرنا۔

جوگنی۔ وہ روحیں جن کے اختیار میں اچھے
اور برے وقت ہوتے ہیں۔

چیر۔ دھجی۔ کپڑے کی پٹی۔ کترن

چھکڑا۔ اسباب لادنے کی بڑی گاڑی۔

حرف۔ بات۔ کلمہ

حسد لے جانا۔ حسد کرنا۔

حضوری۔ حاضری۔ قربت۔ بادشاہی دربار
یا اجلاس۔

حیز (ہیز) مخنث۔ ہجڑا

خالصہ۔ سرکاری زمین جس میں کسی اور کا حق نہ ہو

خام کار۔ نادان۔ ناتجربہ کار

خانہ جنگ۔ ذرا سی بات پر لڑنے والا
جنگجو۔

خاوند۔ صاحب۔ آقا۔ مالک

خداگیر۔ خدالگتی۔

خدم (جمع خادم) نوکر چاکر

خردور۔ عقلمند۔

خنگ۔ گھوڑا۔

خود۔ لوہے کی ٹوپی جو لڑائی میں پہنتے ہیں

خوگیر۔ وہ گدی جو گھوڑے کی زین کے نیچے
پسینہ جذب کرنے کی غرض سے رکھتے ہیں

خوگیر دوز۔ خوگیر سینے والا۔

خیل۔ جماعت۔ خاندان۔

دادا۔ باپ کا باپ۔ بڑا بھائی۔

دارو۔ شراب۔

داسنتے دینا۔ اصرار کرنا۔ ضد کرنا۔ ہٹ کرنا

دراج۔ تیتر۔

دساسول۔ رجال الغیب، احکام نجوم
کی رو سے جس طرف رجال الغیب
ہوں ادھر ان دنوں سفر کرنا منحوس
سمجھا جاتا ہے۔

دست پاچہ ہونا۔ سٹپٹانا۔

دست گریباں ہونا۔ گتھم گتھا ہونا۔

دفعدار۔ سپاہیوں کے چھوٹے سے گروہ
کا افسر۔

دل چلی۔ بہادر۔ جری۔ نڈر۔ سخی۔

دمانک۔ قرابین ایک قسم کی نازک بندوق جو
گھوڑے پر بیٹھ کر چلائی جاتی ہے

دندارو۔ دنبل۔ ایک قسم کا پھوڑا۔

دُوب۔ ایک قسم کی باریک۔ نرم اور عمدہ
گھاس۔

دہائی پھرنا۔ منادی کرنا۔ ڈھنڈورا پیٹنا۔

دیر گاہ۔ مدت تک۔ عرصے تک

دیر گزار۔ وقفہ کرنے والا۔

دیوان خانہ۔ امراء کی نشست گاہ۔ بیٹھک
ملاقات کا کمرہ۔ دفتر۔ ڈرائنگ روم۔

دھانگ۔ کنارہ۔ کٹاؤ۔

دھدکارنا۔ جلتی آگ کے شعلے بھڑکنا۔

دھمک۔ پاؤں کی آواز۔ صدمہ۔ ہلکا
دردِ سر۔

دُھوپ۔ ایک قسم کی سیدھی تلوار

ڈاک۔ سفر کے لیے گھوڑے یا پالکی کا
سلسلہ وار نظام۔

ڈبڈبانا۔ آنکھوں میں آنسو بھر آنا۔

ڈکیت۔ ڈاکیا۔

ڈنڈ۔ ڈنٹر۔ بازو۔

ٹنڈ پھوٹنا۔ بازو زخمی ہونا۔ بازو سے خون
بہنا۔
ڈنکا ہونا۔ نقارہ بجنا۔ حکومت کرنا۔
ڈیرا۔ خیمہ۔ عارضی قیام گاہ
ڈیرہ کرنا۔ اترنا۔ ٹھہرنا۔ فروکش ہونا۔
ڈیوڑھی۔ آستانہ۔ درگاہ
ڈھسّو۔ تنومند۔ قوی جسیم۔
راج۔ حکومت۔ ریاست۔ بادشاہی
راج کرنا۔ حکومت کرنا۔ بادشاہی کرنا۔
راہو۔ وہ منحوس ستارہ جو چاند یا سورج
کو نگل جاتا ہے جسے گرہن کہا کرتے ہیں
رفوگر۔ رفو کرنے والا
رم۔ وحشت۔ گریز۔ نفرت۔
رم کرنا۔ بھاگنا۔ نفرت کرنا۔
رن۔ میدان جنگ۔
رنجہ کرنا۔ تکلیف کرنا۔
رواں۔ نفس، روح، جان
روکشی۔ مقابل ہونا۔ حریف ہونا۔
روسپید۔ درست۔ ایماندار۔
رہزمار۔ کام بگاڑنے والا۔ منحوس۔
بدبخت۔
ریز۔ کسی چیز کا ٹکڑا۔ پرند کا چہکنا۔
ریز کرنا۔ چیں چیں کرنا۔

زار۔ ضعیف۔ رنج و غم۔
زنا زن۔ نہایت تیزی سے۔
زنانہ۔ مستورات کے رہنے کا مکان
زنجیر گلے دینا۔ گرفتار کرنا۔
زنہار۔ پناہ۔ اماں۔
ساحت۔ فضا۔ کشیدگی۔ میدان۔
ساعت دنیا۔ کسی کام کے لیے اچھی ساعت
بتانا۔
سالیانہ۔ سالانہ وظیفہ
سایر اور مال۔ چنگی۔ دفتر کا متفرق خرچ۔
سبزہ۔ وہ گھوڑا جس کی سفیدی
مائل بہ سیاہی ہو۔
سبز ہونا۔ سرسبز ہونا۔ پھلنا۔ پھولنا۔
سپردار۔ سپر رکھنے والا۔
سپہ دار۔ لشکردار۔
سٹھنا۔ سٹھیا جانا۔
سرخاب۔ ایک آبی پرندہ جو رات بھر اپنی
مادہ سے جدا رہتا ہے اور نہایت بے چین
رہتا ہے۔
سروپا۔ سراپا، خلعت۔
سرود۔ گیت۔ نغمہ۔ راگ۔ ایک قسم کا
باجا
سرودی، گویا، سرود بجانے والا

سریر۔ تختِ شاہی۔ مسند۔ گدی

سِل۔ وہ پتھر جس پر مسالہ پیستے ہیں۔

سمیت۔ ساتھ۔ ہمراہ۔

سنمکھ۔ سامنے۔ مقابل۔

سِوا۔ زیادہ۔

سوانگ۔ کھیل تماشا۔ نقل بھرنا۔ تھیٹر

سوت۔ ایک شوہر کی دو بیویاں۔
ایک دوسرے کی سوت کہلاتی ہیں۔

سہاگ۔ خاوند کی حیات کا زمانہ

سہ بندی۔ وہ سپاہی جو ہر سال اخراج وصول
کرنے کو رکھا جائے۔

سیتی۔ سے

سیکسن۔ فوج کا ایک حصہ۔

شترے۔ نقارہ جو اونٹ پر رکھا جاتا ہے

شقہ۔ فرمانِ شاہی۔ وہ رقعہ جو بادشاہ
کی طرف سے امرائے شاہی کو لکھا
جاتا ہے۔

شقۂ حضوری۔ دربارِ شاہی میں حضوری کا
فرمان۔

شلتی۔ دشلک، بندوقوں یا توپوں کی باڑ

شمع دان۔ وہ چیز جس میں شمع لگا کر رکھتے ہیں

صاحب۔ آقا۔ مالک۔ انگریز۔

طلب۔ تنخواہ۔

عرضی کرنا۔ عرضداشت پیش کرنا

عیال۔ بال بچے

فرد۔ حساب کتاب کا کاغذ۔

فرد فرد۔ الگ۔ الگ

فرصت۔ چھٹکارا۔

فرہنگ۔ لغت۔ دانش۔ عقل۔

فیلے۔ نقارہ جو ہاتھی پر رکھا جاتا ہے

قفا۔ پیچھے

کاتک۔ ہندی سال کا آٹھواں مہینہ

کاکا۔ بڑا بھائی۔ قدیم غلام جو بوڑھا ہو گیا ہو
چھوٹا لڑکا۔

کبک۔ چکور۔

کٹیلے۔ دل میں کھبنے والا۔ دل پسند

کد۔ خواہش۔ رنج۔ اصرار۔

کڈھنگی۔ بے ڈھنگا پن۔

کڑک۔ بجلی۔ توڑے دار بندوق جس کی
آواز مہیب ہو۔

کڑکیت۔ نقیب۔ بادشاہ کی سواری

کڑکیتیاں۔ میدانِ جنگ میں پکارنے والا

کشندہ۔ مارنے والا قاتل۔

کفچہ۔ چھوٹا چمچہ، ڈوئی۔

کفگیر۔ چمچہ۔

کفنی۔ ایک قسم کا فقیروں کا جامہ

کلغی ۔ طرہ ۔ جیغہ ۔ پگڑی ۔ ٹوپی ۔ یا تاج میں لگاتے ہیں۔

کمیت ۔ سرخ رنگ کا گھوڑا مائل بہ سیاہی تیلیا ۔ سرنگ ۔

کنپو ۔ چھاؤنی ۔ پڑاؤ ۔ کیمپ ۔

کوٹ ۔ انگریزی فوج کا ایک خاص کرتہ یا لباس ۔

کوٹ ۔ قلعہ ۔ حصار ۔ چہار دیواری

کور کر ۔ اندھا ۔ بہرا ۔

کوس ۔ نقارہ ۔ دو میل کا فاصلہ ۔

کوکھ ۔ پیٹ ۔ پہلو کے نیچے کا وہ حصہ جہاں ہڈی نہیں ہے ۔

کہار ۔ ہندوؤں کی ایک ذات جس کا کام پانی پلانا ۔ پانی بھرنا ۔ برتن مانجھنا ڈولی اور پالکی اٹھانا ہے ۔

کیتی ۔ کی

کیسری ۔ زعفرانی یا زرد

کھاتہ ۔ علاقہ یا حدود

کھٹکھے ۔ جھگڑے کی باتیں

کھسوٹنا ۔ نوچنا ۔

کھیت رہنا ۔ لڑائی میں مارا جانا ۔

گراب ۔ توپ کا وہ گولہ جس میں بہت سی گولیاں ۔ رال ۔ چھرا وغیرہ بھرا ہوتا ہے

گردان کرنا ۔ پریشان کرنا ۔

گرہ پڑنا ۔ کسی کی طرف سے دل میں فرق آنا

گرڈیل ۔ ایک قسم کا چھوٹا نیزہ ۔

گڑھ ۔ قلعہ

گل ۔ گلاب کا پھول

گل اشرفی ۔ ایک قسم کا گول پھول ۔

گل گیر ۔ شمع یا چراغ کی بتی کترنے کی قینچی ۔

گلوگیر ۔ گردن پکڑنے والا ۔ الزام لگانے والا وہ کیلی چیز جو گلے کو پکڑتی ہے ۔

لاچی ۔

گہنا ۔ زیور ۔ گہن لگنا ۔

گرہ ڈالنا ۔ فرق ڈالنا ۔

لٹ پٹے ۔ رنگیلا ۔ بانکا ۔ چھبیلا ۔

لنکا پہ بندر کا دل ۔ رام چندر کی حمایت میں ہنومان کی جماعت (بندروں) نے لنکا پر حملہ کیا تھا ۔

لوتھ ۔ لاش ۔

لید کرنا ۔ گھوڑے ۔ گدھے ۔ ہاتھی کا گوبر کرنا ۔

لیس ۔ ایک قسم کا تیر جس کا پیکاں دراز ہوتا ہے ۔

مارو ۔ ایک راگنی کا نام ۔

محافے ۔ پردہ دار سواری عورتوں کے لیے

محضر۔ وہ نوشتہ جس پر دعوے کے
اثبات کے لیے لوگ اپنی مہریں یا
دستخط ثبت کریں۔
محل۔ ملکہ۔ بیگم۔
مردم گیا۔ ملک چین کی ایک قسم کی گھاس
جو انسان کی شکل سے مشابہ ہوتی ہے۔
مرمت کرنا۔ درستی کرنا۔ اصلاح کرنا۔
مسند۔ گدی۔ تخت۔
مصر جیو۔ پنڈت۔ برہمن
مقنع۔ باریک چادر جو عورتیں منہ چھپانے
کے لیے چہرہ پر ڈالتی ہیں۔
منال۔ جاگیر۔ جائیداد۔ دھن۔ دولت
منجلی۔ روشن۔ آشکارا۔ ظاہر۔
منیب۔ منشی۔ بہی کھاتہ لکھنے والا۔
موا۔ مرنا کا صیغہ ماضی۔ مر گیا
مواجب۔ تنخواہ۔ مشاہرہ۔ اجرت
موڈی۔ (مونڈی) مونڈ کی تسخیر، بالتحقیر
گھٹیا سر
موڈی کاٹا۔ سر کٹا۔ نگوڑا۔ عورتیں بطور
تحقیر و نفرت مرد کو کہتی ہیں۔

میاں۔ صاحب۔ آقا۔
میانہ۔ ایک قسم کی پالکی۔
ناگہہ۔ (ناگاہ)۔ ناواقف
ناوک۔ ایک لکڑی بیچ سے خالی جس
میں تیر رکھتے ہیں۔
نچھتر۔ طالع راس کا حصہ۔
نر۔ بہادر۔ جری
نفر۔ ایک آدمی۔ نوکر ملازم۔
نرگا۔ بھیڑ۔ انبوہ۔ ہجوم۔
نوبت۔ نقارہ۔ شاہی نقارہ۔
نون۔ نمک
نہنگ۔ نگرمچھ۔ گھڑیال۔
وجہ۔ منہ۔ چہرہ۔ طریقہ۔ سبب۔
ویر۔ سورما۔ جری۔ دلیر۔ پہلوان۔
ہاڑ۔ ہڈی۔ ڈھانچہ۔
ہتوالنسا۔ قبضہ پہ ہاتھ رکھ کر۔ تلوار
ہاتھ میں لینا۔ ہاتھ میں لینا۔
ہلا کرنا۔ غل و شور کرنا۔ چڑھائی کرنا۔
ہیت۔ لگاؤ، تعلق، مقصد، محبت۔
یار۔ مددگار۔ دوست۔ ہم صحبت۔

نوٹ۔ اس فرہنگ کی تیاری میں مندرجہ ذیل کتب لغات پیش نظر رہیں۔

۱۔ اسٹینگیس۔ ایف۔	پرشین انگلش ڈکشنری	(لندن ۱۹۳۰ء)
۲۔ غیاث الدین رام پوری	غیاث اللغات	(کانپور ۱۸۷۷ء)
۳۔ شیکسپیر جان۔	ڈکشنری ہندوستانی انگلش	(لندن ۱۸۲۰ء)
۴۔ پلیٹس جان۔ ڈکشنری	اردو کلاسیکل ہندی انگلش	(لندن ۱۹۶۸ء)
۵۔ سید احمد دہلوی	لغات النساء	(دہلی ۱۹۱۷ء)
۶۔ سید احمد دہلوی	فرہنگ آصفیہ	(دہلی ۱۹۱۸ء)
۷۔ نور الحسن	نور اللغات	(کراچی ۱۹۵۷ء)
۸۔ شری نول جی (ایڈیٹر)	نالندہ وشال شبد کوش (ہندی)	(دہلی سمت ۲۰۰۷)

اغلاط نامہ

غلط	صحیح	صفحہ	سطر
اور طور	طور اور	۳	۴
فلک	ملک	۵	۴
آہ	آ	۵	۵
دو	وُو	۸	۱۱
خود	خور	۹	۱
نے	سے	۱۱	۸
بچشم وقار	بہ حشم وقار	۱۳	۶
میرا	مرا	۱۶	۱
نمک کے شرائط میں پورے	نمک کی شرائط بھی پوری	۱۶	۱۱
چالیس	چالِس	۱۸	۱۵
ماہ	مہ	۱۹	۱۱
وہیں	وُہ ہیں	۲۰	۱۸
ایک	اِک	۲۱	۷
کھود	کود	۲۲	۶
متشکمیں	متمکمی	۲۳	۱۱

کے	کی	۲۵	۱۳
مرے	ترے	۲۵	۱۶
بدلہ	بدلے	۲۹	۱
رہے جاگتا	رہا جاگتا	۳۱	۱۱
ہواس	حواس	۳۳	۱۲
جو د.... پھرا	جو دورا پھرا	۳۶	۳
نے	نین	۳۷	۱۷
دلیوانہ	دوانہ	۳۸	۶
اورہ	x	۳۹	۴
چلی	چلے	۳۹	۱۴
جیسی	جیسے	۳۹	۱۵
سوئی	سوئتی	۴۲	۶
بورے	بورلی	۴۲	۱۴
باؤلے	باؤلی	۴۲	۱۴
کونجیڑے	کونجڑے	۴۳	۱۷
اب پٹے	اٹ پٹے	۴۴	۱۲
ڈانے	ڈالی	۴۶	۵
خراب	خوب	۴۶	۱۰
پھریں	پھرے	۴۷	۱
نکلے	نکلی	۴۷	۶
ہوئی	ہوئیں	۴۸	۱۳
رہی	رہا	۵۱	۱۱
چہروں کی	چہروں کی کی	۵۲	۱۱

کا	تو	۵۳	۱
بھی	ہے	۵۵	۵
کیا	کہا	۵۶	۶
کی	کے	۵۸	۴
دینا	دیتا	۵۸	۹
ساتھ	تھاساتھ	۵۹	۸
کیہر	کٹیہر	۶۰	۷
تباہتا	تباہتھا	۶۰	۱۳
گرے	گری	۶۱	۶
گتے	گئے	۶۱	۱۳
داہ واہ	واہ وا	۶۲	۱۴
اور	و	۶۵	۱۴
ٹوٹ	لوٹ	۶۷	۱۲
کے	کی	۶۸	۱۰
کی	کے	۶۸	۱۷
کو	کہ	۷۲	۴
کھدائے	کھدا	۷۳	۱
کیائے	کیا	۷۳	۱
پڑا	بڑا	۷۳	۱۹
شلق	شلک	۷۴	۴، ۱۷
دہاں سے آگے	واں سے آگے وہ	۷۴	۵

ایک	اک	۷۵	۸
دب	دوب	۷۵	۱۵
گناہ	گنہ	۷۶	۴
لیں	بس	۷۶	۵
ایک	اک	۸۱	۹
میرے	مرے	۸۳	۴
چوں	جوں	۸۷	۲
ذوق	فوق	۸۷	۱۱